عمران سیریز
الٹرا فائیو
کلیم ایم اے

چند باتیں

مُحترم قارئین! ——— سلام مسنون

نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں ایک سپر ایجنٹ اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ عمران سے ٹکراتا ہے۔ ادھر سپر ایجنٹ لانسر فائیو اور ناقابل تسخیر علی عمران کے درمیان ایک ایسی جان لیوا اور اعصاب شکن جنگ کا آغاز ہوتا ہے کہ جس کا ہر لمحہ قیامت سے بھی زیادہ عذاب ناک ثابت ہوتا ہے ——— اس کہانی میں پہلی بار ایک مخصوص نسل کا بندر "کپتان" سامنے آتا ہے اور پھر غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک یہ انوکھا بندر نہ صرف علی عمران کو اپنے اشاروں پر ناچنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ بلکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان بندر کے احکامات کی تعمیل پر مجبور ہو جاتے ہیں ——— اور اسی غیر معمولی صلاحیتوں کے بندر نے سپر ایجنٹ لانسر فائیو۔ علی عمران اور پاکیشیا کو ایک لمحے میں ناکامی کے زخم چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس نہایت منفرد اور انوکھے انداز کا ہے جسے آپ یقیناً پسند کریں گے۔

آخر میں ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں۔

سرگودھا سے جناب محمد شاہد صاحب لکھتے ہیں ۔ کیا کوئی ایسا مجرم نہیں ہے جو عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو انگلیوں پہ نچائے اور عمران کو پے در پے شکست دے کر یہ سوچنے پر مجبور کر دے کہ شکست کا مزہ کیسا ہوتا ہے ۔

محترم شاہد صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ شکست نام ہے ہمت ہارنے کا، جذبوں کے ماند پڑ جانے کا ۔ اور جب کوئی انسان اپنے ملک کی سلامتی، عزت، عظمت کی خاطر جان کی بازی لگا کر میدان میں اترتا ہے تو پھر لفظ شکست خود بخود فتح میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ عمران مجرموں سے اپنی ذات کے لئے نہیں ٹکراتا ــــــ وہ ذاتی جائیداد یا ذاتی انا کی خاطر کام نہیں کر رہا ہوتا ۔ اس کے پیش نظر اپنے ملک کی سلامتی، عزت اور عظمت ہوتی ہے ۔ اور ایسے شخص کے جذبوں کے سامنے شکست ایک بے معنی لفظ بن جاتا ہے ۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے ۔

والسلام

مظہر کلیم ایم ۔ اے

سرخ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی ۔ سڑک تنگ اور پیچدار ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خطرناک بھی تھی ۔ کیونکہ پہاڑی پر ہونے والی تیز اور مسلسل بارش نے اس پہاڑی سڑک کو انتہائی پھسلواں کر دیا تھا ــــــ اور سڑک کے اوپر پانی اس طرح بہہ رہا تھا جیسے وہ سڑک کی بجائے کسی تیز رفتار پہاڑی دریا کی منجدھار ہو ۔ سرخ رنگ کی کار اوپر کی طرف جا رہی تھی ۔ ماحول اور سڑک اس قدر خطرناک ہونے کے باوجود کار کی رفتار خاصی تیز تھی ۔ سٹیرنگ پر ایک خوب صورت لمبا تڑنگا اور خاصا وجیہہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا ــــ اس نے گہرے نیلے رنگ کا خوب صورت سوٹ پہن رکھا تھا ۔ سر پر سیاہ پٹی والا سفید فلیٹ تھا ۔ وہ یوں اطمینان سے بیٹھا کار چلا رہا تھا جیسے وہ کسی پہاڑی سڑک کی بجائے کسی کھلے میدان میں کار دوڑا رہا ہو ــــ تنگ موڑ پر اس کے بازو خود بخود سٹیرنگ گھما دیتے اور کار

پہیوں کی چرچراہٹ کے ساتھ انتہائی برق رفتاری سے موڑ کاٹ جاتی۔ ساتھ والی سیٹ پر سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت اور نوجوان لڑکی گہرے سرخ رنگ کا منی اسکرٹ پہنے بیٹھی ہوئی تھی ——— اس کے سنہری اور لچھے دار بال اس کے کاندھوں پر لہرا رہے تھے۔ اس کا چہرہ پر جوش اور آنکھوں میں دلچسپی کی چمک تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس خطرناک ڈرائیونگ سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی ہو ——— وہ بار بار بڑی میٹھی نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھتی۔ اور جب نوجوان اُسے مسکرا کر دیکھتا تو وہ بڑی مترنم سی ہنسی ہنس کر پھر سامنے دیکھنے لگتی۔ اس کے کانوں میں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے بُندے کار کے ساتھ ساتھ ہلکورے لے رہے تھے ——— اور ان میں جڑے ہوئے اصلی ہیروں میں سے روشنی کی شعاعیں نکل کر لڑکی کے چہرے کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہی تھیں

"اگر کار تمہارے کنٹرول سے باہر ہو جائے تو پھر کیا کرو گے لانسر" لڑکی نے یک لخت ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر میں تمہیں اپنے کنٹرول میں کر کے باہر چھلانگ لگا دوں گا" نوجوان نے جس کا نام لانسر تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار لڑکی کی مترنم اور بے ساختہ ہنسی سے گونج اٹھی۔

"واہ ——— میں بھی کوئی کار ہوں کہ تم مجھے کنٹرول میں کر لو گے" لڑکی نے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کار تو نہیں البتہ کار آمد ضرور ہو" ——— لانسر نے کہا اور لڑکی ایک بار پھر ہنس پڑی۔ لانسر بھی ساتھ ہی ہنس رہا تھا۔

"آج چیف باس نے بڑے غلط وقت پر بلایا ہے۔ آج تو کہیں سیر و تفریح کا دن تھا۔ وکٹوریہ جھیل کا نظارہ آج دیکھنے والا ہو گا" ——— لڑکی نے یک لخت منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وکٹوریہ جھیل تمہاری سبز آنکھوں سے زیادہ خوب صورت نہیں ہو سکتی۔ فیلیا ڈیئر" ——— لانسر نے ہنستے ہوئے کہا اور لڑکی کی آنکھوں میں واقعی ستارے رقص کرنے لگے۔

"تمہیں تو سپر ایجنٹ کی بجائے شاعر ہونا چاہیئے تھا" ——— فیلیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو باقاعدہ شاعری کیا کرتا تھا" لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اس وقت تمہاری شاعری کا مرکز کون ہوتی تھی" ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت جھیلیں۔ پہاڑ۔ وادیاں۔ درخت۔ میں ان پر شاعری کرتا تھا۔ اس وقت تک تمہیں میں نے نہیں دیکھا تھا ——— ورنہ یقین جانو اگر تم مجھے اس دور میں نظر آجاتیں تو میں آج سپر ایجنٹ کی بجائے واقعی گریٹ ٹائپ کا شاعر ہوتا کیٹس اور بائرن سے بھی بڑا شاعر" ——— لانسر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تم بس میری تعریفیں ہی کرتے رہتے ہو۔ تم نے کبھی مجھے پرپوز تو کیا ہی نہیں" ——— فیلیا نے منہ بناتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔

"فیلیا ڈیئر ——— تم تو اچھی طرح جانتی ہو کہ ہماری زندگی ایک بلبلے کی

مانند ہوتی ہے۔ بالکل عارضی ـــــ نجانے کس وقت کہیں سے کوئی گولی
نکلے اور ہمیں ختم کر جائے۔ اس لئے ہم لوگ شادی وغیرہ کے بکھیڑوں میں
نہیں پڑتے۔ بس یوں سمجھو۔ جو لمحات ہم نے ایک دوسرے سے ہنس
بول کر گزار لئے وہی ہماری زندگی ہے" ـــــ لانسر نے سنجیدہ ہوتے
ہوئے کہا۔

" تو پھر تم اس خطرناک پیشے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ تم اعلیٰ تعلیم
یافتہ ہو۔ نوجوان ہو۔ ذہین ہو۔ تمہارے والد کا پوری دنیا میں پھیلا ہوا
وسیع کاروبار ہے ـــــ لانسر کلب دنیا کے ہر ترقی یافتہ ملک میں موجود
ہیں۔ تمہیں آخر کس چیز کی پرواہ ہے۔ پھر تم کیوں اس طرح اپنی زندگی کو داؤ
پر لگاتے رہتے ہو" ـــــ فیلیا نے کہا۔

" تم نہیں جانتیں فیلیا کہ اس پیشے میں کیا لطف ہے۔ اس میں کیسی
پراسراریت اور کیسی زندگی ہے۔ جہاں ہم ہر لمحہ موت کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر گزرتے ہیں ـــــ جہاں ہم موت سے اپنی زندگی چھینتے ہیں
اور دوسروں پر موت طاری کرتے ہیں۔ جب بڑے بڑے ایجنٹ ہمارے
مقابلے میں آ کر منہ کے بل گرتے ہیں تو یقین کرو روح تک سرشار ہو جاتی
ہے۔ جب ہمارے ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک نشانے پر بیٹھتی
ہے ـــــ اور جب اندھیرے سے آنے والی کوئی گولی ہمارے دل
کے قریب سے گزرتی ہے تو لطف کی ایک ایسی انتہا ہوتی ہے جسے
صرف ہم ہی محسوس کر سکتے ہیں" ـــــ لانسر نے باقاعدہ شاعری
شروع کر دی۔

" واقعی لانسر تم درست کہہ رہے ہو۔ برمن مشن پر جب میں تمہارے

ہمراہ گئی تھی۔ تو یقین کرو بڑا لطف آیا تھا۔ اور سنو ـــــ اس بار اگر چیف باس
نے تمہیں کوئی نیا مشن سونپا تو تم مجھے اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ گے"

" اس کا انحصار تو مشن پر ہے فیلیا ـــــ بہرحال میں کوشش
کروں گا کہ چیف باس مان جائے" ـــــ لانسر نے کہا۔

اور اسی لمحے اس کی کار نے جب موڑ کاٹا تو سامنے سفید رنگ کی
ایک چھوٹی سی خوب صورت عمارت عین پہاڑی کی چوٹی پر نظر آنے لگی۔ اس
عمارت کو دیکھتے ہی وہ دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے ـــــ لانسر اور
فیلیا دونوں کا تعلق ناراک لینڈ کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی گاڈ فادر سے تھا۔
گاڈ فادر تنظیم ناراک کی سرکاری تنظیم ضرور تھی۔ لیکن اس کا سٹ اپ ایسا
بنایا گیا تھا کہ اس کا حکومت سے بظاہر کوئی تعلق نہ تھا ـــــ بظاہر یہ ایک
دہشت گرد پرائیویٹ تنظیم تھی۔ جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی۔ لیکن
اس کے اندر ایک سیل ایسا تھا جسے سپر سیل کہا جاتا تھا۔ یہ چھ افراد پر
مشتمل تھا۔ سپر ایجنٹ ون سے لے کر سپر ایجنٹ سکس تک ان کا گاڈ فادر
تنظیم کے دوسرے جرائم سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا ـــــ انہیں کسی اہم ترین
اور خصوصی مشنز پر ہی بھیجا جاتا تھا۔

نوجوان کا اصل نام لانسر تھا۔ اور سپر سیل میں اس کا نمبر فائیو تھا۔
لیکن عملی طور پر یہ پہلا نمبر بن چکا تھا۔ کیونکہ اس کی کارکردگی اور کارنامے
سیل کے باقی پانچ افراد سے بہت زیادہ شاندار تھے ـــــ اس لئے
اہم ترین مشنز پر اس کی ڈیوٹی لگائی جاتی تھی۔ اسے عرف عام میں لانسر
فائیو کہا جاتا تھا۔ فیلیا دراصل اس کی سیکرٹری تھی۔ لانسر نے بظاہر
ایک پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ایجنسی بنائی ہوئی تھی۔ اور جب اس کے پاس کوئی

مشن نہ ہوتا تو وہ اور فیلیا مل کر ڈیٹکٹو ایجنسی چلاتے تھے۔ فیلیا خود بھی انتہائی دلیر، ماہر نشانہ باز اور مارشل آرٹ میں خاصی مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ ذہین بھی تھی۔ اس لئے کبھی کبھی کسی مشن پر لانسر اُسے چیف باس کی اجازت سے اپنے ہمراہ بھی لے جاتا تھا ــــ سپر سیل کا سربراہ زیڈ تھری کہلاتا تھا۔ بظاہر ایک لارڈ ٹائپ آدمی جو اس پہاڑی پر سفید رنگ کی خوب صورت عمارت میں رہتا تھا۔ جس کی جاگیر ناراک لینڈ میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور وہ ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بھی تھا ــــ عام طور پر اُسے لارڈ برنارڈ کہتے تھے۔ وہ ناراک لینڈ کی بے شمار سماجی اور خصوصی تنظیموں کا سربراہ تھا۔ اور اس حیثیت سے اُسے ہر شخص جانتا تھا۔ وہ ملک کی ایک مقبول ترین سماجی شخصیت تھا ــــ لیکن یہ بات کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ سپر سیل کا چیف باس زیڈ تھری ہے۔ صرف سپر ایجنٹس ہی اس کے متعلق جانتے تھے۔ جب بھی کوئی اہم مشن درپیش ہوتا تو وہ اس مشن کے مطابق کسی سپر ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دیتا۔

لانسر شہر سے دور مضافات میں ایک خوب صورت سی آبشار کے کنارے بنے ہوئے ایک خوب صورت سے کاٹیج میں رہتا تھا۔ فیلیا اس کی سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی گرل فرینڈ بھی تھی۔ اور وہ کئی برسوں سے اس کاٹیج میں اکٹھے رہتے تھے ــــ فیلیا کے والدین کسی دیہاتی قصبے میں رہتے تھے۔ فیلیا تعلیم مکمل کرنے کے بعد سروس کی تلاش میں شہر میں آئی اور پھر مختلف دفاتر میں نوکری کرتے کرتے وہ ایک روز ایک کلب میں لانسر سے ٹکرا گئی ــــ اور پھر لانسر نے اُسے اپنی سیکرٹری بننے کی دعوت دے ڈالی۔ اور تب سے وہ اکٹھے ہی رہتے

تھے۔ لانسر ایک آزاد معاشرے کا رکن ہونے کے باوجود کردار کے لحاظ سے انتہائی بلند انسان تھا۔ اس لئے اتنے برسوں سے اکٹھے رہنے کے باوجود لانسر نے آج تک کوئی ایسی غلط حرکت نہ کی تھی جسے اس معاشرے میں غلط حرکت ہی نہیں سمجھا جاتا تھا ــــ اور ایسے موقعوں پر ہی فیلیا جھنجلا جاتی اور وہ اُسے آئس کریم کے نام سے پکارنے لگتی۔ لیکن لانسر ہنس کر ٹال جاتا۔ وہ بس باتیں کرنے کی حد تک ہی فیلیا میں دلچسپی لیتا تھا ــــ کیونکہ اس نے جس استاد سے مارشل آرٹ کی تربیت حاصل کی تھی وہ ایک چینی تھا۔ اور اُسی نے لانسر کی مارشل آرٹ کے ساتھ ساتھ کردار کی بھی تربیت کی تھی ــــ اُس نے لانسر کے ذہن میں یہ بٹھا دیا تھا کہ جو شخص باکردار نہیں ہوتا وہ مارشل آرٹ کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ مارشل آرٹ میں مہارت کے لئے کردار کی بلندی ایک لازمی جزو ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آج مارشل آرٹ میں لانسر کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا اور اس کا چینی استاد تانگ بھی اس پر فخر کرتا تھا ــــ وہ شراب ضرور پیتا تھا۔ کیونکہ اس سرد علاقے میں شراب کے بغیر اس کے خیال کے مطابق زندہ نہ رہا جا سکتا تھا۔ کلب جاتا تھا۔ لڑکیوں سے فلرٹ کرتا۔ ان کے ساتھ رقص کرتا۔ لیکن یہ اس کی آخری حد تھی ــــ اس کے بعد وہ واپس مڑ جاتا۔ اس لئے لڑکیاں اُسے پاگل کہتی تھیں۔ اور فیلیا تو اُسے آئس کریم کہتے ہوئے بھی نہ ہچکچاتی۔ لیکن لانسر پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے خیالات میں راسخ ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے کارنامے سپر سیل میں سب سے شاندار تھے۔ اور اس کا چیف باس زیڈ تھری اُسے مذاق میں یونانی دیوتا کہتا تھا۔ ناقابلِ شکست اور ناقابلِ تسخیر۔

آج صبح سے موسم بے حد شاندار تھا اور ناشتہ کرتے ہوئے لانسر اور فیلیا دونوں ہی تفریح کا پروگرام سوچ رہے تھے۔ کہ اچانک زیڈ تھری کی طرف سے مخصوص کال آگئی — اور لانسر اُسی وقت ہیڈ کوارٹر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ فیلیا بھی ضد کر کے ساتھ چل پڑی کیونکہ وہ اس قدر خوب صورت موسم میں اکیلی بور نہ ہونا چاہتی تھی۔

سفید رنگ کی عمارت جو کہ دراصل سپر سیل کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی لانسر نے کار اس کے سیاہ رنگ کے شاندار پھاٹک کے سامنے روک دی۔ پھاٹک کے باہر برساتیاں پہنے ہوئے چار مسلح دربان بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ لانسر کی کار رکتے ہی ان میں سے دو تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ لانسر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دے دیا۔ دربان نے کارڈ کو غور سے دیکھ کر سر ہلایا — اور پھر کارڈ واپس کر کے اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔ باقی دربان تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کا پھاٹک خود بخود کھل گیا۔

لانسر کار اندر لیتا گیا اور پھر پورٹیکو میں کھڑی ہوئی سفید رنگ کی بالکل نئی رولز رائس کار کے پہلو میں اس نے کار روک دی۔ اور خود نیچے اتر آیا۔ فیلیا بھی نیچے اتر آئی۔

برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر شخص کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ یہ لارڈ برنارڈ کا سیکرٹری رامن تھا۔

" مسٹر لانسر — لارڈ مخصوص کمرے میں آپ کے منتظر ہیں مس فیلیا

لاؤنج میں تشریف رکھیں گی " — سیکرٹری رامن نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور لانسر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ دونوں برآمدہ کراس کر کے ایک گول کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ لاؤنج تھا۔

" جلدی آنا — میں یہاں اکیلے بیٹھے بیٹھے بور ہو جاؤں گی "

فیلیا نے ایک صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور لانسر کوئی جواب دیئے بغیر سر ہلاتا ہوا ایک عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے موڑ کاٹتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ کیونکہ
سامنے ایک ہیوی لوڈر ٹرک پوری سڑک کو گھیرے ہوئے جا رہا تھا۔
سڑک یہاں سے خاصی تنگ تھی ـــــ اس لئے عمران آہستہ آہستہ اس کے
پیچھے چلنے لگا۔ اس کے جسم پر مخصوص ٹیکنی کلر لباس تھا۔ اور چہرے پر
حماقتوں کا آبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔ وہ سردادر کی
لیبارٹری سے واپس آ رہا تھا ـــــ سردادر نے ایک اہم ایجاد کے
سلسلے میں مشورے کے لئے اُسے لیبارٹری بلوایا تھا۔ وہ ایک سائنسی
مسئلے میں ایسے پھنسے تھے کہ باوجود دماغ لڑانے کے وہ مسئلہ حل نہ ہو رہا
تھا ـــــ اس لئے انہوں نے عمران کو بلایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ نے عمران کی کھوپڑی میں کوئی سپیشل قسم کا کمپیوٹر نصب کیا ہوا
ہے جو ہر قسم کا لاینحل مسئلہ چٹکیوں میں حل کر دیتا ہے ـــــ اور یہی ہوا
کہ عمران نے وہاں پہنچتے ہی پہلے تو عادت کے مطابق سردادر کو بُری طرح

زِچ کر دیا۔ اور جب سردادر تنگ آ کر مرنے مارنے پر تل گئے تو عمران نے
یوں ان کا مسئلہ حل کر دیا کہ سردادر کو اپنی ذہانت پر شرم آنے لگی۔
عمران نے ایک ایسا سیدھا سا حل نکال دیا تھا کہ سردادر نے بے اختیار
اپنی گنجی کھوپڑی پر چپتیں مارنی شروع کر دیں کہ آخر یہ سیدھا سادھا اور
سامنے کا حل ان کی سمجھ میں کیوں نہیں آیا ـــــ اور ظاہر ہے مسئلہ حل ہونے
کے بعد سردادر عمران کی بکواس کہاں سنتے تھے۔ چنانچہ عمران کو واپس
آنا پڑا۔

ابھی عمران ہیوی لوڈر کے پیچھے آہستہ آہستہ کار چلاتا ہوا آگے بڑھ ہی
رہا تھا کہ اچانک ایک درخت کی شاخ سے ایک بندر کودا اور بجلی کی سی
تیز رفتاری سے وہ کھلی کھڑکی میں داخل ہو کر عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ
کر بڑے شرارت بھرے انداز میں آنکھیں جھپکنے لگا۔

" ارے ارے کرایہ ہے تمہارے پاس ـــــ میں مفت میں لفٹ دینے
کا قائل نہیں ہوں" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

اور دوسرے لمحے بندر نے ایک ایسی حرکت کی کہ عمران جیسا شخص
بھی بوکھلا گیا۔ بندر بجلی کی سی تیزی سے اپنی سیٹ سے اچھلا اور اس نے
انتہائی مہارت سے عمران کی سائیڈ جیب میں موجود ریوالور نکالا اور دوسرے
لمحے وہ دونوں ہاتھوں سے ریوالور تھامے واپس سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بھرے
ہوئے ریوالور کا رخ عمران کی طرف ہی تھا اور بندر کی ایک انگلی ٹریگر پر جمی
ہوئی تھی ـــــ اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بے تحاشا
چمک تھی۔

" اچھا بھئی اچھا ـــــ معاف کر دو بھئی۔ میں کرایہ نہیں لوں گا۔ یہ ریوالور

بھرا ہوا ہے" ——— عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔
اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ریوالور اُسی تیز رفتاری سے واپس اس کی جیب میں پہنچ چکا تھا۔ جس تیز رفتاری سے اُسے نکالا گیا تھا۔

"گڈ ——— تم تو واقعی کام کے آدمی ——— اوہ سوری بندر ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے بندر نے چیخ چیخ کی آوازیں نکالنے کے ساتھ ساتھ اپنا ایک ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر سائیڈ پر بنی ہوئی ایک کھردرے رنگ کی عمارت کی طرف اشارہ کیا۔

"ادھر جانا ہے ——— تو جاؤ بھائی ——— میں نے تمہیں کب روکا ہے" عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے بندر نے اچھل کر دونوں ہاتھوں سے سٹیرنگ پکڑا اور اُسے اپنی طرف گھمانے لگا۔

"ارے ارے ایکسیڈنٹ کراؤ گے۔ اچھا بھئی چلتا ہوں۔ ادھر ہی چلتا ہوں۔ یار تم تو پورے سلطانہ ڈاکو ہو" ——— عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کار کو اس عمارت کی طرف موڑ دیا۔ بندر سٹیرنگ چھوڑ کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب وہ ہنس رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو دیکھا کیسے میں نے اپنی مرضی پوری کرائی ہے۔

عمارت خاصی پرانی اور خستہ تھی۔ اس کا لکڑی کا پرانا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران کار اندر لیتا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے کار روکی اچانک عمران کو ایک چیتے کی غراہٹ سنائی دی ——— اور دوسرے لمحے برآمدے کے کسی کونے میں بیٹھا ہوا ایک چیتا یک لخت کار کی طرف دوڑا۔ لیکن اس

سے پہلے کہ وہ کار کے قریب پہنچتا۔ بندر نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ اور خوف ناک چیتا کار کے بالکل قریب پہنچ کر یک لخت رک گیا۔ اور پھر دُم ہلاتا ہوا واپس چلا گیا ——— عمران بندر کی اس ذہانت پر دنگ رہ گیا۔ ظاہر ہے بندر نے اُسے چیخ چیخ کر بتایا تھا کہ عمران کو وہ لے آیا ہے اور وہ اس کا مہمان ہے۔ اس لئے چیتا واپس چلا گیا تھا۔

لیکن اب عمران اس عمارت کے مالک سے ملنا چاہتا تھا۔ جس نے اس قسم کے ذہین جانور پال رکھے تھے اور پھر یہ خوف ناک چیتا جو کھلا پھر رہا تھا۔

بندر اچھل کر کھڑکی سے باہر کود گیا اور پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو باہر آنے کے لئے کہا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

بندر اب برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ اور وہ مڑ مڑ کر عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ چیتا برآمدے کے ایک کونے میں بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اب حرکت بھی نہ کی تھی ——— عمران بندر کے پیچھے چلتا ہوا برآمدے سے گزر کر ایک راہداری میں پہنچا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ اور پھر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بند دروازے کے باہر ایک صحرائی بھیڑیا بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا ——— اس کی سرخ آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور دانت غصیلے انداز میں باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ لیکن بندر نے اس کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر مخصوص انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے بھیڑیا کان دبائے پیچھے ہٹا اور دیوار کے ساتھ یوں لگ کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ بھیڑیئے کی بجائے بھیڑ کا معصوم

بچہ ہو۔

"واہ بھئی واہ ـــــ تم تو واقعی عجیب و غریب شے ہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بندر نے اپنے پنجے سے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

"یس کم ان کپتان" ـــــ اندر سے ایک بوڑھی لیکن لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ اور بندر اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے مڑ کر عمران کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا ـــــ عمران اندر داخل ہوا تو اس نے بیڈ پر ایک بوڑھے آدمی کو لیٹا ہوا دیکھا۔ بوڑھے نے کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ صرف اس کا سر اور چہرہ کمبل سے باہر تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"اوہ کپتان ـــــ تم ڈاکٹر کو لے آئے ہو۔ ویلڈن" ـــــ بوڑھے نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں

"لیٹے رہیئے لیٹے رہیئے ـــــ آپ شاید بیمار ہیں" ـــــ عمران نے بوڑھے کی حالت دیکھتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے کاندھوں سے پکڑ کر لٹاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ مجھے تین روز سے شدید بخار ہے۔ میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ بخار اتر جائے لیکن حالت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری موت کا وقت آن پہنچا ہے ـــــ آخر میں نے کپتان سے کہا کہ وہ کسی ڈاکٹر کو بلا لائے۔ آپ ڈاکٹر ہیں" ـــــ بوڑھے نے کمزور اور نحیف لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ـــــ نہیں میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے"

عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ پھر کپتان آپ کو کیوں لے آیا۔ یہ غلطی کرنے والا تو نہیں۔ میں نے اسے سمجھایا تھا کہ جس کار پر ڈاکٹر کا بیج لگا ہوا ہو۔ اسے لے آئے۔ پھر یہ ......" ـــــ بوڑھے نے تپائی پر بیٹھے ہوئے بندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کا نام شاید کپتان تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ بندر نے دوبارہ چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔

"اوہ یہ بتا رہا ہے کہ آپ کی کار کے شیشے پر ڈاکٹر کا بیج لگا ہوا ہے" بوڑھے نے بندر کی بات سن کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل لگا ہوا ہے۔ آپ کے کپتان نے غلطی نہیں کی۔ غلطی دراصل میری ہے۔ میں نے جان بوجھ کر کار پر ڈاکٹر کا بیج لگایا ہوا ہے۔ اس طرح پولیس والے مجھے نہیں روکتے ـــــ میں ان کے چالان سے بچ جاتا ہوں۔ اس طرح انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کار چوری کی ہے" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ واقعی اس نے کار پر ڈاکٹر کا بیج لگا رکھا تھا۔ لیکن اس سے اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کہیں کوئی ایمرجنسی ہو تو وہ کسی کی جان بچا سکے ـــــ کیونکہ اب اتنی ڈاکٹری تو اسے آتی تھی کہ وہ کسی کو ابتدائی طبی امداد دے سکے۔ اور اس مقصد کے لئے ایک ایمرجنسی بیگ بھی اس کی ڈگی میں پڑا رہتا تھا۔

"چوری کی ـــــ اوہ تو آپ ......" ـــــ بوڑھے نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"گھبرائیں نہیں ـــــ میں چور نہیں ہوں۔ صرف کار چوری کی ہے۔ میرا دوست مانگ کر لے گیا تھا۔ واپس ہی نہ دے رہا تھا۔ اس لئے مجبوراً

چوری کرنی پڑی۔ بہرحال اب اتنی ڈاکٹری تو مجھے بھی آتی ہے کہ آپ کا بخار اتار دوں۔ ایک منٹ ٹھہریئے میں بیگ لے آؤں" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ کپتان لے آئے گا" ——— بوڑھے نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور بندر اچھل کر تپائی سے نیچے اترا۔

"لیکن وہ تو ڈگی میں ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اسے چابی دے دیں یہ لے آئے گا۔ یہ ان کاموں میں ماہر ہے۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ ویسے آپ بے حد دلچسپ آدمی لگتے ہیں" بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے حیرت سے آنکھیں نچاتے ہوئے جیب سے چابیاں نکالیں تو کپتان نے اچھل کر اس کے ہاتھ سے چابیاں جھپٹیں اور تیزی سے باہر چلا گیا۔

"آپ نے اپنا تعارف تو نہیں کرایا۔ آپ کا یہ کپتان بندر۔ چیتا اور بھیڑیئے نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے" ——— عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ——— واقعی انہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ میرا نام کرنل رابرٹ ہے۔ شاید تم نے سنا ہو" ——— بوڑھے نے کہا۔

"کرنل رابرٹ ——— اوہ آپ کہیں وہ کرنل رابرٹ تو نہیں جو دنیا کا سب سے بڑا شکاری ہے" ——— عمران نے چونک کر بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب سے بڑا تو خیر کیا ہونا ہے۔ بہرحال میری ساری زندگی شکار کھیلنے میں گزر گئی ہے۔ لیکن اب ایک طویل عرصے سے میں نے شکار کھیلنا بند کر دیا ہے ——— اور اب صرف میں اپنے شکار کے واقعات رسائل و اخبارات میں شائع کراتا رہتا ہوں" ——— بوڑھے نے نحیف لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری گڈ ——— ویری گڈ ——— میں آپ کے کارنامے بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ پاکیشیا میں رہتے ہیں" عمران نے کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔ دراصل میری اس ملک سے بڑی گہری یادیں وابستہ ہیں۔ کسی زمانے میں میں یہاں انگریزی فوج میں ملازم تھا ——— میں نے یہاں کی ایک لڑکی سے شادی کی تھی۔ میری بیوی فرخندہ جو بے حد وفادار اور خوب صورت تھی۔ جس نے مجھے زندگی کے سارے سکھ دیئے تھے۔ میں نے اس کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ اور میں مسلمان ہو گیا تھا ——— اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب بھی مسلمان ہوں۔ لیکن چونکہ میں انگریزی فوج میں ملازم تھا اس لئے میں نے اپنے مذہب کی اس تبدیلی کو چھپایا تھا۔ اور اس لئے میں نے اپنا نام بھی وہی رہنے دیا تھا ——— پھر میری بیوی فرخندہ پہلے بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی۔ بچہ بھی مردہ پیدا ہوا تھا۔ بس اس کے بعد میرا دل اچاٹ ہو گیا۔ میں نے فوج سے استعفیٰ دے دیا اور پھر میں جنگلوں میں نکل گیا ——— میں نے ساری زندگی جنگلوں میں گزار دی۔ اور اب چار سال ہوئے میں واپس آگیا ہوں۔ یہ وہی کوٹھی ہے جہاں میں فرخندہ کے ساتھ رہتا تھا۔

یہاں فرخندہ کی حسین یادیں موجود ہیں۔ یہ کوٹھی میں نے اس وقت فرخندہ کے نام سے خریدی تھی" ۔۔۔ بوڑھے کرنل رابرٹ نے رک رک کر اپنے متعلق پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران اُسے عقیدت بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ کرنل رابرٹ کے شاندار شکاری کارناموں سے پوری طرح واقف تھا۔ اور اس کے دل میں کرنل رابرٹ کے لئے غائبانہ عقیدت تھی ۔۔۔ کیونکہ کرنل رابرٹ نے اپنی بے پناہ بہادری۔ ذہانت اور شاندار نشانہ بازی کی وجہ سے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ جن کی مثال اس سے پہلے نہ ملتی تھی۔ اور اب کرنل کی زندگی کے اس نئے پہلو نے تو اس کی قدر اور بڑھا دی تھی۔

اُسی لمحے کپتان بندر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایمرجنسی باکس تھا۔ عمران نے اس سے ایمرجنسی باکس لیا اور پھر اُسے کھول کر اس میں سے ایک انجکشن تیار کرنے لگا۔

" تم ڈاکٹر بھی نہیں ہو۔ لیکن تم نے ڈاکٹر کا بیج بھی کار پر لگا رکھا ہے۔ اور تمہارے پاس ڈاکٹروں والا ایمرجنسی بیگ بھی موجود ہے۔ اور تم میرا علاج بھی کرنا چاہتے ہو۔ یہ سب کیا ہے" ۔۔۔ بوڑھے نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

" سب ٹھیک ہے۔ اور سب ٹھیک ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے انجکشن تیار کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور پھر اس نے بڑی مہارت سے بوڑھے کرنل رابرٹ کے بازو میں انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور انجکشن تیار کیا اور اُسے دوسرے بازو میں لگا دیا۔

" لیجیے کرنل صاحب ۔۔۔ آپ کا بخار ابھی چند منٹ میں ٹوٹ جائے گا۔ اور آپ بالکل تندرست ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کے ہاں فون نہیں ہے۔ آپ کسی ڈاکٹر کو کال کر لیتے" ۔۔۔ عمران نے سرنج اور دوا کی شیشی واپس بیگ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے جان بوجھ کر فون نہیں لگوایا۔ میں تنہائی پسند ہوں۔ ہنگاموں سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ شاید یہ جنگلوں کا اثر ہے۔ بس یہ بندر کپتان میرا ملازم بھی ہے۔ سیکرٹری بھی۔ دوست بھی۔ اور بھیڑیا اور چیتا ساتھی ہیں۔ وہ اس گھر کی نہ صرف حفاظت کرتے ہیں بلکہ کسی اجنبی کو اندر بھی داخل نہیں ہونے دیتے" ۔۔۔ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے کی سرخی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جا رہی تھی۔

جیسے ہی عمران نے بیگ بند کیا۔ کپتان بندر نے اُسے جھپٹا اور تیزی سے واپس باہر چلا گیا۔

" یہ بندر خاص نسل کا ہے۔ انتہائی ذہین اور وفادار۔ یہ بچہ تھا کہ میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور پھر میں نے اسے ٹریننگ بھی دی ہے۔ اب یہ ویسے تو بندر ہے لیکن اس کی ذہانت عام انسانوں سے کہیں زیادہ ہے ۔۔۔ لیکن بیٹے تم نے اپنا پورا تعارف نہیں کرایا" ۔۔۔ بوڑھا کرنل اب اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کی بگڑتی ہوئی طبیعت اب تیزی سے بحال ہوتی جا رہی تھی۔

" نام تو میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ شجرہ نسب کہیں تو وہ بھی بتا دوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہاں نام تو واقعی تم نے بتایا تھا ۔۔۔ علی عمران ۔۔۔ لیکن شجرہ نسب

کے الفاظ غلط ہیں۔ شجرہ ہوتا ہی نسب کا ہے۔ اس لئے خالی شجرہ کہہ دینا
ہی کافی تھا" ـــــ بوڑھے نے شرارت بھرے انداز میں کہا اور اس بار
عمران ہنس پڑا۔ کرنل واقعی دلچسپ طبیعت کا مالک اور خاصا ذہین آدمی
تھا۔

"مجھے علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہتے ہیں۔
میرے باورچی کا نام سلیمان ہے۔ اور بس یہ شجرہ نسب نہیں ہے بلکہ
شجرہ حسب ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل اس بار
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"خوب خوب ـــــ تم نے میری بات کا خوب صورت جواب دیا ہے
واقعی حسب اور ہوتا ہے اور نسب اور ہوتا ہے" ـــــ کرنل نے ہنستے
ہوئے کہا۔ اب اس نے کمبل اتار دیا تھا۔

اُسی لمحے کپتان ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں دو
بڑے بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے جن میں سرخ رنگ کا مشروب تھا۔

"دیکھا کپتان کو مہمان نوازی کے آداب بھی آتے ہیں" ـــــ کرنل
نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

واقعی اس جیسا ٹرینڈ اور ذہین بندہ اس نے کم ہی دیکھا تھا۔ کپتان
نے ٹرے عمران کی طرف بڑھائی۔ ٹرے میں عمران کی کار کی چابیاں بھی رکھی
ہوئی تھیں ـــــ عمران نے مشروب کا گلاس اور چابیاں اٹھالیں۔ اور
کپتان ٹرے کرنل کی طرف لے گیا۔

"یہ وسطی افریقہ کی ایک بوٹی بوجوتم کا مشروب ہے۔ میں اس بوٹی
کی خاصی بڑی مقدار ہمراہ لے آیا تھا۔ یہ انسانی جسم کو انتہائی طاقتور بنا

دیتی ہے" ـــــ بوڑھے نے کہا اور پھر ٹرے سے گلاس اٹھالیا۔

عمران نے مشروب چکھا۔ ذائقہ تو کچھ عجیب سا تھا لیکن ناگوار نہ تھا۔ عمران
چسکیاں لے کر مشروب پینے لگا۔ واقعی مشروب نے جسم میں جاکر چستی اور
توانائی کی لہریں سی پیدا کر دی تھیں۔

"میری طبیعت واقعی بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔ بخار غائب ہو گیا ہے۔
ویسے مجھے حیرت ہے کہ تم تو اچھے خاصے ڈاکٹر ہو۔ حالانکہ تمہاری ڈگریاں
بتا رہی ہیں کہ تم ڈاکٹر آف سائنس ہو" ـــــ بوڑھے نے گلاس خالی کر
کے تپائی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا۔ دراصل میرے پاس اپنا مکان نہیں ہے۔
اور مکان کے لئے پلاٹ خریدنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے مجبوراً
کام کرتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں ـــــ ڈاکٹری سے مکان اور پلاٹ کا کیا تعلق"
کرنل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب ـــــ قبرستان ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جب رہنے
لئے جگہ مفت ملا کرتی ہے۔ اور جب کسی ڈاکٹر کا بنایا ہوا قبرستان
صا وسیع ہو جائے تو پھر اُسے وہاں ہسپتال کھولنے کے بہانے مکان
نانے سے کوئی نہیں روکتا ـــــ لیکن اب میری قسمت کہ میری دواؤں
سے ابھی تک ایک بھی مریض نہیں مرا۔ اس لئے مجبوراً مانگے کے فلیٹ
رہتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں وضاحت کرتے
ئے کہا اور ڈاکٹر کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ
نج اٹھا۔

"بہت دلچسپ ـــــــ تم واقعی انتہائی دلچسپ آدمی ہو۔ سنو اگر تمہیں واقعی رہائش کی ضرورت ہے۔ تو پھر تم یہاں میرے پاس آجاؤ۔ تم جیسے آدمی کے ساتھ رہتے ہوئے میں کم از کم بور نہیں ہوں گا" ـــــــ بوڑھے کرنل نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"اس آفر کا بے حد شکریہ کرنل ـــــــ میں تو یہاں رہ جاؤں گا مگر میرا باورچی یہاں نہیں رہ سکتا۔ وہ مجھے تو چھوڑ سکتا ہے لیکن فلیٹ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور آپ نے اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی مونگ کی دال نہیں کھائی بس جو ایک دفعہ وہ مونگ کی دال کھا لے وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا اس لئے مجبوری ہے" ـــــــ عمران نے کہا۔

"مونگ کی دال ـــــــ اچھا ـــــــ کیا وہ دال بہت اچھی پکاتا ہے" کرنل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسی ویسی اچھی ـــــــ بس اُسے پکانا ہی یہی دال آتی ہے۔ جیسے ہی آپ نے مونگ کی دال کھائی آپ کے جسم کا پورا نظام تلپٹ ہو کر رہ جائے گا۔ آپ پینے کی بجائے کھانا اور کھانے کی بجائے پینا شروع کر دیں گے اس طرح خاصی بچت بھی ہو جاتی ہے ـــــــ دس گلاس پانی آپ نے کھا لیا اور ایک گلاس دال آپ نے پی لی" ـــــــ عمران نے کہا اور کرنل کا ہنستے ہنستے بُرا حال ہو گیا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔

"اچھا کرنل اب مجھے اجازت دیجئے۔ پھر کبھی ملاقات ہو گی اور ہاں کبھی پینے کی بجائے کھانے اور کھانے کی بجائے پینے کا تجربہ کرنا ہو۔ فلیٹ پر تشریف لے آیئے۔ کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو ہے۔ لیکن کے لئے اپنے ساتھ یہ بھیڑیا اور چیتا نہ لے آیئے گا۔ ورنہ سلیمان ڈر

رے اپنی پکی ہوئی دال خود کھا جائے گا۔ اور پھر آپ جانتے ہیں آج کل اس جیسے ماہر باورچی کہاں ملتے ہیں" ـــــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ضرور آؤں گا۔ تمہاری طبیعت مجھے بے حد پسند آئی ہے۔ اور ہاں کبھی فرصت ملے تو ادھر آ نکلنا۔ کچھ دیر ہنس بول کر گزر جائے گی" ـــــــ کرنل نے اب بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس بڑھاپے میں بھی خاصے ٹھوس اور طاقتور جسم کا مالک دکھائی دے رہا تھا۔ اور پھر جب عمران نے اس سے مصافحہ کیا تو اس کی جسمانی طاقت کے متعلق بھی عمران کو خاصا اندازہ ہو گیا۔ بوڑھے کرنل کے جسم میں واقعی کسی سانڈ جیسی طاقت تھی۔

"اچھا مسٹر کپتان ـــــــ تمہارا بھی شکریہ ـــــــ تم نے آج میری ملاقات کرنل سے کرا دی ہے" ـــــــ عمران نے بندر کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بندر کپتان نے بڑے سلیقے سے باقاعدہ اس سے پنجہ ملا کر مصافحہ کیا۔

"آؤ میں تمہیں چھوڑ آؤں" ـــــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ آرام کریں۔ یہ آپ کا کپتان ہی کافی ہے۔ اس کی ایک جھڑکی سن کر چیتا بھی دم ہلانے لگتا ہے" ـــــــ عمران نے کہا اور کرنل ہنس پڑا۔

لانسر نیلیا کو لاؤنج میں چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا
ایک راہداری میں گھوم کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اور
پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دی۔
"یس کم ان" ـــ اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔ اور
لانسر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے
ہی دروازہ خود بخود کھل گیا ـــ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے آخری
حصے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی بارعب اور
کرخت چہرے کا مالک زیڈ تھری لارڈ برنارڈ بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو لانسر" ـــ زیڈ تھری نے نرم لہجے میں کہا اور لانسر
اُسے سلام کر کے مودبانہ انداز میں میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کبھی پاکیشیا گئے ہو" ـــ زیڈ تھری نے آگے کی طرف جھکتے
ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیا نہیں ـــ نام تو اس کا سنا ہوا ہے۔ ایشیا کا کوئی پس ماندہ
سا ملک ہے" ـــ لانسر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کبھی ایکسٹو کا نام سنا ہے" ـــ زیڈ تھری نے اور آگے کی
طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ـــ اوہ ہاں ـــ سنا ہوا ہے" ـــ لانسر نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا سنا ہوا ہے۔ بتاؤ" ـــ زیڈ تھری نے طویل سانس لیتے
ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کسی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اور اس نے بڑے
کارنامے سر انجام دیئے ہیں۔ بس اس سے زیادہ تفصیل نہیں جانتا۔
اور نہ ہی میں نے جاننے کی کوئی ضرورت سمجھی۔ تو کیا اس بار پاکیشیا میں کوئی
مشن ہے" ـــ لانسر نے کہا۔

"ہاں تمہارا خیال درست ہے۔ پاکیشیا کا ایک اہم مشن درپیش ہے۔
اور مشن کی خصوصی اہمیت کے پیش نظر میں نے اس کے لئے تمہارا انتخاب
کیا ہے" ـــ زیڈ تھری نے کرسی کی پشت سے اپنی کمر لگاتے ہوئے
جواب دیا۔

"اس پس ماندہ ملک میں بھلا ایسا کیا خصوصی مشن پیش آ سکتا ہے۔
جس کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ گاڈ فادر
کا عام سا ایجنٹ بھی وہاں کام کر سکتا ہے" ـــ لانسر نے بُرا سا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے۔ میں احمق ہوں" ـــ زیڈ تھری نے غصیلے

لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ یک لخت مزید کرخت پڑ گیا تھا۔

" اوہ سوری باس ــــ میرا یہ مطلب نہ تھا "ــــ لانسر نے
گھبرائے ہوئے انداز میں فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

" دیکھو تم سپر سیل کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔ اس لئے تمہاری یہ گستا
میں معاف کر رہا ہوں۔ آئندہ الفاظ منہ سے نکالتے وقت محتاط رہنا و
تمہارا یہ خوب صورت جسم کسی بھی لمحے قبر کے اندھیروں میں غائب ہو
ہے "ــــ زیڈ تھری نے سرد لہجے میں کہا۔

" سوری باس ــــ ویری سوری ــــ میں آئندہ محتاط رہوں گا
لانسر نے خوف کے مارے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ وہ اچھی طرح جا
تھا کہ زیڈ تھری کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور زیڈ تھری جو
ہے وہ کر بھی سکتا ہے۔

" سنو ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نام ایکسٹو
اور دنیا کی بے شمار مجرم تنظیمیں اور تم سے بھی بڑے بڑے ٹاپ سپر اور س
ایجنٹ ایکسٹو کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں اسی لئے اس
کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے "ــــ زیڈ تھری نے سنج
اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں آپ کی توقعات پر ہر صورت میں پورا اتروں گا "ــــ لانسر
بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے میں نے
انتخاب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دنیا میں تم واحد آدمی ہو جو پا
سیکرٹ سروس کا غرور توڑ سکتے ہو۔ لیکن اس کے لئے تمہیں اپنی

صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑے گا۔ اگر تم نے ذرا بھی غفلت، سستی یا
لاپرواہی کا مظاہرہ کیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں موت سے نہ بچا سکے
گی "ــــ زیڈ تھری نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

" آپ میری طبیعت سے واقف ہیں سر ــــ کہ کام کے وقت میری
تمام ذہنی اور جسمانی توانائیاں صرف مشن کی کامیابی کے لئے ہی وقف ہو
جاتی ہیں۔ اور اب آپ کی ہدایت پر مزید محتاط رہوں گا "ــــ لانسر
نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے اب مشن کی تفصیلات سن لو ــــ دنیا کا مشہور و معروف
شکاری کرنل رابرٹ جس کی پوری زندگی دنیا کے مشہور جنگلوں میں گزری
ہے۔ آج کل پاکیشیا میں قیام پذیر ہے۔ اس نے نارا ک لینڈ کے گھنے
جنگلوں اور اباس فیلڈ میں بھی شکار کھیلتے ہوئے طویل عرصہ گزارا ہے۔ اور
ہمیں ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ اباس فیلڈ میں شکار کھیلتے ہوئے
کرنل رابرٹ نے اتفاقاً ایک ایسی کان کا سراغ لگایا ہے جس میں دنیا
کا سب سے قیمتی مادہ اٹیک ون کا بہت بڑا ذخیرہ ہے ــــ یہ بالکل ہی
نو دریافت شدہ مادہ ہے۔ جسے اٹیک ون کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی
بہت ہی معمولی سی مقدار ایکریمیا کی ایک ریاست فلاڈینیا کے جنگلوں
سے ملی ہے ــــ اس نو دریافت شدہ مادے نے پوری دنیا کی سائنسی
دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ یہ ایک ایسا مادہ ہے۔ اگر ایک
خاص طریقے سے استعمال کیا جائے تو پوری دنیا میں موجود ہر قسم کا
تباہ کن اسلحہ نہ صرف بے کار ہو سکتا ہے بلکہ اسے اپنی مرضی سے کنٹرول
کر کے کسی بھی جگہ کسی کے بھی خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تم بس اتنا

سمجھو کہ اس مادے سے نکلنے والی ریز دنیا میں موجود کسی بھی جگہ کسی بھی قسم کے اسلحے کو نہ صرف بیکار کر سکتی ہیں بلکہ اگر ان ریز کو استعمال کرنے والا چاہے تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے اس اسلحہ کو اُسی ملک کے خلاف استعمال بھی کر سکتا ہے ــــــ اس مادے کی دریافت اور اس کے اس حیران کن اثرات کے سامنے آتے ہی سپر پاورز کے سائنسدانوں نے پوری دنیا میں اس کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن کئی سالوں سے مسلسل ٹکریں مارنے کے باوجود یہ مادہ کہیں بھی پایا نہ جا سکا ــــــ اس دوران ایک ایسی رپورٹ ملی جس نے حکومت ناراک کو چونکا دیا۔ کرنل رابرٹ اپنے شکار کے واقعات پر مشتمل مضامین ایکریمیا کے سب سے کثیر الاشاعت رسالے میں شائع کراتا رہتا ہے ــــــ جس کا یہ رسالہ اُسے اس قدر معاوضہ ادا کرتا ہے کہ اور کوئی اس قدر کثیر معاوضہ کرنل رابرٹ کو ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ایک مضمون اس رسالے میں شائع ہونے کے لئے آیا جس میں کرنل رابرٹ نے ناراک لینڈ کے خوفناک جنگل اباس فیلڈ میں کھیلے جانے والے شکار کے واقعات کا ذکر کیا تھا ــــــ اس مضمون میں اس نے چند سطریں ایسی لکھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے اباس فیلڈ میں اٹیک ون کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ اس وقت اس کی اہمیت کو نہ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی پرواہ نہ کی ــــــ لیکن پھر اس نے ایک سائنسی میگزین میں اٹیک ون کے متعلق ایک تحقیقاتی مضمون پڑھا تو اُسے معلوم ہوا کہ اس نے اباس فیلڈ میں اٹیک ون کا ذخیرہ ہی پایا تھا۔ اس مضمون میں اس نے یہی تفصیلات درج کی ہیں ــــــ لیکن اس نے ایسا کوئی اشارہ نہیں دیا کہ جس سے اس ذخیرے کا محل وقوع تلاش کیا جا سکتا۔

چونکہ اس کثیر الاشاعت رسالے کا میگزین ایڈیٹر ناراک کا باشندہ ہے۔ اس لئے اس نے جب یہ مسودہ پڑھا تو اس نے جان بوجھ کر وہ سطریں مسودے سے کاٹ دیں اور باقی مضمون شائع کر دیا ــــــ اور پھر اس نے ناراک کی حکومت کو کرنل رابرٹ کے اس مضمون کے متعلق خفیہ اطلاع دے دی۔ اس پر پہلے تو ناراک حکومت نے اپنے طور پر اباس فیلڈ میں اٹیک وَن کے ذخیرے کو تلاش کیا ــــــ لیکن اباس فیلڈ کا ایک ایک انچ کا جائزہ لئے جانے کے باوجود اس ذخیرے کا سراغ نہ لگایا جا سکا تو یہی فیصلہ ہوا کہ اب کرنل رابرٹ سے اس کا پتہ پوچھا جائے۔ چنانچہ کچھ افراد نے پاکیشیا پہنچ کر کرنل رابرٹ کی تلاش شروع کی ــــــ لیکن ان کی طرف سے یہ حیرت انگیز رپورٹ ملی کہ پورے پاکیشیا میں کرنل رابرٹ کا کہیں سراغ نہیں مل سکا۔ وہاں کوئی شخص ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا" ــــــ زیڈ تھری نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز رپورٹ ہے سر ــــــ پہلی بات تو یہ کہ ایک عام سے شکاری نے یہ ذخیرہ ڈھونڈھ لیا جب کہ سائنسدان اسے نہ تلاش کر سکے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس کے مضامین رسالے میں شائع ہوتے ہیں۔ اُسے معاوضہ بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس کا کھوج نہ لگایا جا سکا۔ دونوں باتیں کم از کم میری سمجھ سے تو بالاتر ہیں" ــــــ لانسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری دونوں باتیں درست ہیں۔ یہ تفصیلات سننے والے ہر شخص کے ذہن میں یہی دو سوال ابھرتے ہیں۔ تمہاری پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ یہ مادہ عام مٹی کی طرح ہوتا ہے ــــــ عام مٹی اور اس مادے

کے درمیان بظاہر کوئی ایسا فرق نہیں ہوتا جس سے اسے مٹی سے علیحدہ سمجھا
جا سکے۔ صرف فرق ہے تو اتنا کہ اٹیک ڈن پر جب انسانی خون کے قطرے
گرتے ہیں تو ایک لمحے کے لئے ان قطروں میں چکاچوند سی پیدا ہوتی ہے
اور بس —— ایکریمیا کے جنگل میں یہ مادہ بھی اسی طرح دریافت ہوا تھا
کہ ایک سائنسی کیمپ کے دوران ایک حادثے میں ایک سائنسدان زخمی
ہو کر جب ایک جگہ گرا تو اس کے جسم سے گرنے والا خون جب مٹی پر گرا
تو اس میں ایک لمحے کے لئے زبردست چکاچوند پیدا ہوئی —— اس
چکاچوند نے اس زخمی سائنسدان کو حیران کر دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں
ایک دائرہ سا بنا دیا۔ اس کے ساتھی اُسے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا
کر لے آئے —— جب وہ سائنسدان صحت یاب ہوا تو وہ تلاش کرتا
ہوا اس جگہ پہنچا اس نے اس دائرے کے اندر سے مٹی اٹھائی اور اس
نے چکاچوند پیدا کرنے والی خاصیت پر ریسرچ شروع کر دی۔ اور پھر
اس ریسرچ کے نتیجے میں اٹیک ڈن دریافت ہوا —— یہ واقعی ایک
عنصر تھا۔ اس لئے ایکریمیا نے اس پر تفصیلی ریسرچ شروع کر دی او
اس تفصیلی ریسرچ کے نتیجے میں اس کی یہ حیرت انگیز خاصیتیں سا
آئیں جن کی وجہ سے اسے اٹیک ڈن کا نام دیا گیا —— اس کے بعد
اس جگہ کی کھدائی کی گئی جہاں سے وہ مٹی لائی گئی تھی لیکن معمولی سی
مقدار اٹیک ڈن کے علاوہ اور وہاں سے کچھ نہ ملا۔ چنانچہ پوری دنیا
کوششیں شروع ہو گئیں —— لیکن اٹیک ڈن کہیں سے نہ ملنا تھا نہ
آخر کار یہی سمجھ لیا گیا کہ شاید یہ مادہ کسی دوسرے سے متعلق ہے۔ او
شاید کبھی کسی زمانے میں کسی شہاب ثاقب کے گرنے کی وجہ سے اس

معمولی سی مقدار وہاں پہنچ گئی۔ جس نے صدیوں کے عمل سے شکل تو عام مٹی کی
اختیار کر لی۔ لیکن اس میں وہ خاصیت باقی رہ گئی۔ چنانچہ اس نتیجے پر پہنچنے
کے بعد زمین پر اس کی تلاش ترک کر دی گئی —— اور مختلف سیاروں پر
اس کی جانچ پڑتال کا آغاز کیا گیا۔ لیکن ابھی تک کسی بھی معلوم سیارے
میں اس کا سراغ نہیں مل سکا۔ دوسری بات یہ کہ سائنسدان سوائے
انسانی خون کے چکاچوند کے اور کوئی ایسی شناخت قائم نہ کر سکے جس سے
اس مادے کو سائنسی طور پر شناخت کیا جا سکتا —— اور ظاہر ہے پوری
دنیا کے ہر ذرّے پر تو انسانی خون ڈال کر اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔
کسی جانور کے خون یا لیبارٹری میں تیار کردہ انسانی مصنوعی خون سے وہ
چکاچوند پیدا نہ ہوتی تھی —— اس لئے سارا معاملہ ہی ختم کر دیا گیا۔ لیکن
کرنل رابرٹ نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ ایاس لینڈ میں ایک جنگلی درندے
کا شکار کھیلتے ہوئے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہوں نے اس درندے کا تو
خاتمہ کر دیا لیکن وہ شدید زخمی ہو کر گھسٹتے ہوئے اپنے کیمپ کی طرف
بڑھ رہے تھے کہ انہوں نے یہ عجیب و غریب منظر دیکھا کہ زمین پر جیسے
ہی ان کے جسم سے نکلنے والے خون کے قطرے گرتے ان میں زبردست
چکاچوند پیدا ہوتی —— اور ایسا کافی دور تک ہوا۔ کرنل رابرٹ نے اپنے
مضمون میں لکھا تھا کہ انہیں اب بھی یہ منظر پوری طرح یاد ہے اور وہ جگہ
بھی ان کی یادداشت میں محفوظ ہے۔ انہوں نے بعد میں اس جگہ پر جا کر
دوبارہ چیک کیا۔ انہوں نے اپنی انگلی میں چیرا ڈال کر جب خون کے قطرے
زمین پر گرائے تو ان میں ویسی ہی چکاچوند پیدا ہوئی —— لیکن انہوں نے
اسے قدرت کا عجوبہ سمجھ کر اس کا خیال چھوڑ دیا۔ چونکہ وہ سائنسدان نہ تھے

صرف تشکاری تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ یہی نتیجہ ہی نکال سکتے تھے۔ بہرحال
اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اباس فیلڈ میں اس مادے کا خاصا بڑا ذخیرہ
موجود ہے ــــ اس مضمون کا یہ حصہ چونکہ شائع نہ ہوا تھا اس لئے دنیا میں
کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ البتہ ناراک لینڈ کو اس کا علم تھا اور ناراک
لینڈ بھی اسے خفیہ رکھنا چاہتا تھا۔ ایک تو یہ کہ یہ مادہ اس کی سرزمین پر
ہے ــــ اس لئے اس کی ملکیت ہے اور پھر اگر یہ مادہ ناراک لینڈ کو
دستیاب ہو جاتا ہے تو ناراک لینڈ دنیا کی عظیم جنگی طاقتوں کی صف میں
آکھڑا ہو گا۔ اس لئے خفیہ طور پر اباس فیلڈ میں اس مادے کی تلاش شروع
ہوئی۔ اس کے لئے یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ناراک لینڈ میں جن افراد کو عدالتوں
نے موت کی سزا دی گئی تھیں انہیں اباس فیلڈ میں لاکر موت کی سزا دی
گئی اور ان کا خون زمین پر چھڑکا گیا ــــ لیکن کچھ دریافت نہ ہو سکا۔ اور
آخر قیدی بھی اتنے کہاں سے لائے جاتے۔ چنانچہ یہ منصوبہ ترک کر دیا
گیا۔ اور یہی فیصلہ ہوا کہ کرنل رابرٹ سے اس جگہ کا پتہ پوچھا جائے۔ یہ
تو تھا تمہاری پہلی بات کا تفصیلی جواب ــــ اب رہ گئی دوسری بات تو
کرنل رابرٹ نے نجانے کس لئے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ اس کے
مضامین کا معاوضہ سوئٹزرلینڈ کے ایک بنک میں براہِ راست جمع کرا
دیا جاتا ہے ــــ ان بینکوں میں سسٹم ایسا ہے کہ بنک کے ملازمین بھی
کھاتہ دار کا پتہ نہیں جانتے۔ وہ صرف نمبروں سے واقف ہیں اور بس۔
اور نہ وہاں کسی کھاتہ دار کا پتہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ جمع کرانے کا نمبر اور
ہے اور رقم نکلوانے کا نمبر اور ــــ باقی کام آٹومیٹک کمپیوٹر سرانجام
دیتے ہیں۔ اس رسالے کو صرف اس نمبر کا علم ہے۔ جس نمبر پر کرنل رابرٹ

کا معاوضہ ارسال کر دیا جاتا ہے۔ اب کرنل رابرٹ کس نمبر سے اُسے نکلواتا
ہے۔ اور وہ کہاں رہتا ہے اس کا علم کسی کو نہیں۔ اس کے مضامین جو رسالے
کو ملتے ہیں۔ ان پر پاکیشیا کے دارالحکومت کا پتہ موجود ہوتا ہے۔ اور
بس ــــ دوسرے لفظوں میں مضمون کے پیکٹ پر کرنل رابرٹ کا نام
پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت کا نام درج ہوتا ہے۔ مزید تفصیل نہیں
ہوتی اور نہ اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ تفصیلی پتہ تو ظاہر ہے رسالے کا
ہوتا ہے ــــ پاکیشیا سے پہلے کرنل رابرٹ ایکریمیا میں رہائش پذیر تھا۔
لیکن پھر وہ اچانک وہاں سے سکونت چھوڑ کر غائب ہو گیا۔ مکمل پڑتال کر لی گئی
ہے۔ اس نے نہ ہی کوئی ویزا بنوایا نہ کوئی دوسرے کاغذات جن سے پتہ چلتا
کہ وہ کیسے پاکیشیا گیا ــــ بہرحال رسالے کو پاکیشیا سے مضامین ملنے
لگے اور رسالے نے شائع کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح اب صرف
اتنا معلوم ہے کہ کرنل رابرٹ پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہتا ہے۔
لیکن پاکیشیا کا دارالحکومت بہت بڑا شہر ہے ــــ اس کی آبادی کم از کم
ایک کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ چونکہ کرنل رابرٹ تنہائی پسند قسم کا آدمی
ہے۔ اس لئے ظاہر ہے وہاں اُسے کوئی نہیں جانتا۔ ناراک ایجنٹوں نے
اُسے وہاں تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہر طرح سے چھان پھٹک کی
لیکن وہ اس کا سراغ لگانے میں ناکام رہے ــــ چنانچہ یہ کیس سپر سیل
کو ریفر کر دیا گیا۔ اور اس کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کہ تم
پاکیشیا پہنچ کر کرنل رابرٹ کو نہ صرف تلاش کرو بلکہ اُسے اغوا کر کے ناراک
لے آؤ تاکہ یہاں اس سے اس جگہ کا نشان معلوم کیا جا سکے جہاں اٹیک ڈن
موجود ہے ــــ فائل میں کرنل رابرٹ کا فوٹو بھی موجود ہے۔ اور اس کی

عادات و خصائل پر تفصیلی نوٹس بھی موجود ہیں۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اس مشن کو کامیاب کر کے ناراک کو دنیا کی عظیم طاقتوں کی صف میں لا کھڑا کر دو" زیڈ تھری نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی میز کے ایک کنارے پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر لانسر کے سامنے رکھ دی۔

"ٹھیک ہے جناب —— واقعی یہ ایک اچھا مشن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں کرنل کو تلاش کر لوں گا۔ لیکن —— اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کا تعلق کیسے بنتا ہے" —— لانسر نے فائل پکڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا سوال ہے —— بظاہر تو کوئی تعلق نہیں بنتا۔ لیکن ہمیں ہر پہلو پر نظر رکھنی چاہیئے۔ جب پاکیشیا کا نام سامنے آتا ہے تو ساتھ ہی ایکسٹو کا نام بھی آجاتا ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس انتہائی باخبر اور ہوشیار تنظیم ہے۔ ملک میں ہونے والا کوئی بھی خلافِ معمول واقعہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتا —— یہ تو ممکن ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کرنل رابرٹ کے متعلق یا اٹیک ون کے متعلق کوئی علم نہ ہو۔ لیکن جب تم وہاں جا کر کرنل رابرٹ کو تلاش کر کے اغوا کرو گے تو ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پر چونک پڑے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر تمہیں اس معاملے میں بھی خبردار کر دیا گیا ہے —— تمہاری حتی الوسع کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ تم کسی کو چونکائے بغیر مشن مکمل کر لو۔ لیکن اگر صورت حال ایسی بن جائے۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مقابلے پر آجائے تو پھر اس سے مقابلہ کرتے ہوئے مشن کی تکمیل تمہارا کام ہوگا —— ہمیں بہر حال زندہ سلامت کرنل رابرٹ چاہیئے" —— زیڈ تھری نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا —— میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے

اس قدر تفصیل سے کام لیتے ہوئے سارے حقائق مجھے بتا دیئے ہیں۔ اب آپ بے فکر رہیں میں کرنل رابرٹ کو پاتال سے بھی کھود کر نکال لاؤں گا۔ ایک گزارش ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی سیکرٹری فیلیا کو بھی اس مشن میں اپنے ہمراہ لے جاؤں" —— لانسر نے کہا۔

"ہاں بالکل کوئی حرج نہیں بلکہ وہ لڑکی خاصی ذہین اور ہوشیار ہے ہو سکتا ہے۔ اس مشن میں وہ تمہاری مدد کر سکے۔ البتہ اصل مشن کی یعنی اٹیک ون کے متعلق اُسے کچھ معلوم نہیں ہونا چاہیئے" —— زیڈ تھری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو سر —— ایسا ہی ہوگا" —— لانسر نے جواب دیا۔

"یہ لو یہ پاکیشیا کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ ہے۔ تاکہ تمہیں وہاں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس میں ایسی تنظیموں اور افراد کے پتے موجود ہیں۔ جو ناراک لینڈ کے مفادات کے لئے وہاں کام کرتے ہیں —— ان کے ساتھ کوڈ گاڈ فادر ہی رہے گا۔ ویسے ان سب کو تمہارے وہاں پہنچنے کی اطلاع کر دی جائے گی۔ وہ تم سے ہر طرح کا اور مکمل تعاون کریں گے"

زیڈ تھری نے میز کی دراز کھول کر ایک اور فائل نکال کر لانسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اب اجازت دیجیئے میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا" —— لانسر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک" —— زیڈ تھری نے کہا اور لانسر سلام کر کے تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے دونوں فائلیں موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی تھیں۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل بار کے دروازے کے سامنے روکی اور پھر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ جس پر نیم عریاں عورتوں کے سٹکر جا بجا چپیاں تھے ۔۔۔ گلے میں سرخ رنگ کا رومال تھا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی کرختگی میک اپ کا نتیجہ تھی۔ اس نے موٹر سائیکل کو لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بار میں داخل ہو گیا۔ بار کا ہال منشیات کے گہرے دھوئیں اور سستی شراب کی ناگوار بُو سے بھرا ہوا تھا ۔۔۔ بار میں موجود افراد کی زیادہ تر تعداد زیرِ زمین دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی تھی البتہ غیر ملکی جہازوں کے ملاح بھی اکثر میزوں پر بیٹھے نظر آرہے تھے۔ یہ ڈریگن بار تھا جو ساحل سمندر کے قریب تھا ۔۔۔ ٹائیگر جب فارغ ہوتا تو وہ اسی میک اپ میں ایسے باروں اور زیرِ زمین افراد کے اڈوں پر گھومتا رہتا تھا ان جگہوں پر اس نے اپنی جی دار ہی۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت اور نشانہ بازی کی وجہ سے ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا اور اب زیرِ زمین

دنیا کے افراد اُسے بلیک کوبرا کے نام سے شناخت کرنے لگ گئے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو کسی گروپ کا ممبر نہ بنایا تھا بلکہ وہ فری لانسر انداز میں کام کرتا تھا ۔۔۔ ڈریگن بار کا مالک آج کل مارکر تھا۔ جو نہ صرف شہر کے بڑے غنڈوں میں شمار کیا جاتا تھا بلکہ اس نے سمگلنگ اور دیگر جرائم کے سلسلے میں اپنا ایک گروپ بنایا ہوا تھا جسے عرف عام میں ڈریگن گروپ کہا جاتا تھا۔ لیکن جب مارکر کے پاس ایسا کوئی کام آتا جو اس کی نظروں میں کسی اکیلے فرد کا کام ہو سکتا تھا تو وہ اس میں گروپ کو ملوث کرنے کی بجائے ٹائیگر کو ریفر کر دیتا ۔۔۔ کیونکہ اصول کے مطابق جب گروپ کام کرتا تو ایک چوتھائی حصہ مارکر کا ہوتا اور تین چوتھائی گروپ میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ لیکن ٹائیگر کے ساتھ اس کا ففٹی ففٹی طے تھا۔ اس طرح اُسے خاصا فائدہ ہو جاتا۔ آج بھی مارکر کی کال پر وہ ڈریگن بار میں آیا تھا ۔۔۔ چونکہ ڈریگن بار کے افراد اُسے اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے جیسے ہی وہ کاؤنٹر پر پہنچا۔ کاؤنٹر مین نے اُسے دفتر میں جانے کا اشارہ کر دیا۔ مارکر کا دفتر بار کی دوسری منزل پر تھا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر منزل پر پہنچ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ مارکر کے دفتر میں موجود تھا۔

"آؤ کوبرا بیٹھو۔ آج تمہارے مطلب کا ایک کام آگیا ہے"۔ مارکر نے جو خاصے دیو قامت جسم کا مالک تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کام کیا ہے اور معاوضہ کتنا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"کام بے حد معمولی ہے۔ لیکن صرف اسے خاص صلاحیتوں کا حامل ہی

سرانجام دے سکتا ہے۔ ایک شخص کو تلاش کرنا ہے اور بس" ـــــ مارکر نے کہا۔

"معاوضہ کتنا ہے" ـــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"دس ہزار روپے تمہارے حصے میں آئیں گے" ـــــ مارکر نے جواب دیا۔

"صرف دس ہزار ـــــ سوری ـــــ تم کسی اور سے کرا لو۔ اب میں دس ہزار کے لئے کہاں مارا مارا پھروں گا" ـــــ ٹائیگر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے معاوضہ کا سن کر شدید مایوسی ہوئی ہو۔

"تم کام بھی تو دیکھو کتنا معمولی ہے" ـــــ مارکر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے مارکر میں احمق ہوں۔ اس لائن میں نیا آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنے طور پر اس آدمی کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی ہو گی ـــــ اور اگر یہ شخص زیرِ زمین دنیا سے تعلق رکھتا ہے تو تم نے بوڑھے جوجی سے بھی پوچھ گچھ کی ہو گی لیکن اس میں ناکامی کے بعد ہی تم دس ہزار دینے پر آمادہ ہوئے ہو گے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے یہ کام آسان نہیں ہو گا" ـــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی بے حد ذہین اور ہوشیار ہو۔ تمہارا خیال درست ہے۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اب اصل بات سنو ایک لاکھ روپیہ طے ہوا ہے۔ پچاس ہزار ملیں گے ـــــ چلو اب تو راضی ہو" ـــــ مارکر نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ تو مجھے اب بھی یقین ہے کہ معاوضہ تم نے اس سے زیادہ طے کیا ہو گا۔ لیکن ٹھیک ہے۔ پچاس ہزار غنیمت ہیں۔ لاؤ معاہدے کے مطابق آدھی رقم اور اس آدمی کے متعلق تفصیل بتاؤ" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کے درمیان یہی معاہدہ تھا۔ کہ آدھا معاوضہ کام سے پہلے اور آدھا کام کے بعد ـــــ مارکر نے ہنستے ہوئے میز کی دراز کھولی اور بڑے نوٹوں کے دو پیکیٹ نکال کر ٹائیگر کی طرف پھینک دیئے۔

"اصلی ہیں ناں سوچ لو ـــــ میں بد دیانتی پسند نہیں کرتا" ٹائیگر نے بغیر دیکھے گڈیاں کوٹ کی جیبوں میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو میرے اصول تم جانتے ہو" ـــــ مارکر نے دراز بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں اب بتاؤ شکار کی تفصیلات" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ایک مشہور شکاری ہے۔ اس کا نام کرنل رابرٹ ہے۔ زیرِ زمین دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن رہتا وہ یہاں دارالحکومت میں ہے" ـــــ مارکر نے دونوں کہنیاں میز پر ٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل رابرٹ ـــــ وہ اس کے مضمون تو میں نے بھی پڑھے ہیں۔ لیکن وہ یہاں کہاں ہو گا۔ کسی یورپی ملک میں رہتا ہو گا" ـــــ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ یہ بات حتمی ہے کہ وہ یہیں رہتا ہے۔ پہلے میری بات سن لو۔ میں نے شہر کی فون ڈائریکٹری چھان لی ہے۔ ڈاک خانے سے معلومات حاصل کر لی ہیں ـــــ کاریں رجسٹرڈ کرنے والے محکمے سے معلومات

حاصل کر لی ہیں۔ لیکن کرنل رابرٹ نام کا کوئی شخص کہیں نظر نہیں آیا۔
ڈائریکٹری میں جو رابرٹ ملے یا ڈاک خانے اور رجسٹریشن اتھارٹی سے
انہیں چیک کر لیا گیا ہے وہ مطلوبہ آدمی نہیں ہیں"۔۔۔۔ مارکر نے کہا۔

"گڈ۔۔۔۔ واقعی تم نے پہلے کافی محنت کر چکے ہو۔ اس کا فوٹو وغیرہ"
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور مارکر نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ یہ
کسی اخبار کا تراشہ تھا۔ کوئی غیر ملکی اخبار تھا۔ اس میں ایک دیو ہیکل اور
ٹھوس جسم کے مالک انسان کی تصویر تھی جس کے سر اور ڈاڑھی کے ساتھ ساتھ
بھنویں بھی سفید تھیں۔۔۔۔ لیکن اس کے چہرے پر جوانوں جیسی چمک
صاف نظر آ رہی تھی۔

"یہ کتنے عرصے پہلے کا فوٹو ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے فوٹو کو غور سے
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ پرانا نہیں ہے۔ دو چار سال پہلے کا ہو گا"۔۔۔۔ مارکر
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تلاش کر لوں گا۔ لیکن کیا اس کے پاس کسی خزانے
کا نقشہ ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے
پوچھا۔

"ہو گا کچھ۔۔۔۔ تب ہی پارٹی اتنی رقم خرچ کر رہی ہے۔ لیکن ہمیں کیا۔
ہمارے لئے یہی خزانہ ہے جو ہمیں مل گیا ہے"۔۔۔۔ مارکر نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں جلد ہی تمہیں رپورٹ دوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر

نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھو کچھ پینا پلانا ہو جائے۔ کام تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ویسے بھی اب
مجھے تم پر مکمل اعتماد ہو گیا ہے۔ کیونکہ میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں"
مارکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم میری عادت جانتے ہو۔ پہلے کام پھر کوئی اور بات۔ گڈ بائی"۔
ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دفتر سے باہر آ گیا۔ وہ پہلے اپنے ہوٹل
گیا اور میک اپ صاف کر کے اور لباس بدل کر باہر نکلا۔ اور پھر اس کی
موٹر سائیکل تیز رفتاری سے شہر کے شمالی حصے میں رہنے والے انکل مارگن
کے گھر کی طرف دوڑ پڑی۔۔۔۔ انکل مارگن بھی شکار کا رسیا تھا اور اب
بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ انکل مارگن کرنل رابرٹ کے
بارے میں یقیناً کچھ جانتا ہو گا۔ انکل مارگن رشتے میں دور سے اس کا انکل
لگتا تھا۔۔۔۔ اس لئے اس سے اس کی سلام دعا تھی اور جب کبھی وہ
فارغ ہوتا تو انکل مارگن کے پاس چلا جاتا۔ اور اس سے شکار کے قصے سننے
کے ساتھ ساتھ نشانہ بازی میں مہارت کے داؤ پیچ سیکھتا۔ انکل مارگن
انتہائی ماہر نشانہ باز ہونے کے ساتھ ساتھ اسلحے کے متعلق اس کی معلومات
حیرت انگیز تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ انکل مارگن کے کمرے میں پہنچ گیا۔ دروازہ
مسٹر مارگن کے ملازم نے کھولا تھا۔ انکل مارگن نے ساری عمر شادی نہ
کی تھی اور اب بوڑھا ہونے کے بعد وہ اپنے ایک افریقی ملازم کے ساتھ
اکیلا رہتا تھا۔۔۔۔ ماں باپ کی طرف سے خاصی جائیداد ملی ہوئی تھی جن کے
کرایہ ہی اتنے تھے کہ انکل مارگن کسی لارڈ کی طرح رہ رہا تھا۔

"آؤ آؤ ٹائیگر ـــــ آج بڑے دنوں بعد تمہیں انکل یاد آئے ہیں"
بوڑھے انکل مارگن نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"بس انکل مصروفیت میں وقت ہی نہیں ملتا۔ انکل پچھلے دنوں میں نے ایک رسالے میں کرنل رابرٹ کا شکار کے موضوع پر مضمون پڑھا تھا یقین کرو انکل بڑا لطف آیا ـــــ میرا جی چاہ رہا ہے کہ کسی روز کرنل رابرٹ سے ملاقات کی جائے" ـــــ ٹائیگر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہی کام کی بات کر ڈالی۔ کیونکہ وہ انکل مارگن کی طبیعت اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کوئی اور قصہ چھڑ گیا تو پھر گھنٹوں ضائع کرنے پڑیں گے۔

"کرنل رابرٹ ـــــ ہاں وہ بہت بڑا شکاری ہے۔ بہت بڑا۔ تم تو کیا وہ میرا بھی ہیرو ہے۔ بڑا ہی زندہ دل آدمی ہے۔ میرے خیال میں آج سے دو سال پہلے میری اس سے ملاقات ہوئی تھی" ـــــ انکل مارگن نے کہا۔

"دو سال پہلے ـــــ لیکن آپ تو میرا خیال ہے۔ پچھلے پانچ چھ سالوں سے پاکیشیا سے باہر نہیں گئے" ـــــ ٹائیگر نے جان بوجھ کر حیرت اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو تم سمجھ رہے ہو کہ کرنل کسی یورپی ملک میں رہتا ہے۔ میں بھی پہلے یہی سمجھتا رہا تھا۔ لیکن اچانک ملاقات پر مجھے بھی پہلی بار معلوم ہوا کہ وہ یہیں پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہائش پذیر ہے ـــــ ملاقات بھی بڑے اتفاقیہ انداز میں ہوئی۔ میں ایک بار بازار سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک دکان کے اندر افریقہ کی ایک خاص نسل کا بندر دیکھا وہ دکان میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ یہ بندر انتہائی خاص نسل کا ہے اور اسے پورے افریقہ میں

انتہائی ذہین سمجھا جاتا ہے۔ اس خاص نسل کے بندر بہت ہی کم دیکھنے میں آتے ہیں میں اس بندر کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ بندر پالتو لگتا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ایسا کون سا شخص ہوگا جس نے اس خاص نسل کے بندر کو پالا ہوگا ـــــ اور ظاہر ہے ایسا شخص عام آدمی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں دکان کے اندر چلا گیا اور وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ بندر کرنل رابرٹ کا ہے۔ کرنل رابرٹ خریداری کر رہے تھے۔ مجھے ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ وہ بھی مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے ـــــ کیونکہ ہم نے بے شمار شکاری مہمات اکٹھے ہی سرانجام دی تھیں۔ اس کے بعد ہم ایک کیفے میں آ کر بیٹھ گئے۔ اور تب مجھے معلوم ہوا کہ کرنل رابرٹ آج کل یہیں رہ رہے ہیں۔ لیکن وہ انتہائی تنہائی پسند ہیں اس لئے بس کبھی کبھار ہی کسی خاص ضرورت کے لئے باہر نکلتے ہیں ـــــ انہوں نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ لیکن بس یوں سمجھو کہ کچھ دن تو فرصت ہی نہ ملی بعد میں بھول گیا اور آج تمہارے کہنے پر مجھے یاد آ رہا ہے" ـــــ انکل مارگن نے کہا اور ٹائیگر کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ جس شخص کی تلاش میں لوگ سر ٹکرا ٹکرا کر رہ گئے تھے۔ ٹائیگر نے اُسے کتنی آسانی سے تلاش کر لیا تھا۔

"اوہ ویری گڈ انکل ـــــ کہاں رہتے ہیں انکل ـــــ میرے خیال میں ابھی چلا جائے" ـــــ ٹائیگر نے واقعی خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کا پتہ اب یاد نہیں آ رہا۔ کچھ بتایا تو تھا انہوں نے ....." انکل نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچنے والے انداز میں کہا اور ٹائیگر کی ساری خوشی مایوسی میں بدل گئی ـــــ ظاہر ہے پتہ نہ ملا تو پھر بات تو وہیں آ گئی۔

"ارے ہاں ـــــ بالکل ـــــ بالکل ٹھہرو۔ میں ابھی اس کا پتہ منگواتا ہوں" انکل مارگن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کہاں سے منگواتے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں روزانہ ڈائری لکھنے کا عادی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس روز میں نے کرنل رابرٹ سے ملاقات کا ڈائری میں تفصیل سے ذکر کیا ہوگا۔ اور لازماً اس کا پتہ بھی درج کر دیا ہوگا" ـــــ انکل مارگن نے کہا اور ٹائیگر کے دل میں دوبارہ امیدوں کے چراغ جل اٹھے۔

انکل مارگن نے ملازم کو آواز دی۔ اور پھر اُسے گذشتہ دو تین سالوں کی ڈائریاں لانے کے لئے کہا۔ ملازم مشروب لے کر آیا تھا۔ اس نے مشروب کے گلاس ٹائیگر اور انکل مارگن کو دیئے اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"وہ بندر کیسی نسل کا تھا انکل ـــــ جسے دیکھ کر آپ اتنا چونکے تھے" ٹائیگر نے بات چھیڑنے کے لئے کہا۔ وہ دراصل انکل مارگن کو پتہ معلوم ہونے تک اسی موضوع تک ہی محدود رکھنا چاہتا تھا۔

"وہ بندر ـــــ ٹائیگر بیٹے وہ عجیب و غریب صفات کی حامل نسل ہے۔ اُسے افریقی زبان میں وایاٹاما کہتے ہیں جس کا مطلب ہے عقلمندی کا دیوتا۔ یہ دیکھنے [illegible] خاصا خوب صورت ہوتا ہے۔ اس کی شکل بھی عام بندروں کی نسبت انسانوں سے زیادہ ملتی جلتی ہے ـــــ قد و قامت میں نہ ہی بہت بڑا [illegible] بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے کان گہرے سرخ ہوتے ہیں۔ ایسے سرخ جیسے خون میں ڈوبے ہوئے ہوں یہ بڑی نایاب نسل ہے ـــــ کیونکہ ان کی مادہ بہت کم بچے دیتی ہے۔ یوں سمجھو کہ ایک ہزار مادہ بندریاں بچے نہیں دیتیں اور ایک ہزار میں سے

ایک مادہ ایک بچہ دیتی ہے۔ اس لئے یہ نسل نایاب ہو چکی ہے۔ انتہائی عقلمند۔ چست۔ پھرتیلا۔ سمجھدار ـــــ اب کرنل رابرٹ کے بندر کو تم دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔ کرنل رابرٹ نے اس کا نام کپتان رکھا ہوا ہے۔ وہ کرنل رابرٹ کا کام ایسے کرتا ہے جیسے کوئی انسانی ملازم ہو۔ جو بات اُسے ایک بار سمجھا دو وہ اُسے ہمیشہ یاد رہے گی ـــــ جو بات وہ ایک بار سن لے وہ اُسے ہمیشہ یاد رکھے گا۔ اگر اُسے ٹرینڈ کیا جائے تو وہ کوئی بھی زبان آسانی سے پڑھ لیتا ہے۔ اس کا مطلب سمجھ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر اُسے نمبروں کی شناخت کرا دی جائے۔ اور پھر شہر کا نقشہ سمجھا دیا جائے اور پھر اُسے کہا جائے کہ فلاں کالونی کی فلاں کوٹھی نمبر میں جاؤ ـــــ تو اگر اس کوٹھی کے باہر اس کا نمبر لکھا ہوا ہوگا تو یہ لازماً وہاں پہنچ جائے گا۔ وہاں افریقی تو اس کی زبان بھی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ مخصوص لہجے میں بولتا ہے۔ جو بظاہر چیخ پکار کی آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن ان کا باقاعدہ مطلب ہوتا ہے" انکل مارگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"واہ ـــــ پھر تو ایسا بندر انتہائی کارآمد ہوا" ـــــ ٹائیگر نے سچ مچ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے تو کارآمد ـــــ لیکن ملے گا کہاں سے۔ یہ تو کرنل رابرٹ کی خوش قسمتی ہے کہ اُسے یہ بندر مل گیا" ـــــ انکل مارگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ملازم تین ڈائریاں اٹھائے اندر آیا اور اس نے ڈائریاں انکل مارگن کے حوالے کر دیں۔ انکل مارگن نے ڈائریاں کھول کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا ـــــ ٹائیگر اس دوران امید و بیم کی حالت میں بیٹھا رہا۔ وہ

دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کرنل رابرٹ کا پتہ معلوم ہو جائے۔
"مل گیا —— ہاں مل گیا —— دیکھا میرا اندازہ صحیح ثابت ہوا۔" بابیکا رو
براؤن لاج" ہاں بالکل یہی پتہ ہے۔ اب مجھے بھی یاد آگیا ہے"
انکل مارگن نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔
"ان کا فون نمبر بھی تو ہوگا" —— ٹائیگر نے مسرت سے بھرپور لہجے
میں کہا۔
"نہیں —— انہوں نے بتایا تھا کہ انہوں نے فون لگوایا ہی نہیں"
انکل مارگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"پھر انکل پروگرام بنائیں ان سے ملنے کا۔ ابھی چلیں" —— ٹائیگر نے
پرجوش لہجے میں کہا۔
"ابھی —— نہیں ابھی تو مشکل ہے۔ میری طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں
پھر کسی روز بنالیں گے وہ کہیں بھاگے تو نہیں جا رہے" —— انکل مار
نے کہا۔
"اوہ اچھا —— بہرحال آپ مجھے ملوائیں ضرور —— مجھے ان سے
کا بڑا اشتیاق ہے۔ ہاں انکل میں نے آج ایک نئی ساخت کا ریوا
دیکھا ہے" —— ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر اس نے جان بوجھ کر موضوع بد
دیا۔ اور اس کے بعد ان کے درمیان اس نئی ساخت کے ریوالور کے متع
گفتگو شروع ہو گئی —— اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر انکل سے اجازت
کر ان کی کوٹھی سے باہر آگیا۔ وہ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا۔ لیکن اس کی عاد
تھی کہ وہ ہر بات کو پہلے کنفرم کرتا تھا۔ چنانچہ انکل مارگن کی کوٹھی سے
ہی اس نے اپنے موٹر سائیکل کا رخ سیدھا بابیکا روڈ کی طرف موڑ دیا۔ بابیکا

جمیں مو گرے کے عقب میں ایک پہاڑی سلسلے پر واقع تھی۔ جہاں بہت کم
اور اکثر تنہائی پسند ہی رہا کرتے تھے۔
تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل موٹر سائیکل دوڑانے کے بعد وہ
بابیکا روڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد اس نے براؤن لاج
ڈھونڈھ ہی لیا۔ بہت پرانی اور خستہ سی عمارت تھی —— اور سڑک سے
قدرے ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔ اس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے
موٹر سائیکل اس پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ وہ اب یہاں تک آ ہی گیا تھا۔ تو
اب کرنل رابرٹ سے مل کر ہی جانا چاہتا تھا —— اس نے ادھر کا رخ کرنے
سے پہلے جیبیں ٹٹولیں تو اس کی جیب میں موجود مختلف ٹائپ کے کارڈز
میں سے ایک کارڈ روڈز سروے آفیسر کا مل گیا۔ چنانچہ اس کے ذہن میں
ایک پلاننگ بن گئی —— پھاٹک گو کھلا ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے موٹر سائیکل
پھاٹک کے پاس روک دی۔ کال بیل ٹائپ کی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی۔ وہاں
برآمدے میں اور لان میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے ہارن دیا۔ دو بار۔
تین بار۔ لیکن اندر سے کوئی آدمی نہ ہی ظاہر ہوا اور نہ ہی اس کے ہارن کا
کوئی رد عمل ہوا تو ٹائیگر کے دل میں یہ ہول اٹھا کہ شاید کوٹھی خالی پڑی ہوئی
ہے —— ہو سکتا ہے دو سال پہلے کرنل رابرٹ یہاں رہتا ہو۔ لیکن اب
وہ یہ کوٹھی چھوڑ چکا ہو۔ اس لئے اس نے تیزی سے موٹر سائیکل اندر کی
طرف بڑھائی۔ لیکن ابھی وہ برآمدے سے نصف فاصلے تک ہی پہنچا تھا
کہ اچانک ایک خوف ناک غراہٹ سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اُسے
برآمدے کے ایک کونے سے ایک خوف ناک چیتے کی جھلک دکھائی دی
اور ٹائیگر نے نہ صرف لاشعوری طور پر بریک لگائے بلکہ اس نے انتہائی

پھرتی سے موٹرسائیکل کو گھمایا اور باہر کی طرف اُسے دوڑانے لگا۔ اور پھر
صرف ایک لمحے کا ہی فرق پڑا۔ خوف ناک چیتے نے اس پر بڑی زوردار
چھلانگ لگائی تھی ——— اور وہ سیدھا پھاٹک سے ذرا اندر آگرا تھا جب
ٹائیگر اس لمحے موٹرسائیکل دوڑاتا پھاٹک کراس کر چکا تھا۔ اگر اُسے ایک
کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً وہ خوف ناک چیتا اُسے چھاپ چکا ہوتا۔ ٹائیگر
بے تحاشا موٹرسائیکل دوڑاتا آگے سڑک کی طرف بڑھ گیا ——— لیکن چیتا
وہیں پھاٹک پر ہی رک گیا تھا۔ جب ٹائیگر کو احساس ہوا کہ چیتا پھاٹک
باہر نہیں آیا تو اس نے مڑ کر دیکھا اور پھر اس نے ——— موٹرسائیکل
کر دوبارہ پھاٹک کی طرف دیکھا ——— اس خوف ناک چیتے کے اس اچانک
اور خوف ناک حملے نے اس کے اعصاب کو واقعی زوردار جھٹکا دیا تھا
اب پھاٹک میں کھڑا غرا رہا تھا۔ ٹائیگر نے اُسے غور سے دیکھا۔ چیتا کسی
لحاظ سے پالتو نظر نہ آ رہا تھا ——— اس کا ہر انداز بتا رہا تھا کہ وہ وحشی درند
ہے اس چیتے کو دیکھ کر کم از کم وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ کرنل رابرٹ اس کو
میں رہتے ہیں۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ واپس چلا جائے
لیکن پھر اُسے اپنے نام کا خیال آگیا ——— وہ بھی اپنے آپ کو ٹائیگر کہلا
اور اس کے سامنے بھی اصل ٹائیگر تھا۔ اب اگر وہ اس سے ڈر کر چلا جاتا
پھر یقیناً اُسے اپنا نام بدل لینا چاہیئے۔ لیکن چیتا جس انداز میں کھڑا تھا۔
اس انداز میں اُسے کراس کر کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ اور یہ تو ایک چیتا
جانے اندر اور کون کون سے جانور ہوں گے۔

لیکن ابھی ٹائیگر ان باتوں کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اُسے کوٹھی
اندر سے کسی بندر کی چیخ چیخ کرنے کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ اور ٹائیگر

دیکھا کہ ان آوازوں کو سنتے ہی چیتا تیزی سے واپس مڑا اور پھر دوڑتا ہوا
واپس برآمدے میں چلا گیا۔

ٹائیگر چیتے کے اس طرح اندر جانے پر حیران رہ گیا۔ اس نے موٹرسائیکل
کو دوبارہ پھاٹک کی طرف بڑھایا لیکن اب اس کی رفتار آہستہ تھی۔ اُسے چیتے
کے ——— پھر حملے کا خطرہ تھا۔ لیکن جب وہ پھاٹک کے قریب پہنچا تو اس نے
ایک سرخ رنگ کے کانوں والے بندر کو پھاٹک کی طرف آتے دیکھا۔ ٹائیگر
اُسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ کرنل رابرٹ کا وہی بندر ہے جس کا ذکر انکل
مارگن نے کیا تھا ——— بندر نے پھاٹک پر پہنچ کر چیخ چیخ کی آوازوں کے
ساتھ ہی ایسے اشارے شروع کر دیئے جیسے پوچھ رہا ہو کہ وہ کون ہے۔
اور یہاں کیوں آیا ہے۔ ٹائیگر نے موٹرسائیکل سٹینڈ کیا اور پھر نیچے اتر کر
اس نے جیب سے وہی روڈ سرورے آنیسر والا کارڈ نکال کر بندر کو دکھایا
بندر نے آگے بڑھ کر کارڈ ٹائیگر کے ہاتھ سے جھپٹا ——— اور اُسے یوں
دیکھنے لگا جیسے وہ اُسے باقاعدہ پڑھ رہا ہو۔ ٹائیگر حیرت سے بندر کی حرکتیں
دیکھ رہا تھا۔ اُسی لمحے برآمدے میں ایک طویل القامت لیکن ٹھوس جسم کا
مالک بوڑھا برآمد ہوا۔ اس کے جسم پر سلیپنگ گون تھا۔

"کون ہے کپتان" ——— بوڑھے کی کڑکدار آواز سنائی دی۔ اور بندر
کارڈ ہاتھ میں پکڑے تیزی سے دو پیروں پر کسی انسان کی طرح دوڑتا ہوا
واپس برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ اور اس نے کارڈ جا کر بوڑھے کے ہاتھ
میں دے دیا۔ ٹائیگر اب اُسے اچھی طرح پہچان چکا تھا۔ لیکن ظاہر ہے۔
اب وہ سامنے آگیا تھا تو اب مل کر ہی جانا چاہتا تھا۔ کرنل رابرٹ نے کارڈ
پڑھا۔ اور پھر وہ خود قدم بڑھاتے پھاٹک کی طرف آگئے۔

"معاف کیجئے آفیسر ــــ دراصل میں کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں تنہائی پسند ہوں۔ بہرحال فرمائیے" ــــ کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"محترم میرا تعلق روڈ سروے ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ حکومت کا منصوبہ ہے کہ یہاں سے ایک ذیلی سڑک رابیلی روڈ تک ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں آپ کی کوٹھی کا تھوڑا سا حصہ اس میں آتا ہے۔ میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا" ــــ ٹائیگر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"سوری ــــ میں اس کی اجازت نہیں دے سکوں گا۔ اور اگر زبردستی کی گئی تو پھر اپنے آفیسران بالا کو کہہ دیجئے کہ معاملہ انتہائی اعلیٰ سطح پر پہنچ جاسکتا ہے۔ شکریہ" ــــ کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر کا بہرحال مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور واپس چلا آیا۔ اب اُسے اپنے لفافے پچیس ہزار روپے کھرے نظر آرہے تھے ــــ لیکن وہ فوری طور پر یہ اطلاع مادکر تک نہ پہنچانا چاہتا تھا۔ تاکہ کام کی اہمیت تو کچھ ہو جائے۔ اب اسے اس کی صلاحیتیں کہا جائے یا اتفاق کہ اس نے چند گھنٹوں میں ہی کرنل رابرٹ کو تلاش کر لیا تھا۔

ہوٹل سلکی دے دارالحکومت کا سب سے شاندار اور جدید فائیو سٹار ہوٹل تھا۔ اس ہوٹل کی چوتھی منزل کے ایک سوٹ میں لانسر اور فیلیا ٹھہرے ہوئے تھے ــــ لانسر نے یہاں اپنا اصل نام ہی استعمال کیا تھا اور فیلیا کو اپنی بیوی ظاہر کیا تھا۔ اس طرح یہ سوٹ مسٹر اینڈ مسز لانسر کے نام سے بک ہوا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی لانسر نے پہلے تو اپنے طور پر کرنل رابرٹ کی تلاش شروع کر دی ــــ ٹیلی فون ڈائریکٹری۔ پوسٹ آفس۔ اور اس طرح کے دوسرے افراد سے اس نے بڑی تفصیلی پوچھ گچھ کی لیکن چار روز گزرنے کے باوجود اُسے کرنل رابرٹ کا معمولی سا سراغ بھی نہ مل سکا ــــ اس نے یہاں کے اخبارات اور رسائل کے دفاتر کے بھی چکر لگائے۔ کہ شاید وہ لوگ اس کے متعلق جانتے ہوں۔ لیکن واقعی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہاں کرنل رابرٹ نام کا کوئی فرد رہتا ہی نہیں۔ تنگ آکر اس نے چیف باس کی دی ہوئی فائل میں سے ایک نام

منتخب کیا۔ یہ ڈریگن بار کا مالک مارکر تھا۔ اس کا پتہ ناراک لینڈ کے سفارتخانہ
نے دیا ہوا تھا۔ مارکر کا براہِ راست ناراک لینڈ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن
سفارت خانے کی رپورٹ کے مطابق مارکر دارالحکومت کا خاصا با اثر آدمی
تھا —— وہ ایسے کاموں میں ماہر بھی تھا اور اصولوں کا بھی پابند تھا۔ اور
اکثر سفارت خانہ اس قسم کے کاموں میں اس کی خدمات حاصل کرتا رہتا تھا
اور آج تک کوئی شکایت سامنے نہ آئی تھی۔ گو فائل میں دوسرے لوگوں
کے پتے بھی موجود تھے —— لیکن لانسر نے مارکر کو ہی ٹرائی کرنے کا فیصلہ
کیا۔ اس نے ٹیلی فون پر اس سے رابطہ قائم کیا اور ناراک لینڈ کے سفارتخانہ
کا حوالہ دیا۔ اس حوالے کی وجہ سے مارکر نے فوری طور پر کام کی حامی بھر لی
چنانچہ ایک اور ہوٹل میں ان کی ملاقات طے ہوئی —— لانسر اور فیلیا
میک اپ میں اس سے ملے۔ اور پھر وہاں دو لاکھ روپے میں بات چیت
طے ہو گئی۔ اور لانسر نے اُسے دو لاکھ روپے ادا کر دیئے تھے۔ کیونکہ
سفارت خانے نے یہی رپورٹ دی تھی کہ وہ رقم ہمیشہ پیشگی لیتا ہے۔
مارکر نے اُسے جلد ہی رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا —— لانسر نے اُسے
کرنل رابرٹ کا فوٹو بھی دے دیا تھا۔ لیکن دو روز مزید گزر گئے۔ لیکن مارکر
کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تو لانسر کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔
"فیلیا اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں
اس سلسلے میں کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا" —— لانسر نے ہونٹ بھینچے
ہوئے کہا۔
"ہاں ہے تو عجیب پرابلم —— کہ دنیا بھر میں مشہور شخصیت یہاں ایسی
گمنام ہے کہ کوئی اُسے جانتا تک نہیں" —— فیلیا نے سر ہلاتے

ہوئے جواب دیا۔
"کمال تو یہ ہے کہ مجھے اس کا ذرہ برابر بھی کلیو نہیں مل رہا۔ اگر معمولی
سا بھی مجھے علم ہو جائے تو پھر تو میں اُسے باہر کھینچ لاؤں گا" —— لانسر
نے کہا۔
"میرا خیال ہے ہمیں یہ مسئلہ صرف دوسرے لوگوں پر چھوڑ کر نہیں بیٹھ
جانا چاہیئے۔ میں نے اس مسئلے پر اپنے طور پر بہت غور کیا ہے۔ میرا
خیال ہے اگر ہم مختلف ہوٹلوں۔ مارکیٹوں اور بازاروں میں گھومیں پھریں
تو ہو سکتا ہے کہ اچانک کہیں اس سے ٹکراؤ ہو جائے آخر وہ کبھی نہ کبھی تو
باہر نکلتا ہی ہو گا" —— فیلیا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔
"پہلے چار دن ہم نے یہی تو کیا ہے۔ پورا شہر چھان مارا ہے۔ اب
کب تک یوں منہ اٹھا کر پھرتے رہیں" —— لانسر نے بیزار سے
لہجے میں کہا۔
اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور لانسر نے چونک کر رسیور
اٹھا لیا۔
"یس —— کون ہے" —— لانسر نے محتاط لہجے میں کہا۔
"جناب ڈریگن بار سے آپ کی کال آئی ہے" —— دوسری طرف
سے ہوٹل کے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے بات کراؤ" —— لانسر نے کہا۔
"ہیلو ہیلو —— میں مارکر بول رہا ہوں" —— چند لمحوں بعد دوسری
طرف سے مارکر کی بھاری آواز رسیور پر گونجی۔
"یس —— لانسر بول رہا ہوں۔ لیکن یہاں کا پتہ تم نے کیسے چلایا۔

میں نے تو تمہیں پتہ نہ دیا تھا" ۔۔۔ لانسر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ۔۔۔ ہم جس پارٹی کا کام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق بنیادی معلومات تو بہرحال رکھنی ہی پڑتی ہیں اور پھر آپ تو اپنے اصلی نام سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہ شہر مارکر کا ہے۔ اس لئے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر آپ حیران ہوں ۔۔۔ بہرحال آپ کے لئے خوش خبری ہے کہ آپ کے آدمی کو میں نے تلاش کر لیا ہے" ۔۔۔ مارکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تلاش کر لیا ہے واقعی" ۔۔۔ لانسر نے اس بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا جیسے کوئی انہونی بات ظاہر ہو گئی ہو۔

"جی ہاں جناب ۔۔۔ میں نے آپ سے کیا کہا تھا کہ مارکر پورے شہر میں اڑنے والے پرندوں کے پر بھی شناخت کر سکتا ہے۔ یہ تو پھر جیتا جاگتا آدمی ہے۔ بہرحال آپ نوٹ کر لیں۔ اس کا پتہ بابیکارڈ براؤن لاج۔ وہ وہاں موجود ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے مارکر نے جواب دیا اور لانسر کے چہرے پر مسرت کے ایک دو نہیں کئی آبشار بہنے لگے۔

"ٹھیک ہے تھینک یو" ۔۔۔ لانسر نے کہا اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ یہ ہوئی ناں بات ۔۔۔ میرا خیال ہے اس پر فوری اٹیک کر دینا چاہیئے" ۔۔۔ لانسر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم نے اسے قتل تو نہیں کرنا کہ جا کر گولی مار دیں گے۔ ہم نے اسے زندہ سلامت اغوا کر کے لے جانا ہے۔ اس کے لئے تو باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ فیلیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے پلاننگ میں نے پہلے ہی مکمل کر رکھی ہے۔ بس اسے تلاش کرنے کی دیر تھی۔ ناراک لینڈ کے سفارت خانے میں ایک ایسا تابوت تیار کر لیا گیا ہے جس کے اندر باقاعدہ آکسیجن سلنڈر نصب ہیں۔ کرنل رابرٹ کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا کر اس تابوت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے چہرے پر سفارت خانے کے کسی ملازم کا میک اپ ہو گا۔ اور یہ تابوت باقاعدہ سفارت خانے کی طرف سے ناراک لینڈ بھیجا جائے گا۔ جہاں اس ملازم کے رشتہ دار جو دراصل سیکرٹ ایجنٹس ہوں گے۔ اسے وصول کریں گے ۔۔۔ اور پھر اسے قبرستان پہنچایا جائے گا۔ اور اس کے بعد وہاں سے کرنل رابرٹ کو نکال کر لے جایا جائے گا۔ ہم نے صرف کرنل رابرٹ کو فوری بے ہوش کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم سفارت خانے کو اطلاع دیں گے ۔۔۔ وہ اسے کسی کار میں ڈال کر لے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن مکمل۔ باقی کام سفارت خانہ جانے اور اس کا عملہ" ۔۔۔ لانسر نے فیلیا کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ واقعی بہترین اور بے داغ منصوبہ ہے" ۔۔۔ فیلیا نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا ہے۔ میں پہلے جا کر یہ کوٹھی اور اس کی اندرونی اور بیرونی صورت حال کا جائزہ لے آؤں۔ رات کو ہم اندر داخل ہو کر واردات کریں گے اور سارا کام رات کو ہی مکمل ہو جائے گا ۔۔۔ کل صبح کرنل رابرٹ یہاں سے تابوت میں لیٹا ہوا پرواز بھی کر جائے گا" ۔۔۔ لانسر نے کہا۔ پھر وہ فیلیا کا جواب سنے بغیر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں لٹکا ہوا کوٹ پہنا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے

باہر آگیا۔

ہوٹل کی طرف سے اس نے کرایہ کی کار پہلے ہی انگیج کر رکھی تھی۔ جو
پارکنگ میں موجود تھی۔ چنانچہ چند لمحوں بعد لانسر کار میں بیٹھا۔ ہوٹل کمپاؤنڈ
سے باہر آگیا۔۔۔۔ کمپاؤنڈ سے باہر آکر اس نے ایک سائیڈ پہ کار روکی
جیب سے شہر کا نقشہ نکال کر اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ہوٹل
گرد اس نے دائرہ پہلے ہی لگا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بابیکا رو
کو تلاش کر لیا۔۔۔۔ اور پھر اس نے اس پہ نشان لگا کر وہاں تک پہنچنے و
راستے کو ذہن میں بٹھانا شروع کر دیا پھر اس نے نقشہ تہہ کر کے واپس
جیب میں رکھا اور کار آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جھیل پہ پہنچ گیا جہاں
بابیکا روڈ آگے پہاڑیوں پہ جاتی تھی۔ بابیکا روڈ پہ پہنچنے کے بعد اس
براؤن لاج کی تلاش شروع کر دی۔۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد اُسے
براؤن لاج نظر آگیا۔ یہ سڑک سے ہٹ کر ایک خستہ سی عمارت تھی
کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ عمارت میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لا
پہلے تو کار آگے لے گیا اور پھر کافی آگے جا کر اس نے کار کو موڑا۔ اور
لاج کے گیٹ سے ذرا پہلے اُسے روک کر وہ نیچے اتر آیا۔۔۔۔ عمار
کی ویرانی بتا رہی تھی کہ اندر زیادہ آدمی نہیں رہتے۔ چنانچہ اس نے
اگر کرنل رابرٹ وہاں اکیلا رہتا ہے تو پھر کام ابھی کیوں نہ مکمل کر لیا جا
اس کے لئے رات کا انتظار کرنا فضول ہے۔۔۔۔ اور کام بھی مشکل
ہے۔ صرف ایک بوڑھے آدمی کو بے ہوش کرنا ہے اور بس۔ چنانچہ
نے اندرونی جیب سے اپنا مخصوص بھاری ریوالور نکال کر اس کا سیف

کھولا اور اُسے کوٹ کی سائیڈ جیب میں رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک
کی طرف بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے رک کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن
وہاں دور دور تک کوئی آدمی موجود نہ تھا۔۔۔۔ چنانچہ وہ تیزی سے اندر داخل
ہوا۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت ایک
خوفناک غراہٹ سن کر ٹھٹھک گیا یہ غراہٹ کسی جنگلی درندے کی تھی
جو برآمدے کی طرف سے ابھری تھی۔۔۔۔ دوسرے لمحے اُسے ایک وحشی
چیتے کی جھلک دکھائی دی اور اس نے انتہائی پھرتی سے ریوالور باہر نکال
لیا۔ اور پھر وہ خوفناک وحشی درندہ اُسے ایک لمحے کے لئے برآمدے
میں نظر آیا۔۔۔۔ اس کی دہشت بھری اور درندگی سے پُر آنکھیں سرخ لاٹوں
کی طرح چمک رہی تھیں۔ چیتے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے حملہ کر سکتا
ہے۔ اس لئے لانسر نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کا رخ چیتے کی طرف کر
دیا۔۔۔۔ لیکن اُسی لمحے اُسے برآمدے کے پیچھے گیلری میں سے کسی بندر
کی چیخ پیخ کی آوازیں سنائی دیں اور حملے کے لئے پوزیشن بناتا ہوا چیتے کا
تنا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اُسی لمحے لانسر نے ایک سُرخ کانوں والے
بندر کو دوڑ کر برآمدے میں پہنچتے دیکھا۔۔۔۔ وہ ایک لمحے کے لئے برآمدے
میں رکا اور پھر یوں اطمینان سے قدم اٹھاتا لانسر کی طرف بڑھا جیسے کوئی
آدمی چلتا ہوا آتا ہے۔ لانسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور پہ
گرفت ہلکی کر دی۔۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یک لخت اچھل پڑا۔ جب
بندر قریب آکر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے لانسر کے
ہاتھ سے ریوالور جھپٹا جا چکا تھا۔ بندر نے انتہائی پھرتی سے ریوالور جھپٹ
کر اُسے برآمدے کی طرف اچھال دیا تھا۔۔۔۔ اور اس سے پہلے کہ لانسر

کی طرف سے کوئی ردِ عمل ہوتا۔ وہ سرخ کانوں والا پھرتیلا بندر اس کے سامنے یوں جھک گیا جیسے اپنی پھرتی اور مہارت پر آداب بجا لا رہا ہو۔ لانسر کے لئے یہ سب کچھ غیر متوقع تھا وہ تو کوٹھی کو خالی دیکھ کر اندر آیا تھا لیکن یہ تو درندوں اور پھرتیلے بندروں کا مسکن تھا ــــــ اور پھر لانسر کی حیرت بھری نظروں نے ایک اور نظارہ دیکھا۔ اس نے برآمدے میں ایک صحرائی بھیڑیئے کو کھڑا دیکھا۔ اُسی لمحے کسی دروازے کے کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے کپتان ــــ یہ کیسا دھماکہ تھا" ــــ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ارے یہ تو ریوالور ہے" ــــ دوسرے لمحے ایک طویل القامت بوڑھا برآمدے میں نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں لانسر کا ریوالور تھا۔ اس کے جسم پر سیلپنگ گون تھا۔ اور بندر نے وہیں کھڑے کھڑے دوبارہ چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔

"اوہ ٹھیک ہے ــــ میں خود بات کر لیتا ہوں" ــــ بوڑھے نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لانسر کی طرف بڑھا جو اب بت کی طرح ساکت کھڑا تھا۔

"آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں۔ پھر اس بھاری ریوالور کے ساتھ" ــــ بوڑھے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام لانسر ہے۔ میں بھی ایک شکاری ہوں۔ میں یہاں پاکیشیا میں شکار کھیلنے آیا تو یہاں مجھے پتہ چلا کہ دنیا کے مشہور شکاری کرنل رابرٹ یہاں رہتے ہیں ــــ چنانچہ میں ان سے ملنے چلا آیا۔ لیکن یہاں میرا

استقبال پہلے وحشی چیتے نے کیا۔ میں نے اُسے روکنے کے لئے ریوالور نکالا تو اس بندر نے اسے میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا" ــــ لانسر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ شکاری ہیں۔ کس ملک سے آپ کا تعلق ہے" بوڑھے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ناراک لینڈ سے" ــــ لانسر نے صحیح جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ــــ واقعی تمہارے نقوش ناراکیوں جیسے ہی ہیں۔ بہرحال اب تم آ ہی گئے ہو تو ٹھیک ہے۔ آؤ اندر بیٹھتے ہیں" ــــ کرنل رابرٹ نے کہا اور مڑ گیا۔ اس نے ریوالور لانسر کو واپس نہ دیا تھا۔ لانسر بھی خاموش رہا۔ برآمدہ کراس کر کے وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر بوڑھا اُسے ایک کمرے میں لے آیا۔

"بیٹھو ــــ میرا ہی نام کرنل رابرٹ ہے۔ لیکن یہاں تو مجھے کوئی نہیں جانتا پھر تم نے مجھے کیسے تلاش کر لیا۔ جب کہ تم اس شہر میں بھی اجنبی ہو" بوڑھے نے سامنے کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جذبے کی بات ہے۔ اگر جذبہ سچا ہو تو کوئی چیز ناممکن نہیں" لانسر نے کہا۔ اس نے بہرحال یہ دیکھ لیا تھا کہ کوٹھی میں چیتے۔ بھیڑیئے۔ اور بندر کے سوا اور کوئی درندہ یا آدمی موجود نہ تھا۔

"ہوں ــــ اچھا اب یہ بتا دو کہ تمہارا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔ پہلے میری بات غور سے سن لو۔ تمہارا تعلق واقعی ناراک لینڈ سے ہے۔ اس حد تک تو تم نے سچ بولا ہے۔ لیکن تمہارا یہ کہنا کہ تم شکاری ہو۔ یہ بات قطعاً غلط ہے ــــ شکاریوں کو تو میں آنکھیں بند کر کے بھی پہچان لیتا

ہوں۔ اور پھر شکاری کبھی ایسا کولٹ ریوالور اپنے پاس نہیں رکھتے اور نہ ہی
کولٹ ریوالور کسی درندے پر نکالتے ہیں۔ یہ شکاری کی فطرت کے خلاف
ہے ——— اس لئے بہتر یہی ہے کہ اصل بات بتا دو کہ آخر تم یہاں کس
چکر میں آئے ہو" ——— کرنل رابرٹ نے کہا اور لانسر کرنل رابرٹ کی
ذہانت پر حیران رہ گیا وہ واقعی بے حد جہاندیدہ شخص تھا۔

"چلئے سیدھی بات کر لیتے ہیں۔ میں دراصل آپ سے کچھ باتیں کرنا
چاہتا ہوں۔ میرا تعلق واقعی ناراک لینڈ سے ہے۔ اور میں واقعی شکاری
نہیں ہوں ——— مجھے آپ حکومت ناراک لینڈ کا نمائندہ سمجھ لیجئے۔ آپ نے
اپنے ایک مضمون میں ناراک لینڈ کے بڑے جنگل اباس فیلڈ میں نو دریافت
شدہ عنصر اٹیک ڈن کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حکومت ناراک لینڈ چاہتی ہے
کہ آپ اس مادے کی نشاندہی کر دیں ——— اس کے بدلے میں آپ جو
معاوضہ۔ سہولیات جو کچھ بھی چاہیں گے وہ حکومت کو منظور ہو گا"
لانسر نے سیدھی بات کی۔ اس نے سوچا کہ پہلے بات کر لی جائے۔ ہو سکتا
ہے کرنل رابرٹ خود ہی چلنے پر تیار ہو جائے۔ اور اگر بوڑھا نہ مانا تو پھر
دوسرا قدم تو بہرحال اٹھانا ہی ہے۔

"نہ میں نے کسی مضمون میں ایسے کسی مادے کا ذکر کیا ہے اور نہ میں
ایسے مادے کو جانتا ہوں۔ تمہاری حکومت کو بالکل غلط رپورٹ ملی ہے"
کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اب آپ غلط بیانی کر رہے ہیں جناب ——— اس میں آخر حرج ہی
کیا ہے۔ یہ مادہ آپ کے کسی کام کا نہیں ہے۔ اور پھر یہ ہے بھی حکومت
ناراک لینڈ کی ملکیت۔ اگر آپ کو اس کی صرف نشاندہی میں جو آپ مانگیں

سکتا ہے تو آپ ایسا کرنے سے کیوں کترا رہے ہیں" ——— لانسر نے
جواب دیا۔

"تمہارا تعلق وہاں کی کسی سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ تمہارا انداز
قد و قامت۔ جسم اور یہ ریوالور تو ایسا ہی بتا رہا ہے" ——— کرنل رابرٹ
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں" ——— لانسر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو مسٹر لانسر آپ برائے کرم یہاں سے تشریف لے جائیں اگر مجھے
معلوم بھی ہو گا تو میں نہیں بتاؤں گا۔ میں اب ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا۔
آپ میری طرف سے حکومت ناراک لینڈ سے معذرت کر لیں"
کرنل رابرٹ نے کہا۔

"سوچ لیں۔ آپ کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حکومت تو بہرحال
اٹیک ڈن کو تلاش کر ہی لے گی" ——— لانسر نے صوفے سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی سے کریں۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ بہرحال میں اس
سلسلے میں ملوث نہیں ہونا چاہتا۔ یہ لیجئے اپنا ریوالور" ——— کرنل رابرٹ
نے ایک جھٹکے سے اس میں سے میگزین نکال کر خالی ریوالور لانسر کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی خوشی" ——— لانسر نے خالی ریوالور لے کر
واپس اسے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"کپتان کپتان" ——— کرنل رابرٹ نے اس کے دروازے کی
طرف مڑتے ہی آواز لگائی تو وہی سرخ کانوں والا بندر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کپتان ——— لانسر صاحب کو گیٹ تک چھوڑ آؤ ۔ اور لانسر صاحب
پلیز دوبارہ اس کوٹھی میں داخل ہونے کی کوشش نہ کیجئے گا ۔ ورنہ یہ دربان
آپ کا لحاظ نہیں کریں گے" ——— کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا ۔ و
لانسر کوئی جواب دیئے بغیر دروازے سے باہر نکل آیا ۔ کپتان بندرا اس کے
ساتھ تھا ۔ وہ اُسے پھاٹک پر چھوڑ کر واپس چلا گیا اور لانسر تیز تیز قدم
اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ——— اس نے اس دوران کرنل رابرٹ کو اغوا کر
کی پوری پلاننگ کر لی تھی ۔ اُسے زیادہ خطرہ اس چیتے کی طرف سے تھا
اس لیے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات کو سفارت خانے کی گاڑ
لے کر آئے گا ——— اور پہلے سائیلنسر لگی ہوئی رائفل سے اس چیتے ا
صحرائی بھیڑیئے کو ہلاک کرے گا اور اس کے بعد کرنل رابرٹ کو بے ہو
کر دینے والی گیس کا بم پھینک کر آسانی سے بے ہوش کیا جا سکتا ہے
چنانچہ وہ بڑے مطمئن انداز میں کار چلاتا ہوا اپنے ——— ہوٹل کی طرف
بڑھ گیا ۔

عمران صبح صبح اپنی مخصوص ورزش میں مصروف تھا ۔ یعنی اس
کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور وہ گزشتہ آدھے گھنٹے سے اسی صورت
میں کھڑا تھا ——— یہ اس کی مخصوص ورزش تھی ۔ جسے وہ ہر حال میں روزانہ کرتا
تھا ۔ اور بعض اوقات تو وہ ایک ایک گھنٹہ تک اسی صورت میں کھڑا رہتا
تھا ۔ لیکن آج ابھی اُسے ورزش کرتے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ بیرونی دروازے
پر عجیب انداز کی دستک سی سنائی دی ——— یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بچہ
زور زور سے دستک دے رہا ہو ۔

"ارے دیکھنا سلیمان یہ کون بچے والی آگئی ہے ۔ چلو تمہارے تو مزے
ہو گئے ۔ پیدائش پر اٹھنے والے اخراجات سے تو تمہاری پیشگی جان چھوٹ
گئی" ——— عمران نے ویسے ہی الٹے کھڑے ہوئے زور سے کہا ۔

"بچے والی آپ کو مبارک ہو" ——— باورچی خانے سے سلیمان کی
جھلائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"خیر مبارک خیر مبارک ـــــ تمہارے منہ میں گھی شکر اوہ سوری ۔ اس مہنگائی کے دور میں یہ تو سراسر فضول خرچی ہے ۔ تمہارے منہ میں سکرین کی گولیاں ۔ سِکّے والی ہی کوئی آئے تو سہی ۔ اس فلیٹ میں تو زندہ مرغی بھی آتے ہوئے گھبراتی ہے ۔ وہ بھی تو مؤنث ہے" ـــــ عمران نے ہانک لگائی ۔

دستک مسلسل جاری تھی ۔ سلیمان اب بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔ وہ ہمسائے کے بچوں کو کوس رہا تھا ۔ ظاہر ہے دستک کسی بچے کی تھی اور بچہ یقیناً کسی ہمسائے کا ہی ہو گا ورنہ اور کسی بچے کے یہاں آنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ۔

اُسی لمحے عمران کے کانوں میں کسی بندر کی مخصوص چیخ چیخ کی آواز سنائی دی ۔ یہ آواز سنتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ وہ یہ آواز پہچانتا تھا اور وہی ہوا ـــــ دوسرے لمحے کرنل رابرٹ کا سرخ کانوں والا بندر کیپٹن اس کے سامنے کھڑا تھا ۔ بندر کے جسم پر بھی زخموں کے نشانات تھے اور کہیں کہیں سے خون بھی رس رہا تھا ۔

بندر نے عمران کو دیکھتے ہی ایک بار پھر مخصوص انداز میں چیخ چیخ شروع کر دی ۔ لیکن عمران تو بندر کی بولی نہ جانتا تھا ۔

"ارے ـــــ تم یہاں کیسے پہنچ گئے کیپٹن صاحب ۔ یہ زخموں کے نشانات ۔ کرنل رابرٹ تو بخیریت ہیں" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

اور جواب میں بندر نے ایک بار پھر چیخ چیخ کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں ۔ ساتھ ہی وہ عمران کو باہر جانے کا اشارہ بھی کر رہا تھا ۔

"اب تم سے بات کرنے کے لئے توتا دزن کی خدمات حاصل کرنی

پڑیں گی ۔ مجھے تو تمہاری شاہی زبان سمجھ میں نہیں آتی" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"یہ کیسا بندر ہے صاحب ۔ اور آپ اسے کیپٹن کہہ رہے ہیں" سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔ وہ دروازے پر کھڑا حیرت سے بندر کو دیکھ رہا تھا ۔

"یہ ایک مشہور شکاری کا بندر ہے ۔ میرا خیال ہے کرنل رابرٹ کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے ۔ انہوں نے ہی شاید اسے یہاں بھیجا ہو گا ۔ لیکن حیرت ہے کہ آخر اسے فلیٹ کا کیسے علم ہو گیا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

بندر مسلسل اشاروں کے ساتھ ساتھ چیخ چیخ کئے جا رہا تھا ۔

"اچھا اچھا چلتا ہوں بھائی کپڑے تو پہن لوں ورنہ لوگ مجھے بھی تمہاری ہی قبیل کا سمجھ کر چڑیا گھر کے پنجرے میں بند کر دیں گے ۔ اور پھر وہاں مجھے بچوں کی پھینکی ہوئی مونگ پھلیوں پر ہی گزارا کرنا پڑے گا ۔ وہاں بھلا سلیمان کی مونگ کی دال کہاں سے ملے گی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا ۔

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے پینٹ بشرٹ پہن رکھی تھی ۔ ظاہر ہے سوٹ پہننے میں دیر لگتی اور بندر کی حالت اور اس کے اشارے اور بے چینی دیکھ کر وہ زیادہ دیر نہ کرنا چاہتا تھا ۔

"آؤ بھائی کیپٹن صاحب ـــــ دیکھیں کیا معاملہ ہے" ـــــ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بندر اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگا ۔ چند لمحوں بعد عمران بندر کو کار میں بٹھائے کرنل رابرٹ کی

" خیر مبارک خیر مبارک ــــــ تمہارے منہ میں گھی شکر اور سوری ۔ اس مہنگائی کے دور میں یہ تو سراسر فضول خرچی ہے ۔ تمہارے منہ میں سکرین کی گولیاں ۔ چنے والی سہی کوئی آئے تو سہی ۔ اس فلیٹ میں تو زندہ مرغی بھی آتے ہوئے گھبراتی ہے ۔ وہ بھی تو مؤنث ہے " ــــــ عمران نے ہانک لگائی ۔

دستک مسلسل جاری تھی ۔ سلیمان اب بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔ وہ ہمسائے کے بچوں کو کوس رہا تھا ۔ ظاہر ہے دستک کسی بچے کی تھی اور بچہ یقیناً کسی ہمسائے کا ہی ہو گا ورنہ اور کسی بچے کے یہاں آنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ۔

اُسی لمحے عمران کے کانوں میں کسی بندر کی مخصوص چیخ چیخ کی آواز سنائی دی ۔ یہ آواز سنتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ وہ یہ آواز پہچانتا تھا اور وہی ہوا ــــــ دوسرے لمحے کرنل رابرٹ کا سرخ کانوں والا بندر کپتان اس کے سامنے کھڑا تھا ۔ بندر کے جسم پر بھی زخموں کے نشانات تھے اور کہیں کہیں سے خون بھی رس رہا تھا ۔

بندر نے عمران کو دیکھتے ہی ایک بار پھر مخصوص انداز میں چیخ چیخ شروع کر دی ۔ لیکن عمران تو بندر کی بولی نہ جانتا تھا ۔

" ارے ــــــ تم یہاں کیسے پہنچ گئے کپتان صاحب ۔ یہ زخموں کے نشانات ۔ کرنل رابرٹ تو بخیریت ہیں " ــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

اور جواب میں بندر نے ایک بار پھر چیخ چیخ کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں ۔ ساتھ ہی وہ عمران کو باہر جانے کا اشارہ بھی کر رہا تھا ۔

" اب تم سے بات کرنے کے لئے تو تارزن کی خدمات حاصل کرنی

پڑیں گی ۔ مجھے تو تمہاری شاہی زبان سمجھ میں نہیں آتی " ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" یہ کیسا بندر ہے صاحب ۔ اور آپ اسے کپتان کہہ رہے ہیں " سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔ وہ دروازے پر کھڑا حیرت سے بندر کو دیکھ رہا تھا ۔

" یہ ایک مشہور شکاری کا بندر ہے ۔ میرا خیال ہے کرنل رابرٹ کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے ۔ انہوں نے ہی شاید اسے یہاں بھیجا ہو گا ۔ لیکن حیرت ہے کہ آخر اسے فلیٹ کا کیسے علم ہو گیا " ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

بندر مسلسل اشاروں کے ساتھ ساتھ چیخ چیخ کئے جا رہا تھا ۔

" اچھا اچھا چلتا ہوں بھائی کپڑے تو پہن لوں ورنہ لوگ مجھے بھی تمہاری ہی قبیل کا سمجھ کر چڑیا گھر کے پنجرے میں بند کر دیں گے ۔ اور پھر وہاں مجھے بچوں کی پھینکی ہوئی مونگ پھلیوں پر ہی گزارا کرنا پڑے گا ۔ وہاں بھلا سلیمان کی مونگ کی دال کہاں سے ملے گی " ــــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا ۔

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے پینٹ بشرٹ پہن رکھی تھی ۔ ظاہر ہے سوٹ پہننے میں دیر لگتی اور بندر کی حالت اور اس کے اشارے اور بے چینی دیکھ کر وہ زیادہ دیر نہ کرنا چاہتا تھا ۔

" آؤ بھائی کپتان صاحب ــــــ دیکھیں کیا معاملہ ہے " ــــــ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بندر اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگا ۔ چند لمحوں بعد عمران بندر کو کار میں بٹھائے کرنل رابرٹ کی

رہائش گاہ کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ بندر کچھ اشارے تو ضرور کر رہا تھا۔ لیکن عمران کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ ان اشاروں کو غور سے دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا ـــــ وہ تو بس کار دوڑائے جا رہا تھا۔ ویسے اتنا تو اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل رابرٹ کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل رابرٹ کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ اور وہاں پہنچتے ہی وہ وہاں کی صورت حال دیکھ کر حیران رہ گیا ـــــ برآمدے کے پاس ہی چیتے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس پر کسی ہیوی رائفل سے گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی تھی۔ اسی طرح راہداری کے سرے پر صحرائی بھیڑیئے کی لاش بھی اسی طرح گولیوں سے چھلنی پڑی نظر آ رہی تھی ـــــ بندر اس کی پتلون کا پائینچہ گھسیٹ کر اور تیز لہجے میں چیخ چیخ کرتا ہوا اُسے کمرے کی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا جب کمرے کے کھلے دروازے سے اندر گیا تو اس نے کمرے کا حال انتہائی ابتر دیکھا وہاں سازو سامان یوں بکھرا ہوا تھا جیسے وہاں زبردست جنگ ہوئی ہو ـــــ جگہ جگہ خون کے دھبے بھی موجود تھے۔ کمرے کی حالت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کرنل رابرٹ کو اغوا کیا گیا ہے۔ کیپٹن بندر اُسے کمرے میں چھوڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا ساتھ والے کمرے میں گیا ـــــ اور پھر جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک جلد شدہ موٹی سی کتاب تھی۔ عمران اس کتاب کو حیرت سے دیکھنے لگا۔ بندر نے جلدی سے کتاب کو فرش پر رکھ کر اُسے کھولا تو عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس میں خاص طور پر اے۔ بی۔ سی کے موٹے موٹے حروف کہیں سے کاٹ کر چپیاں کئے گئے تھے ـــــ اور آدھی کتاب میں مختلف انسانوں کی تصویریں۔ ریوالوروں۔ بندوقوں کی تصویریں اور

ساتھ ہی دنیا کا ایک ایسا نقشہ تھا جس میں ملکوں کے نام موٹے اور واضح کر کے دکھلائے گئے تھے۔

کیپٹن بندر نے جلدی سے کتاب کا وہ صفحہ کھولا جس میں دنیا کے نقشے میں ملکوں کے نام دیئے گئے تھے اور پھر اس نے نار اک لینڈ کے نام پر انگلی رکھ دی اور زور زور سے چیخ چیخ کرنے لگا۔

"اوہ اچھا ـــــ اس میں نار اک لینڈ ملوث ہے" ـــــ عمران نے بندر کی ذہانت پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

کیپٹن بندر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے دوسرا صفحہ کھولا اور اس میں ایک ریوالور۔ ایک سائیلنسر لگی آٹومیٹک گن کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس نے جلدی سے صفحے پلٹے اور ایک صفحے پر مختلف کاریں اور ان کے ماڈل تھے ـــــ بندر نے ان میں سے دو کاروں کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس نے اچھل اچھل کر ہوا میں ایسے ہاتھ پیر چلائے جیسے وہ جنگ لڑ رہا ہو۔ اس کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر گیا۔ اور پھر تیزی سے اٹھا اور اس نے زمین پر پڑی ہوئی کتاب کو یوں دونوں ہاتھوں سے اٹھایا جیسے کسی بے ہوش شخص کو اٹھا کر لے جا رہے ہوں۔

"گڈ ـــــ ویری گڈ کیپٹن ـــــ تم واقعی ذہانت میں کیپٹن ہو میں سمجھ گیا کہ نار اک لینڈ سے متعلق افراد کوٹھی پر آئے انہوں نے آٹومیٹک گن سے چیتے اور بھیڑیئے کو قتل کر دیا۔ کرنل رابرٹ نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے کرنل رابرٹ کو بے ہوش کیا اور اغوا کر کے لے گئے۔ یہی بات ہے ناں" ـــــ عمران نے کہا۔

ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"کیا مطلب ــــ کیسا پتہ" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
جس کے جواب میں ٹائیگر نے ڈریگن بار کے مارکر سے لے کر کرنل رابرٹ
تک اپنی ملاقات کا سارا قصہ مختصر الفاظ میں سنا دیا۔
"ہوں ــــ تو یہ تم تھے جس نے انہیں کرنل رابرٹ تک پہنچایا"
عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔
"باس میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ ان کے پاس کسی خزانے کا نقشہ
گا۔ لیکن کسی غیر ملک کے اس طرح ملوث ہونے کا تو مجھے خیال تک نہ
ویسے میں نے اپنے طور پر براؤن لاج کی نگرانی بھی کی ــــ اور میں نے وہا
ایک غیر ملکی کو بھی جاتے دیکھا۔ لیکن وہ غیر ملکی کرنل رابرٹ سے مل کر واپس
چلا گیا۔ میں نے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ اور اس کی
بیوی مسٹر اینڈ مسز لانسر کے نام سے ہوٹل سلکی وے کی چوتھی منزل کے
سوٹ نمبر اکیس میں رہائش پذیر ہے ــــ میں نے آدھی رات تک نو
براؤن لاج کی نگرانی کی لیکن وہاں کوئی شخص بھی نہ آیا تو میں اس معاملے کو
ترک کر کے واپس چلا آیا" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔
"ہوں ٹھیک ہے۔ اسی لانسر نے شاید اب سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے
یہ واردات کی ہے۔ اس نے آٹومیٹک سائیلنسر لگی گن سے محافظ چیف
اور صحرائی بھیڑیئے کو مار ڈالا ــــ کرنل رابرٹ نے ان کا مقابلہ تو کرنے
کی کوشش کی لیکن وہ ان کے ہتھے چڑھ گئے اور پھر وہ انہیں نارا ک لینڈ
کے سفارت خانے پہنچا کر خود ہوٹل واپس آ گئے ہیں۔ نارا ک لینڈ کے
سفارت خانے کے براہِ راست ملوث ہونے سے ظاہر ہوتا ہے۔

صورت حال زیادہ سنجیدہ ہے۔ بہرحال تم فوراً سفارت خانے سے کرنل
رابرٹ کے متعلق رپورٹ حاصل کرو۔ میں ہوٹل میں اس لانسر کو چیک
کرتا ہوں" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
"ویسے سر آپ کو ان سارے حالات کا علم کیسے ہو گیا"
ٹائیگر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
"تم حالات کو چھوڑو۔ فوراً سفارت خانے پہنچو" ــــ عمران نے کرخت
لہجے میں کہا اور ہاتھ اٹھا کر کریڈل دبا دیا۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ جب کہ
[illegible]تان سند بھی اس کے ساتھ فون بوتھ میں خاموش کھڑا تھا۔ وہ عمران کو
سے فون کرتے دیکھ رہا تھا۔
عمران نے دوبارہ سکے ڈالے اور پھر اس نے ہوٹل سلکی وے کے
نمبر گھما دیئے۔ یہ نمبر اس نے ہوٹل کے جہازی سائز نیون سائن پر کمپاؤنڈ
میں داخل ہوتے ہی دیکھ لئے تھے۔
"یس ــــ ہوٹل سلکی وے" ــــ چند لمحے بعد لیڈی آپریٹر کی
مترنم آواز سنائی دی۔
"سوٹ نمبر اکیس فورتھ سٹوری مسٹر لانسر سے بات کرا دیں۔ میں پرنس
بول رہا ہوں" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"مسٹر لانسر ــــ اوہ سوری سر ــــ وہ ابھی آدھا گھنٹہ قبل سوٹ
چھوڑ کر اپنی مسز کے ہمراہ چلے گئے ہیں" ــــ دوسری طرف سے
آپریٹر نے جواب دیا۔
"اچھا ــــ ان کا تو ابھی یہاں رہنے کا ارادہ تھا پھر اچانک کہاں
چلے گئے" ــــ عمران نے جان بوجھ کر چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بس ان کا اچانک پروگرام بن گیا سر ——— وہ یہاں سے سیدھے ایئرپورٹ گئے ہیں۔ انہوں نے شاید ایجنسی میں ٹکٹیں بنوائی ہوں گی" لیڈی آپریٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ تھینک یو" ——— عمران نے جلدی سے کہا۔ اور رسیور ہک سے لٹکا دیا۔

"چلو کیپٹان تمہارا مجرم ایئرپورٹ گیا ہے۔ اُسے وہیں گھیر لیتے ہیں۔" عمران نے کیپٹان بندر سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹان نے مسرت بھرے انداز میں چیخ چیخ کی اور عمران سے پہلے بوتھ کا دروازہ کھول کر پارکنگ کی طرف بھاگ پڑا۔

لانسر اور فیلیا دونوں بڑے مطمئن اور مسرور انداز میں ایئرپورٹ کے مخصوص لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ مشن تو انتہائی آسان رہا" ——— فیلیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— پہلے پہل تو انتہائی مشکل نظر آرہا تھا۔ لیکن جیسے ہی کرنل کا پتہ چلا پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا۔ ابھی سفارت خانے والے تابوت لے کر آجائیں گے۔ اور پھر ہم مع تابوت ناراک لینڈ کو پرواز کر جائیں گے" لانسر نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"ہماری ٹکٹوں کا انتظام بھی سفارت خانے نے کیا ہوگا" ——— فیلیا نے پوچھا۔

"ظاہر ہے ——— ورنہ اتنی جلدی ٹکٹیں کیسے مل جاتیں۔ ویسے سیکنڈ سیکرٹری بتا رہا تھا کہ آج خاصی ٹکٹیں دستیاب تھیں انہوں نے تابوت کی بکنگ کا بھی انتظام کر لیا ہے" ——— لانسر نے سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا۔

"تم بتا رہے تھے کہ کرنل رابرٹ نے خاصا مقابلہ کیا اور زخمی بھی ہوگیا
ایسا نہ ہو کہ تابوت میں ہی ختم ہو جائے "—— فیلیا نے سنجیدہ ہو کر
پوچھا۔

"اس بوڑھے میں توقع کے خلاف بڑی طاقت تھی لیکن ظاہر ہے وہ
مجھ سے تو باہر نہ ہو سکتا تھا۔ اور اتنا زیادہ زخمی بھی نہیں ہے کہ اس
مر جانے کا خطرہ ہو۔ سفارت خانے میں اس کی بینڈیج وغیرہ کر دی گئی
گی "—— لانسر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فیلیا کوئی جواب دیتی ایک تابوت اندر
آیا گیا اور لاؤنج میں موجود سب مسافر تابوت کو دیکھ کر بُری طرح چونک
پڑے۔ جب کہ لانسر کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

اور پھر چند لمحوں بعد تابوت کو کھول کر چیک کر لیا گیا۔ زیادہ تفصیل
چیکنگ اس لئے نہ کی گئی کہ بہر حال اس میں لاش موجود تھی اور آلات
نے تابوت میں کسی اسلحے کی بھی نشاندہی نہ کی تھی —— پھر مسئلہ ایک غیر
سفارت خانے کا بھی تھا۔ اس لئے رسمی چیکنگ کے بعد تابوت کو جہا
طرف ارسال کر دیا گیا۔ اور پھر مسافروں کو بھی جہاز کی طرف روانگی کی اط
دی گئی۔ اور لانسر اور فیلیا اٹھ کر جہاز کی طرف جانے والے راستے
طرف بڑھ گئے —— چیکنگ وغیرہ کے مراحل سے وہ پہلے ہی گزر
تھے اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے اس ویگن کی طرف بڑھ گئے
مسافروں کو لے کر جہاز تک پہنچاتی تھی۔ اور پھر جب سب مسافر ویگن
سوار ہو گئے تو ویگن جہاز کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد لانسر اور فیلیا دونوں جہاز میں اپنی اپنی نشستیں سنبھال
چکے تھے وہ فرسٹ کلاس کیبن میں ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کیبن
میں چند ہی مسافر تھے —— زیادہ تر نشستیں خالی تھیں۔ البتہ اکانومی کلاس
میں خاصا رش تھا۔ لانسر نے سائیڈ میں رکھے ہوئے رسائل میں سے
ایک رسالہ کھینچا اور پھر اُسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ فیلیا نے
اپنا ہینڈ بیگ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا آئینہ نکالا اور اپنا میک اپ
چیک کرنے لگی —— اُسے چونکہ ہنگامی طور پر ہوٹل سے نکلنا پڑا تھا۔ اس
لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو کر میک اپ نہ کر سکی تھی۔

لانسر رسالے کی تصویروں میں گم تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں
بندر کی مخصوص چیخ چیخ سنائی دی اور لانسر بُری طرح چونک پڑا۔ اُسی لمحے
اس نے کرنل رابرٹ کے مخصوص بندر کو تیزی سے اپنے اوپر جھپٹتے دیکھا۔
فیلیا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ بندر بے حد مشتعل تھا۔

"اوہو —— اتنی بھی جلدی اچھی نہیں کپتان "—— اچانک قریب
سے آواز سنائی دی۔ اور لانسر جو کپتان بندر کو ہٹانے کے لئے اُسے
تھپڑ مارنے کی کوشش کر رہا تھا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے محترم لانسر صاحب "—— نوجوان
جس نے بندر کو روکا تھا۔ سامنے آ گیا۔

"ہو گا —— لیکن یہ بندر اندر کیسے آیا کہاں ہے کپتان اور سٹیورڈ۔
یہ کیا مذاق ہے "—— لانسر نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"بس بس اب اتنی بھی مشتعل مزاجی اچھی نہیں ہوتی۔ اور دوسری بات یہ
کہ آپ دونوں کی ٹکٹیں کینسل ہو چکی ہیں۔ اور تابوت کو بھی جہاز سے اتار لیا

گیا ہے۔ اس لیے آپ برائے کرم نیچے تشریف لائیں ۔۔۔ نوجوان جس
نے اپنا نام پرنس بتایا تھا بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے
پر حماقتیں جلوہ گر تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی معصوم سا بچہ ہو۔
لیکن لانسر نے اس کی آنکھوں میں ایسی چمک دیکھی تھی کہ اس نے دانت
بھینچ لیے۔

"لیکن کیوں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ لانسر نے اس بار قدرے ڈھیلے
لہجے میں کہا۔ اب اتنی سی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا راز فاش ہو چکا
لیکن ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے اسے تسلیم کیسے کر سکتا تھا۔

"تابوت میں لاش کی بجائے دنیا کے مشہور شکاری کرنل رابرٹ کو
بے ہوشی کے عالم میں رکھا گیا تھا اور آپ انہیں غیر قانونی طور پر اغوا کر کے
لے جا رہے تھے" ۔۔۔ پرنس نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میرا کسی تابوت سے کوئی تعلق نہیں۔ سمجھے۔ بلاؤ کیپٹن کو بلاؤ"
لانسر نے چمک کر کہا۔ اسی لمحے کیپٹن اور دو سٹیورڈ بھی وہاں پہنچ گئے۔

"مسٹر لانسر ۔۔۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی ٹکٹیں کینسل ہو چکی ہیں
اور ایسا یہاں کے اعلیٰ ترین حکام کے احکامات کے تحت کیا گیا ہے۔ آپ
نیچے تشریف لے جائیں" ۔۔۔ کیپٹن نے سرد لہجے میں کہا۔

"اور مسٹر لانسر تابوت کو آپ کے نام پر بک نہیں ہوا تھا۔ لیکن کرنل
رابرٹ کو سفارت خانے تک پہنچانے والے آپ تھے۔ اور سب سے
ثبوت یہ بندر ہے۔ جسے اگر آپ چیتے اور بھیڑیئے کے ساتھ گولی مار
تو یقیناً اس وقت پرواز سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے" ۔۔۔ پرنس
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جہاز میں سیکورٹی گارڈ کے تین مسلح افراد داخل ہوئے اور
انہوں نے لانسر اور فیلیا کے گرد ریوالور تان لیے۔

"چلیں نیچے ۔۔۔ ورنہ ہم آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں گے"
ایک گارڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ مسٹر لانسر بڑے معزز آدمی ہیں"
پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اعلیٰ حکام نے ان کی فوری گرفتاری کا حکم دیا ہے۔ اور اگر انہوں
نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر ہمیں ایسا ہی کرنا ہو گا"
اسی گارڈ نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"چلیں ۔۔۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں سفارت خانے کے ذریعے
تمہارے اعلیٰ حکام کو دیکھ لوں گا۔ چلو فیلیا یہ نجانے کیا مصیبت گلے آن
پڑی ہے" ۔۔۔ لانسر نے فیلیا کا بازو پکڑ کر اسے دروازے کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ پاگل ہو گئے ہیں لانسر ۔۔۔ کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں جسے
چاہا بغیر کسی وجہ کے گرفتار کر لیا" ۔۔۔ فیلیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے
انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ لانسر نے صرف ہونٹ بھینچنے پر ہی اکتفا کیا۔ اور
فیلیا کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر وہ اس کا بازو پکڑے سیکورٹی گارڈز
کے ساتھ چلتا ہوا جہاز سے نیچے اتر آیا ۔۔۔ عمران اور بندر کیپتان گارڈز
کے پیچھے تھے۔ جہاز میں موجود ہر مسافر بڑی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے
تھے۔ لیکن کسی نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ وہ شاید محتاط رہنا چاہتے تھے۔ کہ کہیں
انہیں بھی مجرم کا ساتھی نہ سمجھ لیا جائے۔

جہاز سے نیچے اتر کر لانسر اور فیلیا کو ایک جیپ میں سوار کیا گیا۔ پرنس اور اس کا بندر دوسری وین پر چلے گئے۔ البتہ لانسر والی وین میں دو مسلح افراد اس کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ جب کہ ایک نے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔ اور وین تیزی سے ٹرمینل کی طرف بھاگنے لگی۔

"آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے" ——— اچانک لانسر نے پاس بیٹھے مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو" ——— گارڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا جیسے اڑ کر جیپ کے نیچے جا گرا ہو۔ لانسر نے انتہائی برق رفتاری سے اس کا بازو پکڑ کر اسے زور سے جیپ کے پچھلے کھلے حصے کی طرف اچھال دیا تھا ——— اور عین اسی لمحے فیلیا نے دوسرے گارڈ پر حملہ کیا۔ دوسرے گارڈ نے تیزی سے جھکائی دے کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر لانسر کا بازو تیزی سے گھوما اور دوسرا گارڈ چیختا ہوا جیپ کے فرش پر منہ کے بل گرا۔ ڈرائیور نے ان چیخوں سے گھبرا کر یک لخت جیپ کو پوری قوت سے بریک لگائے ہی تھے کہ لانسر جیسے اڑتا ہوا اس سے ٹکرایا ——— اور ڈرائیور جو جیپ روک کر اب مڑ کر پیچھے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ کے دروازے سے باہر جا گرا۔ اور لانسر نے حیرت انگیز پھرتی سے جیپ کا کنٹرول سنبھال لیا ——— ادھر فیلیا نے دوسرے گارڈ کے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اچھل کر اپنی لات اس کی کنپٹی پر ماری اور گارڈ سینڈل کی نوک والی ایڑی کی ایک ہی مخصوص ضرب کھا کر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس کی کنپٹی پر سوراخ ہو گیا تھا جس میں سے خون اور اس کے ساتھ لیس دار مادہ نکلنے لگا تھا۔

لانسر نے جیپ کا کنٹرول سنبھالتے ہی ایک جھٹکے سے جیپ کو آگے بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے وہ اسے انتہائی رفتار سے دوڑاتا ہوا ٹرمینل کی سائیڈ میں آؤٹ گیٹ کی طرف لے جاتا گیا ——— فیلیا نے اب گارڈ کا ریوالور سنبھال کر پچھلے حصے میں نشست سنبھال لی تھی۔

یہ سب کچھ اتنے اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ کوئی جب تک اس بدلی ہوئی سچوئشن کو اچھی طرح سمجھتا جیپ آؤٹ گیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ گیٹ بند تھا۔ لیکن لانسر نے جیپ روکنے کا تکلف کئے بغیر سیدھا اسے بڑھائے لئے گیا ——— دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے بھاری اور بڑی جیپ لوہے کے پھاٹک سے پوری رفتار سے ٹکرائی اور پھاٹک کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ آؤٹ گیٹ سامان لے جانے اور لے آنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی سڑک ایئر پورٹ کے ایریے سے باہر ہو کر نکل جاتی تھی ——— لانسر نے اس قدر پھرتی اور مہارت سے یہ کام کیا تھا کہ جب تک وہ پھاٹک کو توڑ کر باہر نکلا تو اس وقت تک اس پر ایک گولی بھی کسی طرف سے نہ چلائی جا سکی۔ لیکن لانسر جانتا تھا کہ ایئر پورٹ سیکورٹی گارڈ کے علاوہ شہر کی پولیس بھی اس کا تعاقب کرے گی اس لئے وہ انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

"دو جیپیں ہمارے تعاقب میں آ رہی ہیں" ——— اچانک پیچھے بیٹھی ہوئی فیلیا نے کہا۔

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ تم تیار رہو۔ میں اچانک کسی جگہ اسے روک دوں گا" ——— لانسر نے کہا۔ اور پھر واقعی جیسے ہی ایک موڑ آیا۔ لانسر نے انتہائی پھرتی سے جیپ کو موڑ کاٹ کر ایک سائیڈ پر روکا اور دوسرے

لمحے وہ اچھل کر نیچے آیا۔ فیلیا بھی نیچے کود چکی تھی۔ اور وہ دونوں جنگلی خرگوشوں کی طرح دوڑتے ہوئے سائیڈ کی ایک کمرشل عمارت کے اندر داخل ہو گئے یہ گودام نما عمارت تھی۔ لانسر دوڑتا ہوا تیزی سے اس کی عقبی سمت میں چلا گیا ـــــ ادھر ایک پرائیویٹ سڑک تھی جو شاید ایئرپورٹ کے بڑے کارگو گوداموں کی طرف جاتی تھی۔

"آؤ فیلیا" ـــــ لانسر نے پیچھے مڑے بغیر کہا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا وہ ایک عمارت سے دوسری اور دوسری سے تیسری عمارت میں داخل ہوتے اور آگے بڑھتے گئے۔ ابھی چونکہ دفتر کھلنے کا وقت نہ ہوا تھا۔ اس لئے ادھر کوئی آدمی موجود نہ تھا ـــــ اور پھر ایک عمارت کے برآمدے کے سامنے ایک کار کھڑی نظر آئی تو لانسر تیزی سے اس کار کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے برآمدے سے ایک نوجوان ہاتھ میں چابیوں کا رِنگ گھماتا کار کی طرف بڑھا ـــــ اس نے جب لانسر اور فیلیا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ کار کا آدھا دروازہ کھولتے ہوئے رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ جیسے ان دونوں کی یہاں موجودگی کی اُسے توقع نہ تھی۔

"یہ تو پرائیویٹ علاقہ ہے۔ آپ ادھر کیسے آ گئے" ـــــ نوجوان نے لانسر کے قریب آنے پر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں کوئی چیک پوسٹ تو نہیں ہے۔ پھر یہ پرائیویٹ علاقہ کیسے ہو گیا" ـــــ لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ سارے گودام غیر ملکی کمپنیوں کی ملکیت ہے۔ اس لئے یہاں غیر ضروری آدمی کے آنے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ شاید اسی لئے کمپنی نے

کسی چیک پوسٹ کے تکلف کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ لیکن آپ" نوجوان نے کہا۔

"مجھے یہ کار چاہیئے" ـــــ لانسر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان کی جواب میں زبان ہلتی۔ لانسر کا ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور نوجوان کی کنپٹی پر ایک زوردار پٹاخہ چھوٹا اور وہ یوں اچھل کر پشت کے بل سڑک پر گرا جیسے کوئی بچہ کسی کھلونے کو اچھال دیتا ہے ـــــ چابیوں کا رِنگ اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ لانسر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر نوجوان کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور پھر اُسے تیزی سے اندر برآمدے میں اچھال دیا۔ نوجوان ایک دھماکے سے برآمدے میں جا گرا ـــــ وہ پہلی ہی ضرب سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور اب تو ظاہر ہے۔ سر کے فرش سے پوری قوت سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کی بے ہوشی اور بھی گہری ہو گئی ہو گی۔ فیلیا نے دوڑ کر چابیوں کا رِنگ اٹھا لیا ـــــ اور چند لمحوں بعد دونوں کار میں بیٹھے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس لئے وہ باہر سے تو نظر نہ آ سکتے تھے۔ البتہ اندر سے وہ سب کچھ آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ لانسر کار کو بیک لے جانے کی بجائے اُسی سڑک پر آگے بڑھائے لئے گیا اور پھر کافی دور آگے آ کر وہ ایک اور سڑک پر جا پہنچا ـــــ یہ سڑک گھوم کر اور طویل چکر کاٹ کر واپس شہر کی مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ اب دفتروں میں کام کرنے والے لوگ آنے جانے لگے تھے اس لئے سڑک پر خاصا رش ہونے لگ گیا تھا ـــــ لانسر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر جیسے ہی کار شہر کی مین روڈ کے قریب پہنچی لانسر نے کار ایک سائیڈ میں تنگ سی

گلی میں موڑ کر روک دی۔

" آؤ فیلیا" ___ لانسر نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد دونوں پیدل چلتے ہوئے مین مارکیٹ کے رش میں شامل ہو گئے۔ لانسر نے سب سے پہلے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے جا کر میک اپ کا مختلف سامان خریدا ___ رقم اس کی جیبوں میں خاصی موجود تھی اس لئے اُسے کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس وقت میک اپ کا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ پولیس سارے شہر میں انہیں ڈھونڈھتی پھر رہی ہو گی ___ پھر ایک ریڈی میڈ ملبوسات کی دکان سے اس نے فیلیا اور اپنے لئے دو جوڑے خریدے۔ اور اس کے بعد وہ ایک کیفے کے برآمدے میں داخل ہوتے جہاں سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم نظر آ رہے تھے۔

" میں لباس بدل کر اور میک اپ کر کے باہر آؤں تو تم چلی جانا" لانسر نے فیلیا سے کہا۔ اور فیلیا سر ہلاتی ہوئی یوں آگے بڑھ گئی جیسے وہ لانسر کی واقف بھی نہ ہو۔

لانسر ایک باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے شاپنگ بیگ میں سے ریڈی میڈ سوٹ نکالا۔ اپنا سوٹ اتار کر اس نے نیا سوٹ پہن لیا جو ڈیزائن اور کلر کے لحاظ سے پہلے سے یکسر مختلف تھا۔ اس کے بعد پرانے سوٹ کی جیبوں سے اس نے سارا سامان نئے سوٹ کی جیبوں میں منتقل کر دیا ___ اور پھر اس نے اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ جسم سے اتارا ہوا سوٹ شاپنگ بیگ میں ڈالے باتھ روم سے باہر نکل کر سڑک پر آیا تو وہ یکسر بدل چکا تھا۔

ڈیپارٹمنٹل سٹور سے خریدی ہوئی جدید ڈیزائن کی گاگل اس کی آنکھوں پر چڑھی ہوئی تھی۔ وہ اب فیلیا کو دیکھ رہا تھا اور پھر اُسے دور سے فیلیا واپس آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ شاید اسی طرح ٹہلتی ہوئی کافی آگے جا کر مڑی تھی۔

"فیلیا ___ اب تم جا کر لباس اور میک اپ بدل لو" ___ فیلیا کے قریب آنے پر لانسر نے دبے لہجے میں کہا اور فیلیا اس کی آواز سن کر چونک پڑی۔ وہ شاید اُسے پہچان نہ سکی تھی۔

" اوہ ___ تم واقعی بالکل بدل گئے ہو۔ میک اپ باکس کہاں ہے" فیلیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور لانسر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک ڈبہ اُسے تھما دیا اور خود وہ آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک گلی میں رکھے ہوئے کوڑے کے ڈرم میں اس نے پرانا سوٹ جو شاپنگ بیگ میں بند تھا پھینک دیا ___ اس کے بعد وہ واپس مڑا۔ اور فیلیا کے سے انداز میں ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب وہ اس لحاظ سے تو مطمئن ہو چکا تھا کہ پولیس اُسے فوری طور پر چیک نہیں کر سکتی ___ لیکن اب دوسرا مسئلہ تھا فوری طور پر کوئی مناسب رہائش تلاش کرنے کا۔ چونکہ اس کے کاغذات وغیرہ اب اس کے لئے بے کار ہو چکے تھے۔ اور ہوٹلوں میں غیر ملکیوں کو کاغذات کے بغیر نہ ٹھہرایا جاتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ بہرحال پولیس اُسے ہوٹلوں میں بھی تلاش کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ چاہتا تھا ___ اس کا بیگ اور دوسرا سامان تو جہاز میں ہی رہ گیا تھا۔ گو اس نے احتیاط کے تقاضوں کے تحت وہ دونوں فائلیں جو چیف نے اُسے دی تھیں جن میں سے ایک

کرنل رابرٹ سے متعلق تھی جب کہ دوسری ایسے پتوں پر مشتمل تھی جن سے وہ تعلق پیدا کر سکتا تھا۔ اس نے ہوٹل چھوڑنے سے پہلے ہی جلا دی تھیں، تاکہ ایئرپورٹ پر سامان کی چیکنگ کے دوران وہ کسی کی نظروں میں نہ آ سکیں ——— لیکن اس کے ذہن میں وہ تمام پتے موجود تھے۔ رقم اس نے جیب میں ڈالی ہوئی تھی جو اتنی تو ضرور تھی کہ اس سے وہ ایک ہفتہ تک گزارا کر سکے۔ لیکن ظاہر ہے اب معاملہ بہت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس کا مشن عین آخری مرحلے میں خراب ہوا تھا ——— وہ اس بارے میں سوچنا ضرور چاہتا تھا لیکن کہیں اطمینان کی جگہ پر بیٹھ کر۔ تھوڑی دیر بعد جب فیلیا باہر آئی تو اس نے اُسے نئے لباس کی وجہ سے پہچان لیا ورنہ فیلیا نے اپنے بالوں کا انداز اور چہرے کا میک اپ خاصا بدل رکھا تھا ——— فیلیا کے ہاتھ میں بھی شاپنگ بیگ تھا جس میں یقیناً اس کا پرانا لباس ہو گا۔ لانسر نے اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ فیلیا کو لے کر اُسی گلی میں گھس گیا۔ جہاں اس نے کوڑے کے ڈرم میں اپنا پرانا لباس پھینکا تھا۔ فیلیا کا پرانا لباس بھی اس میں پھینک کر وہ دونوں واپس سڑک پر آ گئے اور پھر انہوں نے جلد ہی ایک خالی ٹیکسی تلاش کر لی۔

"گولڈن کلب لے چلو" ——— لانسر نے اندر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

عمران جب ہوٹل سلکی وے سے ایئرپورٹ پہنچا تو اُسے بتایا گیا کہ مسافر نارک لینڈ جانے والے جہاز میں سوار ہو رہے ہیں۔ اور جہاز دس منٹ بعد پرواز کرنے والا ہے ——— عمران نے فوری طور پر اپنی جیب میں پڑے ہوئے انسپکٹر انٹیلی جنس کے کارڈ کا فائدہ حاصل کیا اور اُسے مسافروں کی لسٹ دکھا دی گئی۔ اور جب اس نے لسٹ میں مسٹر اینڈ مسز لانسر کے نام دیکھے تو صورت حال اس پر واضح ہو گئی۔

"کیا کوئی بیمار یا زخمی شخص بھی اس طیارے سے جا رہا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"نو سر ——— ایسا تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ ایک ڈیڈ باڈی ضرور جا رہی ہے" ——— آفیسر نے جواب دیا۔

"ڈیڈ باڈی ——— کس نے بک کرائی ہے" ——— عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جناب ناراک لینڈ کے سفارت خانے کا کوئی ملازم فوت ہو گیا ہے
اس کا تابوت بک کرایا گیا ہے۔ سفارت خانے کے آفیسران اسے بک
کرا گئے ہیں" ۔۔۔ آفیسر نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ ٹیلی فون دیجئے جلدی ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے
بڑے بے چین لہجے میں کہا اور آفیسر نے بوکھلا کر ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر
عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"سر کیا ہو گیا" ۔۔۔ آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن
عمران نے انتہائی پھرتی سے بلیک زیرو کے نمبر گھمائے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی
آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔ سول ایئر پورٹ سے ایک طیارہ دس منٹ
بعد ناراک لینڈ جا رہا ہے۔ اس میں ایک آدمی لانسر اور اس کی بیوی سفر
کر رہے ہیں۔ اور ناراک لینڈ کے سفارت خانے کی طرف سے ایک تابوت
بھی طیارے میں بک کرایا گیا ہے ۔۔۔ ایئر پورٹ چیف آفیسر کو فوری حکم
دیں کہ وہ لانسر اور اس کی بیوی کے ساتھ ساتھ تابوت کو بھی اتار دے۔
فوراً۔ میں ٹرانزٹ لاؤنج میں موجود ہوں" ۔۔۔ عمران نے بے چین لہجے
میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ آپ کس سے بات کر رہے تھے جناب" ۔۔۔ آفیسر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ خاموش رہیں یہ خفیہ معاملات ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسے
بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا اور آفیسر منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ تقریباً چار

منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو آفیسر نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو آفیسر۔ آپ کے پاس عمران صاحب موجود ہوں گے"
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس ۔۔۔ انسپکٹر انٹیلی جنس ہیں۔ انہوں نے مسافروں کی
لسٹ چیک کی ہے۔ پرواز اے۔ سی۔ ون۔ زیرو زیرو تھری کے مسافروں
کی" ۔۔۔ آفیسر شاید ضرورت سے زیادہ ہی باتونی تھا۔

"سنو ۔۔۔ ان کا حکم اس طرح مانا جائے جیسے کہ میرا۔ چاہے وہ
جہاز کی پرواز ہی کیوں نہ کینسل کر دیں۔ اور فوری اور مکمل طور پر ان کے
حکم کی تعمیل کی جائے" ۔۔۔ دوسری طرف سے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ آفیسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے اس
کھیل کی شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر انٹیلی جنس کے ایک انسپکٹر کے متعلق
ایسا حکم کیوں دیا جا رہا ہے۔

"جی فرمائیے جناب ۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی" ۔۔۔ آفیسر نے
رسیور رکھ کر قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر لانسر اور ان کی مسز کی ٹکٹیں کینسل کر دو۔ تابوت کو فوراً
واپس اتار دو۔ جلدی کرو۔ اٹ از ایمرجنسی۔ اور سنو۔ یہ انتہائی
اہم ملکی مسئلہ ہے ۔۔۔ اس مسئلے کی بھنک پڑتے ہی صدر مملکت بھی
ننگے پیر دوڑتے ہوئے یہاں آ سکتے ہیں سمجھے۔ اس لئے وقت ضائع
مت کرو" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا جناب میں سمجھ گیا" ۔۔۔ آفیسر کے لئے شاید صدر مملکت
والی مثال کافی ثابت ہوئی تھی۔ اس نے فوری طور پر انٹرکام کا رسیور

اٹھایا اور پھر تیزی سے احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں
بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔
"تابوت اتارنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں اور مسٹر لارڈ
اور ان کی بیگم کی ٹکٹیں بھی کینسل کر دی گئی ہیں۔ مزید کیا کرنا ہے"
آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"جہاز کو اس وقت تک روکو جب تک تابوت یہاں واپس نہیں
پہنچ جاتا"۔۔۔ عمران نے کہا اور آفیسر نے انٹرکام پر احکامات
دینے شروع کر دیئے جب کہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایک
بار پھر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔
"ایکسٹو"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی
دی۔
"عمران بول رہا ہوں۔ ممبرز کو ایئرپورٹ پر بڑی ویگن سمیت بھیج
دیں۔ میں وہاں موجود ہوں۔ ایک تابوت وہ یہاں سے لے کر فوراً
سپیشل ہسپتال پہنچا دیں گے۔۔۔ وہاں ڈاکٹر کو کہہ دینا کہ تابوت میں
کرنل رابرٹ کو فوری طور پر چیک کرے اور ان کی صحت اور حفاظت کا
خیال رکھے۔ میں بعد میں آکر باقی کام سنبھال لوں گا"۔۔۔ عمران
نے کہا۔ اور مزید کچھ سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ دراصل ایئرپورٹ آفیسر
کے سامنے وہ کھل کر بات نہ کرنا چاہتا تھا۔
اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہی تابوت جہاز سے اتار کر واپس لے
آیا گیا۔ عمران نے اس کی سیل کھولنے کے لئے کہا۔ وہ دراصل
چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی اس میں کرنل رابرٹ کو ہی بھیجا جا رہا ہے

یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ آیا کرنل رابرٹ زندہ ہیں یا مردہ۔ سیل کھلنے
کے بعد عمران نے تابوت کا ڈھکن اٹھایا۔ تو ایک لمحے کے لئے وہ تابوت
میں موجود لاش کی شکل دیکھ کر چونک پڑا۔۔۔ کیونکہ وہ کرنل رابرٹ کی شکل
نہ تھی مگر دوسرے ہی لمحے کیپٹن بندر کی زوردار چیخ سنائی دی وہ اچھل
کر تابوت پر چڑھ گیا تھا۔
"اوہ۔۔۔ تو یہ کرنل رابرٹ ہیں ان پر میک اپ کر دیا گیا ہے"
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے ان کے سینے پر موجود کمبل نما
گدے کو ہٹایا تو پتہ چلا کہ اندر بڑے عجیب انداز میں پیکنگ کی گئی تھی۔
اندر جدید انداز کے آکسیجن سلنڈر رکھے گئے تھے۔۔۔ جن میں سے نکلنے
والی مختلف نلکیاں ایک نلکی میں جمع کر دی گئی تھیں اور اس نلکی کو کرنل
رابرٹ کی گردن کے نچلے حصے میں باقاعدہ آپریشن کر کے اندر سانس کی
نالی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا۔۔۔ یہ نلکیاں اور سلنڈر سب کچھ فوم نما
موٹے کمبل کے نیچے چھپا دی گئی تھیں۔ اس طرح کرنل رابرٹ کا صرف
چہرہ ننگا رکھا گیا تھا۔ جس پر ایسا میک اپ کیا گیا تھا کہ نہ صرف ان کی
شکل بدل گئی تھی بلکہ وہ بظاہر مردہ ہی لگ رہے تھے۔ بڑے ماہرانہ
انداز میں سارا کام کیا گیا تھا۔۔۔ ان نلکیوں سے بہرحال یہ ظاہر تھا۔ کہ
کرنل رابرٹ زندہ ہیں۔ کیپٹن بندر بری طرح چیخ چیخ کر رہا تھا اور دفتر
کے دوسرے لوگ بھی حیرت سے اس عجیب و غریب لاش کو دیکھ
رہے تھے۔
"گھبراؤ نہیں کیپٹن۔ کرنل زندہ ہیں"۔۔۔ عمران نے کیپٹن بندر
کو تھپکتے ہوئے کہا اور کیپٹن بندر نے چیخ بند کر دی اور مطمئن انداز

یں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔
اُسی لمحے صفدر۔ کیپٹن شکیل ایئرپورٹ میں داخل ہوئے۔
" ادھر آجاؤ "۔۔۔ عمران نے انہیں دیکھتے ہی آواز لگائی۔ اور و
دونوں بھی وہاں پہنچ گئے۔
" کیا مسئلہ ہے عمران صاحب "۔۔۔ صفدر نے قریب آکر پوچھا
ظاہر ہے جب بلیک زیرو کو کسی بات کی تفصیل کا علم نہ تھا تو ان کو اس
نے کیا بتانا تھا۔
" یہ تابوت سپیشل ہسپتال پہنچا دو احتیاط سے۔ اس میں ایک زند
آدمی ہے۔ جلدی پلیز "۔۔۔ عمران نے خلاف توقع سنجیدہ لہجے میں
" ٹھیک ہے "۔۔۔ عمران کی سنجیدگی کو دیکھ کر وہ دونوں بھی سنجید
ہو گئے۔ اور پھر آفیسر کے کہنے پر پورٹرز نے تابوت باہر موجود بڑی
ویگن تک پہنچا دیا۔
" آؤ بھئی کیپتان۔ اب لانسر اور اس کی بیگم سے مل لیں "۔۔۔ عمران
نے بندر سے کہا اور بندر نے سر ہلا دیا۔
" سر انہیں گرفتار کرنا ہے یا جہاز سے صرف نیچے اتار دینا ہے "
آفیسر نے کہا۔
" فی الحال باقاعدہ گرفتاری کی ضرورت تو نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی
اور روپ میں ہوں۔ پہلے میں اور بندر جہاز میں جائیں گے۔ بعد میں آپ
سیکورٹی گارڈز وہاں بھیج دیں۔ جو انہیں لے کر یہاں ایئرپورٹ آئیں
گے۔۔۔ اور پھر یہاں سے آپ انہیں معذرت کر کے بھجوا دیں۔ باقی
کام ہم سنبھال لیں گے "۔۔۔ عمران نے کہا اور آفیسر نے سر ہلا دیا۔

چونکہ تابوت سے براہِ راست لانسر کا تعلق قانونی طور پر ثابت نہ ہوتا تھا۔
اور پھر ابھی اس واردات کا اصل مقصد بھی سامنے نہ تھا۔ اس لئے عمران
نے یہی سوچا تھا کہ وہ لانسر کا تعاقب کرے گا۔۔۔ اور پھر اس کی نگرانی
کر کے معلوم کرے گا کہ وہ کون ہے اور اس ساری واردات کا اصل مقصد
کیا ہو سکتا ہے۔
کار انہیں مہیا کر دی گئی اور تھوڑی دیر بعد عمران اور کیپتان بندر
جہاز میں پہنچ گئے۔ عمران جانتا تھا کہ بندر اپنی مخصوص حس کی وجہ سے
لانسر کو فوراً سونگھ لے گا۔ چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہو جس طرح
اس نے فوری طور پر کرنل رابرٹ کو پہچان لیا تھا۔۔۔ اس لئے وہ کیپتان کو
ساتھ لے کر جا رہا تھا۔ اور پھر وہی ہوا۔ کیپتان بندر نے لانسر کو پہچان لیا۔
اس کے بعد سیکورٹی گارڈز بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور پھر لانسر اور اس کی بیوی
کو ان کے زبردست احتجاج کے باوجود نیچے اتار لیا گیا۔۔۔ جب وہ
دونوں سیکورٹی گارڈوں کے ہمراہ جیپ میں بیٹھ گئے تو عمران ایئرپورٹ
حکام کی کار میں بیٹھ کر پہلے ہی لاؤنج میں پہنچ گیا وہ دراصل لانسر کے ایئرپورٹ
سے باہر نکلنے سے پہلے ہی باہر کوئی ایسی پوزیشن میں رہنا چاہتا تھا تاکہ اس
کی معقول نگرانی کی جا سکے۔
لیکن جیسے ہی وہ ایئرپورٹ کے لاؤنج میں پہنچا اس نے وہاں یک لخت
افراتفری محسوس کی اور پھر ایک زوردار دھماکے کی دور سے آواز سنائی
دی۔۔۔ عمران چونک کر واپس رن وے کی طرف بڑھا۔ تب اُسے پتہ
چلا کہ لانسر انتہائی ذہانت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے سیکورٹی گارڈز کو
نیچے پھینک کر جیپ سمیت آؤٹ گیٹ کو توڑتا ہوا باہر نکل گیا ہے۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے ذہن میں لانسر کے متعلق جو آئیڈیا لگایا تھا وہ اب یقین میں بدل گیا تھا۔ لانسر کا انداز قد و قامت اور جسم دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا تھا کہ لانسر کا تعلق یقیناً کسی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور سفارت خانے کے ملوث ہونے سے یہ بات ظاہر تھی کہ لانسر کا تعلق ناراک لینڈ سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے ـــــ لیکن اس سلسلے میں پوری تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اس کا سابقہ ناراک لینڈ کے کسی ایجنٹ سے نہ پڑا تھا۔ لیکن اب جس انداز میں لانسر فرار ہوا تھا۔ اس سے اس کا خدشہ یقین میں بدل گیا تھا ـــــ سوائے سیکرٹ ایجنٹ کے کوئی عام شخص اس انداز میں کام نہیں کر سکتا۔

تھوڑی دیر بعد اُسے اطلاع مل گئی کہ خالی جیپ قریبی چوک پر سے مل گئی ہے لیکن لانسر اور اس کی بیوی غائب ہیں اور باوجود تلاش کے ان کا پتہ نہ چل سکا۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں جناب ـــــ بڑے دیدہ دلیر لوگ ہیں"

ائیرپورٹ آفیسر کے انداز میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جہاں ملکی معاملات ملوث ہوں وہاں ایسے ہی ہوتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے اجازت" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ کیپتان بندر کو لئے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لانسر اس کی غفلت کی وجہ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے ورنہ اگر وہ ساتھ رہتا تو لانسر کو اس طرح نکلنے نہ دیتا ـــــ لیکن جب تک اصل صورت حال سامنے نہ آجاتے۔ وہ لانسر کو قانونی طور پر گرفتار بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ غیر ملکی سفارت خانے نے شور مچا دینا تھا۔ تابوت والا مسئلہ سفارت خانے کے

حلق میں اٹک سکتا تھا لیکن بعد ازاں جو انکوائری عمران نے کی اس سے پتہ چلا کہ سفارت خانے کے افراد اور گاڑی تو اس تابوت کو ائیرپورٹ چھوڑنے ضرور آئے تھے لیکن یہ تابوت ایک پرائیویٹ آدمی کے نام سے بک کرایا گیا تھا ـــــ اور ظاہر ہے بک کرانے والے کا نام و پتہ لازماً جعلی لکھوایا گیا ہو گا۔ اس طرح اب تابوت کو بھی سفارت خانے کے ساتھ منسلک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بہرحال اب وہ سیدھا سپیشل ہسپتال جا رہا تھا تاکہ وہاں جا کر کرنل رابرٹ سے اصل صورت حال معلوم کر سکے۔

ٹائیگر نے سفارت خانے کے کئی افراد سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا۔ لیکن اُسے کرنل رابرٹ کے متعلق کہیں سے بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا ـــــ سفارت خانے کا کوئی شخص بھی اس کے متعلق واقف نہ تھا۔ ٹائیگر جب مایوس ہو گیا تو اس نے ایک اور کارروائی کرنے کی ٹھانی اور سیدھا اپنے ہوٹل گیا۔ اس نے وہاں جا کر اپنا سب سے قیمتی سوٹ نکال کر پہنا ـــــ چہرے پر مخصوص انداز میں میک اپ کیا اور پھر اس نے ہوٹل سے ہٹ کر ایک کمرشل عمارت میں واقع گیراج سے سیاہ رنگ کی لمبی سی گاڑی نکالی۔ یہ گاڑی اس نے ہنگامی حالات میں استعمال کرنے کے لئے خصوصی طور پر خریدی تھی ـــــ گاڑی کے باہر اس نے ریاست روسیلا کا پرچم راڈ پر لگایا اور پھر گاڑی چلاتا ہوا وہ سیدھا ناراک لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری فرینک کلومن کی سرکاری رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ گاڑی پر لہراتے ہوئے ریاست روسیلا کے جھنڈے کی وجہ سے اُسے ہاتھوں ہاتھ

ڈرائنگ روم تک پہنچا دیا گیا اور چند لمحوں بعد ناراک لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری فرینک کلومن تیز تیز قدم اٹھائے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ رسمی سلام دعا کے بعد ٹائیگر اپنے اصل مقصد پر آ گیا۔

"مسٹر کلومن۔ میری حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ دنیا کا مشہور شکاری کرنل رابرٹ آپ کے ملک کا شہری ہے اور سفارتی تحفظ کے تحت پاکیشیا میں رہ رہا ہے ـــــ کرنل رابرٹ نے ریاست روسیلا کے جنگلات میں طویل عرصے تک شکار کھیلا ہے۔ اور پرنس روسیلا سے ان کے خصوصی تعلقات ہیں۔ پرنس روسیلا کا ایک پیغام خصوصی طور پر کرنل رابرٹ تک پہنچانا ہے ـــــ لیکن کرنل رابرٹ جس جگہ رہ رہے ہیں وہاں موجود نہیں ہیں۔ اور یہ اطلاع ملی ہے کہ پچھلی رات کرنل رابرٹ آپ کے سفارت خانے کی کار میں بیٹھ کر سفارت خانے گئے ہیں۔ میں نے ٹیلی فون پر ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آپ کے سفارت خانے سے مجھے یہی بتایا گیا ہے کہ وہ کرنل رابرٹ کو جانتے ہی نہیں ـــــ اس لئے مجبوراً مجھے آپ کے پاس آنا پڑا۔ آپ اگر مجھے کرنل رابرٹ سے فون پر ہی ملوا دیں تو میں انہیں پرنس روسیلا کا پیغام پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں" ـــــ ٹائیگر نے بڑے متانت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا تعارف ریاست روسیلا کے آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی کے تحت کرایا گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ریاست روسیلا کافرستان سے ملحق ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست ہے۔ جس کا سفارت خانہ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے۔

"کرنل رابرٹ ـــــ میں نے ان کا نام تو سنا ہے جناب راکوناش صاحب۔

لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ کی یہ اطلاع غلط فہمی پر مبنی ہے کہ کرنل رابرٹ کا کوئی تعلق ناراک لینڈ سے ہے یا وہ ناراک لینڈ کے سفارت خانے میں آئے ہیں ایسی کوئی بات نہیں" ـــــ فرسٹ سیکرٹری فرینک کلومن نے جواب دیا۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں تیرنے والی پریشانی اور الجھن کے تاثرات چیک کر لئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کی اطلاع درست تھی۔

"جناب اس بات کی حتمی شہادت موجود ہے کہ کرنل رابرٹ سفارت خانے میں گئے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر آپ ان کی موجودگی سے انکار کیوں کر رہے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے جان بوجھ کر سرد لہجے میں کہا۔

"سوری میں نے جو کہا ہے وہی درست ہے۔ میں آپ کی مزید کوئی مدد نہیں کر سکتا" ـــــ فرسٹ سیکرٹری نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر بھی کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی ـــــ اچھا مجھے اجازت دیجئے" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرسٹ سیکرٹری کے تنے ہوئے اعصاب ٹائیگر کے اس انداز پر ڈھیلے پڑ گئے۔

"اوہ یس ـــــ معافی چاہتا ہوں میں آپ کی......"

فرسٹ سیکرٹری نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کی بند مٹھی میں اوپر کو ہک کی طرح ابھری ہوئی انگلی کا جوڑ پوری قوت سے فرسٹ سیکرٹری کی کنپٹی پر پڑا اور فرسٹ سیکرٹری فقرہ مکمل

کئے بغیر اوغ کی آواز نکالتا ہوا اچھل کر صوفے پر گرا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا ـــــ ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔ وہ اب تشدد کے ذریعے سارے واقعات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دروازہ بند کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ میز پر پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ـــــ ٹائیگر چونک پڑا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ٹائیگر نے فرسٹ سیکرٹری کے لہجے میں کہا۔

"سر ـــــ سفارت خانے سے مارش صاحب کا فون ہے بات کراؤں سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ کوٹھی کے اندر سے ملازم نے بات کی ہے۔

"یس ـــ کنکٹ کراؤ" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلو سر ـــ ہیلو ـــ میں مارش بول رہا ہوں سر" ـــــ دوسرے لمحے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس کیا بات ہے مارش" ـــــ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ـــ جہاز سے تابوت اتار لیا گیا ہے۔ ایجنٹ لانسر فرار ہو گئے ہیں۔ اور سر ایک نوجوان بھی یہاں سفارت خانے میں پوچھ گچھ کرتا پھر رہا تھا۔ سر اس کی نگرانی کی گئی ہے وہ ہوٹل مونگا میں رہتا ہے سر۔ اس کا نام ٹائیگر ہے مقامی بدمعاش ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے چیخ کر ایسے کہا جیسے فرسٹ سیکرٹری یہ سب کچھ سن کر چیخ پڑا ہو۔ ویسے وہ اپنا حوالہ اور اپنے ہوٹل کا صحیح پتہ سن کر حیران رہ گیا تھا اُسے اپنی نگرانی کا احساس بھی نہ ہوا تھا۔۔۔ اور یہ اس لحاظ سے خاصی خطرناک بات تھی۔

"سر۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایجنٹ لانسر کی کال آئی۔ اس سے پتہ چلا کہ وہاں جہاز پر ریڈ ہوا۔ تابوت بھی اتار لیا گیا اور لانسر کو بھی گرفتار کیا جانے لگا۔ لیکن وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس پر میں نے ایئرپورٹ سے پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ انٹیلی جنس کا ایک انسپکٹر علی عمران وہاں پہنچا۔۔۔ اور اس نے یہ ساری کارروائی کی ہے۔ تابوت کو اتار کر پہلے وہاں چیک کیا گیا۔ اور کرنل رابرٹ کی بے ہوشی کا انہیں پتہ چل گیا۔ تابوت کو ایک بڑی ویگن میں کہیں بھیج دیا گیا۔ لانسر کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ نکل گیا۔۔۔ اس نے کہا ہے کہ ہم اپنے طور پر کوشش کر کے پتہ کریں کہ تابوت کو کہاں بھیجا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سپیشل سیل نے اطلاع دی ہے کہ ایک نوجوان یہاں سفارت خانے میں کرنل رابرٹ کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔۔۔ اس کی نگرانی کی گئی تو وہ ہوٹل مونگا میں جا کر غائب ہو گیا۔ مزید پوچھ گچھ پر پتہ چلا کہ اس کا نام ٹائیگر ہے وہ وہاں کا مستقل رہائشی ہے اور مقامی غنڈہ ہے" مارش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لانسر اب کہاں ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"اس نے اپنا نمبر یا پتہ نہیں بتایا سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے۔ میں خود آ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے فرسٹ سیکرٹری سے کچھ پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے وہ سیدھا دروازے کی طرف بڑھا۔ چٹخنی اتار کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔

"صاحب ایک ضروری دستاویز دیکھ رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے" ۔۔۔ ٹائیگر نے برآمدے میں موجود مسلح دربان سے کہا۔ اور اس کے سر ہلاتے ہی تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے واپس اپنے ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔۔۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ معلوم کرنے کے لئے عمران نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی وہ خود اس سے پہلے ہی نہ صرف تمام معلومات حاصل کر چکا تھا بلکہ وہ ایکشن بھی لے چکا تھا۔ اس لئے اب ٹائیگر کی بھاگ دوڑ فضول تھی۔۔۔ اب وہ کار واپس گیراج میں چھوڑ کر پہلے میک اپ بدلنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ فرسٹ سیکرٹری نے ہوش میں آتے ہی مقامی پولیس کے سروں پر قیامت ڈھا دینی ہے۔ اور ظاہر ہے موجودہ حلیہ اور کار ہی اس کی شناخت بنتی ہے۔ اس لئے وہ فوری طور پر ان سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

گولڈن کلب کے گیٹ پر لانسر نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر نیلیا کو ہمراہ لئے وہ کلب کے اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت کلب بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کیونکہ کلب کا تمام کاروبار شام کو ہی ہوتا تھا۔

"جی فرمائیے"۔۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑے ایک نوجوان نے چونک کر لانسر اور نیلیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ کسی رجسٹر پر جھکا حساب کتاب میں مصروف تھا کہ ان دونوں کے قدموں کی چاپ سن کر چونک پڑا تھا اور شاید اس وقت ان دونوں کو کلب میں دیکھ کر اُسے حیرت ہوئی تھی۔

"ونودمنگٹ سے ملنا ہے مجھے"۔۔۔۔ لانسر نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ اس وقت تو وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو سکتے ہیں اور ابھی تو وہ بستر سے ہی نہ اٹھے ہوں گے۔ وہ تو بارہ بجے کے بعد ہی اٹھتے ہیں"۔۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اُسے فون کر کے کہو کہ نارک لینڈ سے لانسر اس سے بات کرنا

چاہتا ہے"۔۔۔۔ لانسر نے تیز لہجے میں کہا۔

نارک لینڈ اور لانسر کا سنتے ہی نوجوان کا جسم یک لخت تن گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں تیرنے لگیں۔

"اوہ یس سر۔۔۔۔ یس سر"۔۔۔۔ اس نے جلدی سے کہا اور پھر کاؤنٹر پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جلدی سے نمبر گھمانے لگا۔ وہ نمبر گھماتے ہوئے اس طرح حیرت اور خوف بھرے انداز میں لانسر کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی بھوت کھڑا ہو۔۔۔۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ونودمنگٹ سے بات کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"لیجئے جناب خود بات کر لیجئے"۔۔۔۔ نوجوان نے جلدی سے رسیور لانسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو لانسر سپیکنگ"۔۔۔۔ لانسر نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔۔۔۔ میں منگٹ بول رہا ہوں۔ مجھے آپ کے متعلق اطلاع مل گئی تھی۔ سر۔ لیکن آپ نے رابطہ قائم نہ کیا۔ حکم سر"۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ذرا باہر چلے جائیں"۔۔۔۔ لانسر نے جواب دینے سے پہلے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر"۔۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر وہ کاؤنٹر سے باہر آ کر یوں تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو۔

"تمہارا یہ آدمی جو کاؤنٹر پر کھڑا ہے۔ اعتماد کے لائق ہے یا نہیں"

لانسر نے پوچھا۔

"بالکل با اعتماد آدمی ہے جناب۔ میرے آدمی خاص ہیں۔ آپ بے فکر رہیں جناب" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو ـــ مجھے فوری طور پر ایک پرائیویٹ رہائش گاہ چاہیئے۔ ایسی رہائش گاہ جس کا علم سوائے تمہارے اور کسی کو نہ ہو۔ ایک کار، لباس اور کرنسی وغیرہ" ـــــ لانسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــ آپ ایسا کریں کلب سے نکل کر اسی سڑک پر مشرق کی طرف سیدھے چلے جائیں۔ تقریباً آدھا فرلانگ آگے اسی سڑک پر ہی ایک چھوٹی سی کوٹھی آئے گی۔ پیلے رنگ کی عمارت ہے۔ پھاٹک پر کرائے کے لئے خالی کا بورڈ لگا ہوگا۔ اس کے پھاٹک پر نمبروں والا تالا ہے ـــ نمبر نوٹ کر لیجیئے۔ ون زیرو۔ تھری ون زیرو۔ اس کے اندر فون۔ کار۔ ہر قسم کا جدید سامان۔ مختصر یہ کہ آپ کے مطلب کا سب سامان موجود ہے۔ یہ میرا خاص اڈہ ہے۔ جس کا سوائے میرے اور کسی کو علم نہیں اس کے علاوہ جس چیز کی بھی ضرورت ہو جناب آپ مجھے فون کر کے کہہ سکتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ـــ اور سنو ـــ میری یہاں موجودگی کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیئے" ـــــ لانسر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ اور آپ سرنیا کو ڈسٹرب نہ کریں۔ آپ اپنے نام کی بجائے زیرو تھری کہیں گے سر" ـــــ دنود منگٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ خاصے سمجھ دار ہو۔ تھینک یو" ـــــ لانسر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس پلٹا۔ کلب سے باہر وہ نوجوان موجود تھا۔

"سنو ـــ اگر کسی کو میری یہاں موجودگی کی بھنک بھی پڑ گئی۔ تو تمہاری آنتیں گدھ نوچ رہے ہوں گے" ـــــ لانسر نے اس کے قریب رکتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ آپ بے فکر رہیں سر" ـــــ نوجوان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور لانسر سر ہلاتا فیلیا کے ہمراہ آگے بڑھ گیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے اندر موجود تھا۔ واقعی یہاں سب کچھ موجود تھا۔ خوراک کے ذخیرے سے لے کر ہر قسم کے اسلحے کا ذخیرہ۔ دو نئی کاریں جن کے ٹینک فیول سے بھرے ہوئے تھے اور چابیاں اگنیشن میں موجود تھیں ـــ وارڈروب میں ہر قسم کے لباس اور کرنسی نوٹوں سے بھری ہوئی ایک الماری۔ واقعی یہ منگٹ کا خاص اڈہ تھا۔

"اب کیا ہو گا لانسر ـــ آخر ہمیں کس طرح پہچان لیا گیا اور پھر اس تابوت کے بارے میں ان لوگوں کو کیسے علم ہوا" ـــــ فیلیا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں حماقت مجھ سے ہوئی۔ مجھے اس چالاک اور عیار بندر کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اور یہ یقیناً اس بندر کی کارستانی تھی ـــ بہرحال میں نے کرنل رابرٹ کو ہر صورت میں اغوا کر کے لے جانا ہے چاہے مجھے پورے پاکیشیا کو ہی بموں سے نہ اڑانا پڑے" ـــــ لانسر نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے سفارت خانے کے نمبر گھمائے۔ سیکنڈ سیکرٹری مارشل سے

اس کی بات چیت ہوئی۔ سفارت خانے والوں کو تابوت کی واپسی کا اب
تک علم ہی نہ ہو سکا تھا۔ وہ یہ سب باتیں سن کر حیران رہ گئے تھے۔ اور
پھر مارشس نے اُسے ایک اہم بات بتا دی کہ ایک مقامی غنڈہ جس کا
نام ٹائیگر ہے ۔۔۔ اور جو ہوٹل مونگا کے کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل
مستقل رہائشی ہے۔ سفارت خانے کے چھوٹے عملے سے کرنل رابرٹ
کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا ہے" ۔۔۔ لانسر نے شکریہ ادا کر کے رسیور
رکھ دیا۔ اُسے واقعی ایک اہم کلیو مل گیا تھا۔ اب کم از کم وہ اس ٹائیگر
کے ذریعے کرنل رابرٹ تک پہنچ سکتا تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ یہ مقامی
غنڈہ ٹائیگر یقیناً تابوت کو واپس لے جانے والوں کا ہی ایجنٹ ہو گا۔

"فیلیا تم یہیں رہو۔ میں اب کام شروع کر دوں" ۔۔۔ لانسر نے
رسیور رکھتے ہی فیلیا سے کہا اور پھر خود تیزی سے ایک کمرے کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے وہاں سے ایک مخصوص ساخت کا ریوالور اور میگزین
اٹھا کر جیب میں ڈالا ۔۔۔ میک اپ اور لباس تو پہلے ہی بدل چکا
اس لئے مزید انہیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ کچھ اور سامان
اس نے اٹھا لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن کار گیراج سے لے کر کوٹھی سے باہر نکلا
اور پھر سیدھا ہوٹل مونگا کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس ٹائیگر کی رہائش
بتائی گئی تھی۔

ہوٹل مونگا کے قریب ہی ایک پبلک پارکنگ تھی۔ لانسر نے کار
وہاں چھوڑی اور پیدل ہی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک اوسط درجے
کا اقامتی ہوٹل تھا۔ لانسر کو چونکہ کمرہ نمبر معلوم تھا۔ اس لئے کسی سے

بات کئے بغیر ہی وہ سیڑھیاں چڑھتا دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر بارہ کا
دروازہ بند تھا۔ اور باہر ایک جدید ساخت کا تالا لگا ہوا تھا۔ لانسر نے اِدھر
اُدھر دیکھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا ۔۔۔ اس نے جلدی سے جیب
سے اپنا مخصوص پرس نکالا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی پتری نکالی۔
جس کا اگلا سرا بالکل سوئی کی نوک کی طرح باریک تھا۔ اس نے نوک والا سرا
تالے کے سوراخ میں ڈال کر پتری کو پیچھے سے دبایا تو تالا کٹک کی آواز نکالتا
ہوا کھل گیا ۔۔۔ یہ ہر قسم کے تالے کھولنے کی جدید ترین ماسٹر کی تھی۔ اس
نے ماسٹر کی واپس جیب میں ڈالی اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔
پہلے تو اس نے بڑی پھرتی سے کمرے اور ملحقہ باتھ روم کی تلاشی لی لیکن وہاں
سے اُسے ایسا کوئی کلیو نہ مل سکا جس سے وہ ٹائیگر کی اصل حیثیت کا اندازہ
لگا سکتا ۔۔۔ پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے جیب سے ایک جدید ڈکٹا فون
نکالا یہ فون اس نے کوٹھی سے لیا تھا اور ڈکٹا فون اس نے کپڑے لٹکانے
والی الماری کے نچلے حصے میں ہاتھ آگے کر کے چپکا دیا۔ اب اس کمرے
میں ہونے والی تمام بات چیت وہ آسانی سے سن سکتا تھا۔ ڈکٹا فون آن کر
کے وہ باہر آیا ۔۔۔ تالا اس نے دوبارہ لگا دیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ہوٹل سے
باہر نکلا اور سیدھا پارکنگ میں موجود اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ ڈکٹا فون اتنا
طاقتور ضرور تھا کہ اتنے فاصلے پر بھی کام کر سکتا۔ اس نے ڈکٹا فون کا رسیور
آن کر کے اُسے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے خانے میں رکھ
دیا ۔۔۔ اور خود کار میں موجود ایک رسالہ اٹھا کر یوں پڑھنے لگا جیسے کسی کے
انتظار میں وقت کاٹ رہا ہو۔

چند لمحوں بعد اُسے رسیور سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی

دروازہ کھول رہا ہو۔ یہ آوازیں سنتے ہی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اب قدمو
کی چاپ اندر آتی سنائی دے رہی تھی ۔۔۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر اندر آیا ہے۔
اور پھر اُسے ٹیلی فون کے رسیور اٹھانے اور نمبر گھمانے کی آوازیں سنائی
دیں۔ ڈکٹا فون خاصا طاقتور تھا اس لئے آوازیں بڑی واضح تھیں۔

"ہیلو ۔۔۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ سلیمان صاحب۔ عمران صاحب
کہاں ہیں" ۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔

"وہ صبح ایک بندر کے ہمراہ گئے ہیں ابھی تک واپس نہیں آئے"
ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ پہلی آواز نے کہا اور اس کے بعد رسیور رکھ
دیا گیا۔ چند لمحوں بعد دوبارہ رسیور اٹھایا گیا اور پھر نمبر ڈائل ہونے لگ

"ایکسٹو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت اور سرد آواز رسی
سے ابھری اور لانسر یوں اچھل کر سیدھا ہو گیا جیسے اُسے بجلی کا شاک
لگا ہو۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب عمران صاحب سے ملاقات نہیں ہو
ان کے لئے ایک پیغام ہے" ۔۔۔ پہلی آواز نے کہا۔ لہجہ بے حد مؤد
تھا۔

"کیا پیغام ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے اُسی طرح سرد لہجے
پوچھا گیا۔

"انہیں کہہ دیں کہ میں لانسر کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ وہ مجھے ٹرانسم
کنکٹ کر لیں۔ تاکہ میں ان سے مزید ہدایات لے سکوں۔ انہوں نے
ذمے ڈیوٹی لگائی تھی کہ میں ناراک لینڈ کے سفارت خانے جا کر کرنل

کے متعلق معلوم کر دوں۔ وہاں سے پتہ چلا کہ کرنل رابرٹ کو کسی تابوت کے
ذریعے ایئرپورٹ بھیجا گیا اور پھر عمران صاحب نے خود وہ تابوت طیارے
سے اتروا لیا" ۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پیغام پہنچ جائے گا" ۔۔۔ دوسری طرف سے
اُسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا
گیا۔ اب لانسر کے چہرے پر چمک آ گئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل رابرٹ
کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی ہے۔ ایکسٹو کا
نام درمیان میں آتے ہی ساری صورت حال واضح ہو گئی تھی ۔۔۔ اور یہ
ٹائیگر جسے سفارت خانے والے مقامی غنڈہ کہہ رہے تھے دراصل سیکرٹ
سروس کا رکن ہے۔ اور اس کا باس کوئی عمران ہے۔ اور اب عمران کو
بھی وہ پہچان گیا تھا ۔۔۔ یہ وہی نوجوان تھا جو بندر کے ساتھ طیارے میں
آیا تھا۔

ٹائیگر رسیور رکھ کر شاید باتھ روم میں چلا گیا تھا کیونکہ باتھ روم سے شاور
چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لانسر نے جلدی سے رسیور آف کیا اور
پھر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ۔۔۔ دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
دوبارہ ہوٹل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اب وہ فوری طور پر ٹائیگر سے دو دو
ہاتھ کر کے اس سے مکمل معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا تاکہ ان معلومات کی
بنیاد پر وہ دوبارہ کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے لے جا سکے ۔۔۔ اس کا انداز
بے حد جارحانہ ہو رہا تھا۔ اور اس کی سپر ایجنٹوں والی مخصوص حسیں پوری
طرح بیدار ہو چکی تھیں۔

کیپٹان بندر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ خوشی سے یوں اچھل رہا تھا جیسے ڈسکو ڈانس کر رہا ہو۔ عمران اُسے ہمراہ لے کر سپیشل ہسپتال میں آیا تو یہاں اُسے پتہ چلا کہ کرنل رابرٹ ہوش میں آچکے ہیں ——— اور ان کی حالت تیزی سے سنبھل رہی ہے۔ انہیں ایک دوا انجکٹ کر کے طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ عمران کیپٹان بندر سمیت کرنل رابرٹ کے کمرے میں پہنچ گئے ——— کرنل رابرٹ عمران اور کیپٹان بندر کو دیکھ کر جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور بندر نے انہیں جیسے ہی ٹھیک حالت میں دیکھا وہ پہلے تو اچھل کر ان کے گلے سے چمٹ گیا۔ اور کرنل رابرٹ نے بھی اُسے یوں گلے سے لگا کر تھپکنا شروع کر دیا جیسے ماں کسی ننھے سے بچے کو گلے سے لگا کر تھپکتی ہے ——— اور پھر ان دونوں کے درمیان مخصوص انداز میں گفتگو شروع ہو گئی۔ کیپٹان بندر مخصوص انداز میں چیخ چیخ کئے جا رہا تھا۔ جب کہ کرنل رابرٹ اُسے انگریزی میں جواب دے رہے تھے۔

عمران سائیڈ میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا اس حیرت انگیز ملاقات سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"لوگ تو کہتے ہیں کہ میں زیادہ بولتا ہوں لیکن یہ کیپٹان تو مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے " ——— تھوڑی دیر بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل رابرٹ نے چونک کر کیپٹان کو گلے سے علیحدہ کر کے نیچے اتار دیا۔ اور کیپٹان بندر نے خوشی سے رقص کرنا شروع کر دیا۔

" مجھے کیپٹان نے بتایا ہے کہ آپ نے میرا تابوت طیارے سے اتروایا تھا۔ ورنہ یہ لوگ مجھے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں " ——— کرنل رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشکور تو آپ کیپٹان صاحب کے ہوں جو نجانے کس طرح مجھ تک پہنچ گیا۔ ورنہ تو کسی کو خبر تک نہ ہوتی اور آپ کی ہجرت مکمل ہو جاتی " ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" مجھے اس نے بتایا ہے۔ اس روز آپ نے اپنا پتہ بتایا تھا۔ وہ اسے یاد رہ گیا اور اس کے کہنے کے مطابق اس نے آپ کو دوست سمجھا۔ شہر کا نقشہ اسے ازبر یاد ہے۔ اس لئے یہ سیدھا آپ کے فلیٹ میں پہنچ گیا " کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

" ویسے یہ کیپٹان حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے۔ میں نے اچھے بھلے انسانوں میں اتنی ذہانت نہیں دیکھی " ——— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں ——— اس کی نسل ہی ایسی ہے۔ یہ حد سے زیادہ ذہین مخلوق شمار کی جاتی ہے۔ بس اس کا جسم بندروں جیسا ہے۔ ورنہ اس کا دماغ انسانوں

سے بھی زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے "۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

" اچھا کرنل اب آپ کی واپسی بخیریت ہو گئی۔ لیکن اب آپ مجھے بتائیے گا۔ یہ سب سلسلہ کیا ہے۔ لانسر نے آپ کو اغوا کیوں کیا۔ اور پھر سفارتخانے کے ذریعے اس انداز میں آپ کو ناراک لینڈ کیوں لے جایا جا رہا تھا۔ کیا آپ کے پاس کسی قیمتی خزانے کا نقشہ ہے "۔۔۔۔ عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" ہاں خزانہ ہی سمجھ لو۔ شاید یہ خزانہ دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ ہو " کرنل رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے اٹیک دن کے متعلق عمران کو بتا دیا۔

" اوہ تو یہ چکر ہے۔ تو اٹیک دن کی نشاندہی کے لئے آپ کو اغوا کیا جا رہا ہے "۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔۔۔۔ عمران صاحب کیا آپ میرا ایک کام کر سکتے ہیں " کرنل رابرٹ نے بڑے پُراسرار انداز میں کہا۔

" ایک کام ۔۔۔۔ ضرور کر دوں گا ۔۔۔ البتہ ایک کام ایسا ہے جس کی میں پیشگی معذرت کر لوں تو زیادہ بہتر ہے "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" وہ کیا "۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" وہ ہے سر کی چمپی مالش ۔۔۔ بس یہی کام مجھے نہیں آتا۔ اور آپ جو کہیں گے میں کر گزروں گا "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل رابرٹ بے اختیار ہنس پڑے۔

" میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں فوری طور پر یہاں کے کسی ذمہ دار آد

سے ملنا چاہتا ہوں پہلے میرا خیال تھا کہ یہ راز میرے مرنے کے بعد ہی افشا ہو تو بہتر ہے۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں ۔۔۔ میں اٹیک دن کے سلسلے میں ایک راز بتانا چاہتا ہوں۔ اور یقین کیجیے عمران صاحب پاکیشیا کی قسمت بدل جائے گی "۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن آپ نے اُسے کہاں چھپا رکھا ہے "۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کسے چھپا رکھا ہے "۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ایک راز کو اور کسے "۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور کرنل رابرٹ یوں آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے عمران کی بجائے ان کے سامنے کوئی بھوت بیٹھا ہوا ہو۔

" تت ۔۔ تت ۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ۔۔ کک ۔۔ کک ۔۔ کیا مطلب "۔۔۔ کرنل رابرٹ اس حد تک بوکھلا گیا کہ اس کے منہ سے سیدھا فقرہ ہی نہ نکل رہا تھا۔

" کرنل رابرٹ ۔۔۔۔ مجھے علم نجوم میں بھی خاصا دخل رہا ہے۔ اور ستاروں کی چالیں مجھے بتا دیتی ہیں کہ آپ کپتان بندر سے کیا پوچھنا چاہتے تھے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل رابرٹ ایک بار پھر چونک پڑا۔

" اوہ تو تم کپتان کی بولی سمجھ گئے ہو۔ اوہ تم تو انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو۔ میری عمر جنگلوں میں گزر گئی۔ لیکن کپتان بندر کی بولی سمجھنے میں مجھے چار سال لگے۔ اور تمہیں تو شاید صرف چند گھنٹے ہی گزرے ہیں "

کرنل رابرٹ کے لہجے میں ناقابلِ یقین قسم کی حیرت نمایاں تھی۔

" ذہانت بس صرف بندروں تک ہی محدود نہیں رہ گئی۔ بہرحال مجھے آپ کے اس راز سے کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ بے شک اسے ناراک لینڈ کے حوالے کر دیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ یہ تم کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاکیشیا کو ناقابلِ تسخیر نہیں دیکھنا چاہتے۔ اٹیک دن کی معمولی سی مقدار بھی پاکیشیا کو ناقابلِ تسخیر بنا سکتی ہے" ___ کرنل رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

" کرنل ___ ملک اپنے افراد کی وجہ سے ناقابلِ تسخیر بنتے ہیں بہرحال آپ کسی ذمہ دار آدمی سے ملنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے بتائیے آپ کسے ذمہ دار سمجھتے ہیں میں اُسے یہیں بلوا لیتا ہوں" ___ عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہاں اس ملک میں مشہور سائنسدان سردادر رہتے ہیں۔ وہ مجھے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ شاید کسی لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ عرصہ ہوا ان سے ملاقات ہوئی تھی ___ اگر ان سے رابطہ ہو جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس راز کے صحیح قدر دان ہو سکتے ہیں" ___ کرنل رابرٹ نے کہا۔

" ٹھیک ہے اُسے بلا لیتا ہوں" ___ عمران نے کہا اور پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

" تو کیا وہ تمہارے کہنے پر چلے آئیں گے" ___ کرنل رابرٹ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔ انہیں شاید یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کی اصل حیثیت کیا ہے کہ وہ سردادر کو یوں فون کر رہا تھا جیسے

سردادر جیسے بین الاقوامی شہرت کے مالک سائنسدان اس کے گھریلو ملازم ہوں۔

" یس دادر سپیکنگ" ___ چند لمحوں بعد سردادر کی آواز رسیور پر ابھری۔ عمران چونکہ کرنل رابرٹ کے قریب ہی بیٹھا تھا اس لئے رسیور سے ابھرنے والی آواز کرنل رابرٹ کے کانوں میں بھی بخوبی پہنچ رہی تھی۔

" یس دادر سے نہیں سردادر سے ملنا ہے۔ یس اور سر میں بس ایسا ہی مشترک ہے" ___ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

" اوہ عمران تم ___ کیا بات ہے ___ کیسے فون کیا" ___ سردادر نے دوسری طرف سے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔ اس لئے ان کے لہجے میں نرمی کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی شامل ہو گئی تھی۔

" فون کرنا کوئی مشکل کام ہے۔ کپتان بندر بھی آسانی سے کر سکتا ہے۔ بس رسیور اٹھانا پڑتا ہے۔ انگلیوں سے نمبر گھمانے پڑتے ہیں اور فون ہو جاتا ہے ___ لیکن یہ اگر "ف" کی بجائے "خ" والا مسئلہ ہو جائے۔ یعنی خون کرنا پڑ جائے تو پھر ریوالور۔ چاقو۔ مشین گن۔ خنجر۔ جیسے اسلحے استعمال کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب مردوں کی مجبوری ہے۔ عورتوں کو ان میں سے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ___ بس لبوں پر کھیلتی ہوئی مسکراہٹ۔ آنکھوں سے جھلکتی ہوئی چمک۔ رخساروں پر دمکتی ہوئی سرخی اور دیکھنے والے کا خون ہو جاتا ہے" ___ عمران کی زبان حسبِ عادت جب چل پڑی تو ظاہر ہے آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

" میرا خیال ہے میں رسیور رکھ دوں" ___ سردادر نے لہجے کو دانستہ سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"بڑا نیک خیال ہے۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ ویسے یہ پوچھ پوچھ والا محاورہ مجھے تو غلط لگتا ہے۔ دو دفعہ پوچھ پوچھ نیکی کے ساتھ تو نہیں چل سکتا۔ یہ تو پولیس والی پوچھ پوچھ لگتی ہے ——— اور نیکی اور پولیس دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس لئے اس کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ نیکی اور پوچھ گچھ تو کچھ شریفانہ سا محاورہ بن جاتا ہے۔ آپ اسے پوچھ گچھ کی بجائے پوچھ کچھ بھی بول سکتے ہیں۔ فرمایئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں" ——— عمران کی زبان اُسی طرح تیز چل رہی تھی اور کرنل رابرٹ کی حالت قابل دید تھی۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ سر داور کے ساتھ ایسی گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔

"تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ سیدھی طرح بولو کیوں فون کیا تھا ورنہ میں واقعی رسیور رکھ دوں گا" ——— سر داور نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران ان کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اب اگر اس نے کوئی فضول بات کی تو سر داور واقعی رسیور رکھ دیں گے۔ اس لئے اس کا حماقتوں بھرا چہرہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"آپ دنیا کے معروف شکاری کرنل رابرٹ کو جانتے ہیں" عمران نے یک لخت بے حد سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل رابرٹ ——— اوہ ہاں ——— میری ان سے کچھ عرصہ پہلے ملاقات ہوئی تھی۔ کیوں کیا ہوا انہیں" ——— سر داور نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ اس وقت ہسپتال میں ہیں۔ کہتے ہیں سر داور کو بلاؤ۔ میں انہیں کچھ دینا چاہتا ہوں۔ میں نے لاکھ کہا کہ سر داور بڑے درویش قسم کے آدمی ہیں۔ انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ البتہ میری خدمات حاضر ہیں۔

چلو سلیمان کا خرچہ کچھ دن چل پڑے گا۔ لیکن......" ——— عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"کون سے ہسپتال میں ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں" ——— سر داور نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے دیجئے رسیور۔ میں بات کرتا ہوں" ——— کرنل رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے خود ہی عمران کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"ہیلو ——— میں کرنل رابرٹ بول رہا ہوں" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اوہ کرنل خیریت ہے۔ یہ عمران بتا رہا تھا کہ آپ ہسپتال میں ہیں" ——— دوسری طرف سے سر داور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں واقعی میں ہسپتال میں ہوں۔ سر داور آپ اٹیک ڈن کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ نو دریافت شدہ عنصر اٹیک ڈن" کرنل رابرٹ نے فوراً ہی اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"اٹیک ڈن ——— اوہ ہاں ——— مجھے اس کے متعلق رپورٹ معلوم ہے۔ لیکن وہ عنصر تو نایاب ہے" ——— سر داور کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اس اٹیک ڈن کے سلسلے میں آپ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ آپ پلیز فوراً میرے پاس پہنچ جائیں۔ مجھے اس ہسپتال کے بارے میں علم نہیں" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ آپ رسیور عمران کو دیں" ——— سر داور

نے کہا اور کرنل رابرٹ نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جی حکم فرمائیے جناب بین الاقوامی شہرت کے مالک سائنسدان سر داور صاحب۔ بندہ آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"عمران تم یقیناً اٹیک ڈان کے بارے میں جانتے ہو گے۔ یہ تو اونچا سلسلہ ہے۔ کرنل رابرٹ ضرور اس کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہوں گے کون سے ہسپتال میں ہیں وہ"۔۔۔۔ سر داور نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"وہ سپیشل سروسز ہسپتال میں ہیں۔ کمرہ نمبر چالیس سپیشل وارڈ۔ انہیں نارا کی لینڈ والے اغوا کر کے لے جا رہے تھے کہ ان کے پالتو بندر کپتان کی کپتانی میں میں انہیں تابوت سمیت جہاز سے اتار لایا ہوں اب وہ بضد ہیں کہ میں اٹیک ڈان کے بارے میں سر داور سے ہی بات کروں گا۔ انہیں پورے پاکیشیا میں آپ ہی ذمہ دار نظر آئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں آ رہا ہوں فوراً۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ تم ان کی پوری طرح حفاظت کرنا ہر طرح سے"۔۔۔۔ سر داور نے دوسری طرف سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"سر داور آ رہے ہیں۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ میں نے تو صبح سے ناشتہ ہی نہیں کیا"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو۔۔۔ تم شاید ناراض ہو کر جا رہے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

میں اب تک تمہاری اصل حیثیت نہیں سمجھ سکا ہوں۔ لیکن بہر حال مجھے اب اتنا یقین ہو گیا ہے کہ تم سر داور سے کم ذمہ دار آدمی نہیں ہو۔ اس لئے اگر تم سر داور کے آنے تک یہیں رہو۔ تو میرا خیال ہے یہ بہتر رہے گا"۔۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"آپ نے جو کچھ بتانا ہے سر داور کو بتا دیں وہ خود بخود مجھ تک پہنچ جائے گا۔ ابھی وہ لانسر یہاں موجود ہے۔ اور مجھے فی الحال اٹیک ڈان سے زیادہ لانسر سے دلچسپی ہے۔ جس نے ابھی اٹیک ٹو کرنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سلسلہ صرف اٹیک ڈان تک ہی محدود رہے۔۔۔۔ ٹو نمبر ایک اور نقاب پوش نے الاٹ کر رکھا ہے۔ بہر حال میں ڈاکٹر کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ سر داور کو آپ تک آنے کی اجازت دے دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا سر داور کو یہاں آنے کی اجازت نہیں"۔۔۔۔ کرنل رابرٹ پر ایک بار پھر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"سر داور تو کیا صدر مملکت بھی اگر آپ سے ملنا چاہیں تو اجازت کے بغیر یہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ ویسے آپ بے فکر ہو کر سر داور سے بات چیت کیجئے گا۔ یہاں سے کوئی بات باہر نہ جا سکے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ بیڈ پر لیٹا ہوا کرنل رابرٹ بڑی عجیب سی نظروں سے عمران کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ عمران کی اصل شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔ لیکن ظاہر ہے کرنل رابرٹ عمران کو کیا

سمجھ سکتے تھے۔ اُسے تو آج تک ان کے والد سر رحمان نہ سمجھ سکے تھے۔

لانسر نے ٹائیگر کے کمرے کے بند دروازے پر دباؤ ڈالا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا پھر ہاتھ اٹھا کر دستک دی ـــــ دستک کا انداز خاصا تیز تھا۔ دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے وہ ماسٹر کی بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے دوسری بار دستک دی تو اندر سے قدموں کی آواز ابھری اور پھر چٹخنی اترنے کی آواز سنائی دی اور دروازے کے دونوں پٹ کھل گئے ـــــ دروازے میں ایک سڈول جسم کا مالک نوجوان کھڑا تھا۔ لانسر اُسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"تمہارا نام ٹائیگر ہے" ـــــ لانسر نے اندر داخل ہوتے ہوئے

قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر ہو بھی سہی تو اس طرح اندر آنے کا طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے" ـــــ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سرخی عود کر آئی تھی۔

"میرا نام لانسر ہے۔ میرے خیال میں اتنا تعارف کافی ہے" لانسر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ـــــ ویل کم مسٹر لانسر ویل کم" ـــــ ٹائیگر نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ چٹخنی چڑھا کر وہ جیسے ہی مڑا اس کے لبوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ گہری ہو گئی کیونکہ لانسر کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"مسٹر ٹائیگر ـــــ میرے چند سوالوں کے جواب دے دو۔ تو شاید تمہاری زندگی بچ جائے۔ تم نے ابھی ایکسٹو کو کال کیا ہے۔ اس کا فون نمبر بتا دو۔ علی عمران کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دو اور کرنل رابرٹ کے متعلق بتاؤ کہ اس وقت وہ کہاں ہے" ـــــ لانسر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"گڈ ـــــ اس کا مطلب ہے تم نے میری کالیں کیچ کی ہیں۔ خاصے ہوشیار آدمی ثابت ہو رہے ہو۔ ویسے تمہیں میں یہ بتا دوں کہ کرنل رابرٹ کی رہائش گاہ کا پتہ میں نے چلایا تھا تبھی تم اُسے اغوا کرنے میں کامیاب ہوئے تھے ـــــ اور اب تم خود یہاں آ ہی گئے ہو تو اب تمہیں یہ بتانا ہو گا کہ تم نے کرنل رابرٹ کو کیوں اغوا کیا تھا" ـــــ ٹائیگر نے اُسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم میرے سوالوں کے جواب دو۔ میں یہاں تمہارے سوالوں کا جواب
دینے نہیں آیا۔ سمجھے۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں وقت ضائع کرنے کا عادی
نہیں ہوں" ___ لانسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"تو مت کرو وقت ضائع" ___ ٹائیگر نے اُسی طرح مطمئن لہجے
میں کہا۔
"ہوں ___ تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ تمہاری ہڈیاں توڑنی ہی
پڑیں گی" ___ لانسر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے ہاتھ میں پکڑا
ہوا ریوالور یوں ایک طرف اچھال دیا جیسے وہ خالی ہو۔ اس کے اس طرح
ریوالور اچھال دینے سے ہی ٹائیگر مات کھا گیا۔ وہ شاید یہ سمجھ رہا تھا کہ
لانسر اس پر فائر کرے گا لیکن لانسر کا اس طرح ریوالور اچھال دینا
سراسر اس کی توقع کے خلاف تھا ___ اس لئے اس کی نظریں لاشعوری
طور پر بھٹک گئیں اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے حلق سے چیخ نکلی
اور وہ اچھل کر ملحقہ باتھ کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ لانسر کی لات یکلخت
اس کی سائیڈ پر پوری قوت سے پڑی تھی ___ ٹائیگر دروازے سے ٹکرا
کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ لانسر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے
ایک بار پھر پوری قوت سے اس کی سائیڈ میں لات جما دی۔ ٹائیگر لڑکھڑا کر
پہلو کے بل الٹ گیا ___ لانسر بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور ٹائیگر کی دونوں
ٹانگیں پکڑ کر وہ یکلخت گھومنے کے ساتھ ساتھ اچھل کر ٹائیگر کے سر کی
دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ اور ٹائیگر کے حلق سے اس بار باوجود روکنے کے
چیخ نکل گئی ___ ٹائیگر ایک خوفناک داؤ میں بُری طرح پھنس گیا تھا
اس کی دونوں ٹانگیں مڑ کر اس کے سر کی دوسری طرف زمین سے جا

لگی تھیں جب کہ وہ پیٹ کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اور جھکی ہوئی دونوں ٹانگوں
پر لانسر نے اپنے جسم کا پورا دباؤ ڈال رکھا تھا۔ ٹائیگر کا جسم کمان کی طرح مڑ
گیا تھا ___ اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے
سارے مہرے یکلخت ٹوٹ جائیں گے۔ لانسر اس کی توقع سے کہیں
زیادہ پھرتیلا اور تیز نکلا تھا۔
"بتاؤ جلدی ___ ورنہ ابھی توڑ پھوڑ کر رکھ دوں گا" ___ لانسر نے
غراتے ہوئے ٹائیگر کی دونوں ٹانگوں پر زور سے دباؤ ڈالا۔
"بب ___ بب ___ بتاتا ہوں بتاتا ہوں" ___ ٹائیگر نے بُری طرح
ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس فقرے کی وجہ سے لانسر کا زبردست
دباؤ خود بخود ڈھیلا پڑا۔ اور شاید یہی ٹائیگر چاہتا تھا۔ دباؤ ذرا سا ڈھیلا
پڑتے ہی ٹائیگر کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور دوسرے
لمحے لانسر اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا ___ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں
یکلخت گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھیں۔ لانسر نے
بھی ٹائیگر کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا۔ اس نے اس کے دونوں
بازوؤں پر توجہ نہ دی تھی ___ ورنہ وہ لازماً اس کے دونوں بازوؤں پر
اپنے پیر رکھ کر انہیں حرکت دینے سے معذور کر دیتا۔ اور اسی بات
کا ٹائیگر نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے دونوں بازو سمیٹ کر لانسر کی پنڈلیاں
پکڑ کر ایک جھٹکے سے گھسیٹ لی تھیں ___ اور لانسر یکلخت دونوں
ٹانگیں گھسٹنے کی وجہ سے توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پشت کے بل فرش
پر جا گرا۔
ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں آزاد ہوتے ہی ایک جھٹکے سے نیچے گریں۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ لانسر نے نیچے گرتے ہی دونوں ٹانگیں ٹائیگر
کی گردن کے گرد ڈال دیں۔ اور پھر اس نے تیزی سے کروٹ لی اور ٹائیگر
کا جسم بھی بے اختیار اس کے ساتھ ہی مڑتا گیا —— لیکن ٹائیگر کے ہاتھ
بدستور اس کی پنڈلیوں پر جمے ہوئے تھے۔ کروٹ بدلتے ہی ٹائیگر نے
دونوں ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے اوپر کی طرف کیا تو اس کا سر پنڈلیوں
کے درمیانی خم سے نکل گیا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا
اس نے لاشعوری طور پر گردن کو جھٹکا دیا —— اور پھر وہ تیزی سے اچھلا
اور چھوٹی تپائی اس کے جسم کے قریب سے گزر کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی
لانسر نے اس کے سیدھے ہوتے ہی پاس پڑی ہوئی چھوٹی تپائی اس پر
اچھال دی تھی —— لیکن اب ٹائیگر پوری طرح ہوشیار ہو چکا تھا۔ اس
لئے وہ یک لخت اچھل کر اپنے آپ کو بچا گیا لیکن لانسر کو بھی اٹھنے کے
لئے شاید اتنا ہی وقفہ کافی تھا۔ اس لئے وہ بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور
اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے —— اور اس بار ٹائیگر
نے پہل کی۔ اس نے تیزی سے لانسر کے بائیں پہلو پر حملہ کیا۔ اور لانسر
اس کے اس معمولی سے داؤ میں آ گیا۔ وہ جیسے ہی حملہ بچانے کے لئے
دائیں پہلو پر جھکا —— ٹائیگر نے درمیان میں ہی اپنا رخ بدلا اور لانسر
اچھل کر درمیانی میز پر پہلو کے بل جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لانسر
سیدھا ہوتا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر لانسر کا پھینکا ہوا
ریوالور اٹھا لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ لانسر کی طرف کرتا
ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا —— اور ٹائیگر بے اختیار
ہاتھ پکڑے جھک گیا۔ ایک تیز دھار خنجر پوری قوت سے ٹائیگر کے ہاتھ

سے ٹکرایا تھا۔ یہ خنجر لانسر نے اپنی آستین سے نکالا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر
ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پچھلے دروازے سے جا ٹکرایا۔ لانسر نے کسی گیند کی طرح
اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک جمائی تھی —— فلائنگ کک مار کر لانسر
نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور دروازے سے ٹکرا کر نیچے
گرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر اس کا سر پوری قوت سے ٹکرایا اور ٹائیگر کو
ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل پھٹ گیا ہو۔ اس کا سانس
سینے میں ہی رک گیا —— اور دوسرے لمحے اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز
چادر پھیلتی چلی گئی۔

لانسر لمبے لمبے سانس لیتا کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر دروازے کے ساتھ ہی
ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ وہ
بے ہوش ہو چکا تھا۔

"خاصا سخت جان آدمی ہے۔ لیکن لانسر سے جیتنا اس کے بس کا روگ
کیسے ہو سکتا ہے" —— لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹائیگر پر جھپٹا اس نے ٹائیگر کے جسم کو
دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر بیڈ پر پھینکا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لباس
لٹکانے والی الماری کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا —— اس میں نائیلون کی ایک
رسی کا گچھا پڑا اسے نظر آ گیا۔ اس نے جلدی سے رسی اٹھائی اور پھر اس نے
بڑی مہارت سے پہلے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں رسی سے جکڑیں اور پھر اسے
الٹا کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر جکڑ دیئے —— اور پھر
اسے سیدھا کر کے اس نے دیوار کے ساتھ پڑا ہوا خنجر ایک ہاتھ میں پکڑا۔
اور دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے ٹائیگر کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ

اتنا بھرپور تھا کہ ٹائیگر کے گال پر انگلیوں کے نشانات ابھر آئے۔ اور اس نے
ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

"بتاؤ کرنل رابرٹ کہاں ہے"۔۔۔ لانسر نے خنجر کی باریک نوک
ٹائیگر کی شہ رگ کے اوپر رکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"تم خاصے خوش قسمت ثابت ہوئے ہو لانسر۔۔۔ بہرحال پھر کبھی
موقعہ آئے گا تو میں تمہیں بتاؤں گا کہ ٹائیگر کسے کہتے ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے
بجائے لانسر کے سوال کا جواب دینے کے الٹا اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ"۔۔۔ لانسر نے ایک بار
پھر اس کے گال پر بھرپور انداز میں تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے
ہونٹ بھینچ لئے۔

"سنو۔۔۔ مجھے تمہارے تینوں سوالوں میں سے ایک کے جواب
کا بھی علم نہیں ہے۔ البتہ اگر تم بتا دو کہ تم نے کرنل رابرٹ کو کس مقصد
کے لئے اغوا کیا تھا تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ بتاؤ"۔۔۔ لانسر نے غصے سے چیخ کر کہا اور
ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو دبایا تو ٹائیگر کو یوں محسوس
ہوا جیسے خنجر اس کی شہ رگ میں گھستا جا رہا ہو۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے یک لخت گھگھیاتے
ہوئے انداز میں کہا۔ اور لانسر نے خنجر والا ہاتھ جھٹکے سے واپس کھینچا ہی تھا
کہ یک لخت ٹائیگر کا جسم تڑپا۔ اس کے دونوں ہاتھ چونکہ پشت پر بندھے
ہوئے تھے۔۔۔ اس لئے وہ دونوں ہاتھوں پر جسم کا وزن ڈالتے ہوئے کسی
لٹو کی طرح گھوما اور اس کی بندھی ہوئی ٹانگیں کسی شہتیر کی طرح گھومتی ہوئیں

لانسر کی پسلیوں سے ٹکرائیں اور لانسر اچھل کر سائیڈ صوفے پر گرا اسی لمحے ٹائیگر
کے گھٹنے مڑے اور اس کے بندھے ہوئے پیر جیسے ہی زمین سے ٹکرائے
وہ اچھل کر صوفے سے اٹھتے ہوئے لانسر پر ایک زوردار دھماکے سے
جا گرا۔۔۔ صوفے کی چڑچڑاہٹ کے ساتھ ہی ٹائیگر لانسر کو اپنے جسم
کے نیچے دبائے صوفے سمیت فرش سے جا لگا۔ زوردار دھماکے کی وجہ
سے صوفہ ٹوٹ گیا تھا۔

لانسر نے جھٹکا دے کر ٹائیگر کو اوپر اچھالنا چاہا مگر ٹائیگر نے پاگلوں
کے سے انداز میں اس کی ناک پر مسلسل اور زوردار ٹکریں مارنی شروع کر دیں۔
ٹائیگر اس انداز میں ٹکریں مار رہا تھا جیسے کوئی مشین چل پڑی ہو۔۔۔ لانسر نے
پہلے تو اپنا چہرہ بچانے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر پر تو وحشت سوار تھی۔ اس
نے اسے موقع ہی نہ دیا اور شاید دسویں یا بارہویں بھرپور ٹکر نے لانسر کے
جسم کو یک لخت ڈھیلا کر دیا۔۔۔ لیکن ٹائیگر اسی طرح ٹکریں مارتا چلا گیا۔
اور پھر لانسر کی ناک سے خون کی دھاریں بہہ نکلیں جب کہ ٹائیگر کی گردن سے
بھی خون نہ صرف اس کے گریبان کے اندر بہہ رہا تھا بلکہ اس کے چھینٹوں نے
لانسر کے پورے لباس پر بھی گلکاری کر دی تھی۔

جب ٹائیگر کو یقین ہو گیا کہ لانسر واقعی بے ہوش ہو گیا ہے تو وہ کروٹ
بدل کر نیچے فرش پر گرا اور پھر ٹوٹے ہوئے صوفے کا ہی سہارا لے کر
اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی وہ
جمپ لینے کے سے انداز میں اچھلا۔ اور اس کے بندھے ہوئے دونوں
ہاتھ ٹانگوں کے نیچے سے نکل کر آگے آ گئے۔ اب وہ کمان کی طرح جھکا ہوا
کھڑا تھا۔ پھر اس نے بندھے ہوئے دونوں ہاتھوں کی مدد سے پیروں میں

بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھولنی شروع کر دی۔ گانٹھ بورپی انداز میں باندھی گئی
تھی جو دیسے تو بے حد مضبوط ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کا ایک سرا پکڑ کر جھٹکے
سے کھینچا جائے تو اتنی آسانی سے کھل بھی جاتی ہے ——— چنانچہ دوسرے
لمحے پیروں پر بندھی ہوئی رسی کھل چکی تھی۔ پیروں کی رسی کھلتے ہی ٹائیگر تیز
تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاندھے سے دھکا دے
کر دروازہ کھولا اور باتھ روم میں داخل ہو گیا ——— اور پھر اس نے ٹاول
راڈ کی سائیڈ پتری کی مدد سے کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کاٹنی شروع کر
دی۔ گو اس کے بازو مڑے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خاصی
تیز رفتاری سے رسی کو پتری پر رگڑے چلا جا رہا تھا ——— نائیلون کی مضبوط
رسی آسانی سے کٹتی نظر نہ آ رہی تھی لیکن ٹائیگر نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل
کوشش جاری رکھی اور پھر کچھ دیر بعد رسی کے کٹنے کے آثار نمودار ہونے
لگے ——— ٹائیگر کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے۔ ابھی رسی پوری
طرح نہ کٹی تھی کہ اُسے باہر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی
سے چونکا اور پھر اُسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے بجلی کی سی تیزی
سے دروازے کی طرف پلٹا ——— باتھ روم کے دروازے پر اوپر نیچے
دونوں طرف چٹخنی لگی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے جلدی سے پیر کی مدد سے نچلی
چٹخنی لگا دی۔ اُسی لمحے دروازے کو زور سے دھکیلا گیا۔ لیکن ٹائیگر نے
دروازے کے ساتھ پشت لگا کر اُسے باہر کی طرف دبا دیا ——— چٹخنی
کے باوجود اُسے خطرہ تھا کہ دروازہ زور دار دھکے سے ٹوٹ بھی سکتا
کیونکہ اوپر کی چٹخنی وہ بندھے ہوئے ہاتھوں کی مدد سے نہ چڑھا سکتا تھا
اور جب تک ہاتھ نہ کھل جاتے وہ لانسر کا سامنا نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ

اُسے معلوم تھا کہ اس بار لانسر نے لازماً اُسے گولی مار دینی ہے۔ پہلے تو
دروازے کو دھکیلا جاتا رہا۔ پھر یہ دباؤ یک لخت ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے
ایک لمحے انتظار کیا اور پھر واپس تیزی سے ٹاول اسٹینڈ کی طرف لپکا۔
آدھی کٹی ہوئی رسی کو اس نے ایک بار پھر زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا۔
اور پھر جیسے ہی رسی کٹی اُسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سافٹ بورڈ کے
بنے ہوئے دروازے میں سے ایک گولی نکل کر ٹاول اسٹینڈ کے ساتھ
لگے ہوئے آئینے پر پڑی اور آئینے کے پرخچے اڑ گئے ——— ٹائیگر بالکل بال
بال بچا تھا۔ وہ تیزی سے اچھل کر سائیڈ میں ہوا۔ اگر وہ ٹاول اسٹینڈ کی آئینے
والی طرف کی پتری پر رسی رگڑ رہا ہوتا تو گولی ٹھیک اس کے پہلو میں
پڑتی۔

ٹائیگر سائیڈ میں ہوتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر اُسی
لمحے اُسے چٹخنی اترنے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے جلدی سے آگے
بڑھ کر نچلی چٹخنی کھینچی اور دروازہ ایک دھماکے سے کھول کر وہ سائیڈ میں
ہو گیا ——— لیکن جب کوئی ردِ عمل نہ ہوا تو وہ اچھل کر دروازہ کراس کر کے
دوسری طرف ہوا تاکہ اگر لانسر اس پر حملے کی سوچ رہا ہو تو وہ فوری طور پر
گولی نہ چلا سکے۔ لیکن دوسری طرف ہوتے ہوئے اس نے کمرے کا بیرونی
دروازہ کھلا دیکھا تو وہ پلٹ کر باتھ روم سے باہر آیا ——— اور پھر دروازے
کی طرف دوڑ آ گیا۔ باہر راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ لانسر جا چکا تھا۔ ٹائیگر
نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر واپس کمرے میں آ گیا۔ اس کی
کلائیوں پر ابھی تک رسیوں کے سرے لٹک رہے تھے اس نے جلدی سے
ان رسیوں کو علیحدہ کیا اور پھر الماری سے اس نے فرسٹ ایڈ باکس نکال

کہ پہلے گردن پہ آنے والے زخم پہ دوا لگائی۔ جس میں سے خون ابھی تک
رِس رہا تھا۔ لانسر تو بہرحال جا چکا تھا۔ اور جس حالت میں ٹائیگر تھا۔ اس حالت
میں وہ باہر نہ جا سکتا تھا ——— اس کی قمیض خون سے تر بتر ہو چکی تھی۔ اس
نے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر الماری سے ایک اور
لباس نکال کر وہ دوبارہ باتھ روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس
بدل کر باہر آیا تو اُسی لمحے دروازے پر ایک بار دستک ہوئی اور ٹائیگر
چونک کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے" ——— ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" اچھا تو اب تم نے بھی عورتوں کی طرح دروازہ کھولنے سے پہلے کون
ہے پوچھنا شروع کر دیا ہے" ——— باہر سے عمران کی مخصوص آواز سنائی
دی اور ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے چٹخنی اتار کر دروازہ کھول دیا۔

" ارے یہ کمرے کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ کیا خواب میں کسی سے لڑ
رہے تھے" ——— عمران نے سامنے ٹوٹے پڑے صوفے کو دیکھتے
ہوئے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے فرش
اور صوفے پر خون کے دھبوں کو چیک کر لیا۔ اور اس کے ہونٹ سیٹی کی
شکل میں سمٹ گئے۔

" لانسر آیا تھا" ——— ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کتنے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا" ——— عمران نے خشک لہجے میں
کہا۔ اور ٹائیگر نے ندامت بھرے انداز میں منہ جھکا لیا۔ وہ عمران کا طنز
سمجھ گیا تھا۔ کہ اگر لانسر اکیلا آیا تھا تو پھر بچ کر کیسے چلا گیا۔

اور پھر ٹائیگر نے اُسے مختصر طور پر ساری صورت حال بتا دی۔

" تو تمہارا خیال ہے کہ تمہاری ٹیلی فون کالیں چیک کی گئی ہیں۔ لیکن اور بھی
تو چکر ہو سکتا ہے۔ تم نے کمرے کی تلاشی لی ہے" ——— عمران نے اِدھر
اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" اور چیک ——— لیکن تالا تو میں نے خود کھولا تھا۔ اور وہ تالا بھی جدید
ساخت کا ہے" ——— ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" جدید ساخت کے تالے کو جدید ساخت کی چابی سے بھی کھولا جا سکتا
ہے۔ ٹیلی فون کالیں تو چیک ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ ہوٹل کی اپنی خود کار
ایکسچینج ہے" ——— عمران نے کہا اور ٹائیگر پہلی بار بُری طرح چونکا۔ اس
زاویے پر تو اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے سر ہلاتے ہوئے تلاشی
لینی شروع کر دی۔ جب کہ عمران تیزی سے اٹھتے ہوئے صوفے کی سائیڈ میں
پڑے ہوئے خنجر کی طرف بڑھ گیا ——— یہ وہی خنجر تھا جس سے لانسر نے ٹائیگر
کی گردن پہ زخم لگایا تھا اور جو صوفے پر گرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نکل
کر کونے میں جا گرا تھا۔

" اوہ عمران صاحب ——— یہاں ڈکٹا فون موجود ہے" ——— اُسی لمحے
ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ٹائیگر جو الماری کے نچلے حصے
میں ہاتھ پھیر رہا تھا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں جدید ساخت کا
ڈکٹا فون تھا۔

" اس کا مطلب ہے لانسر پہلے کمرے میں آیا اور ڈکٹا فون لگا کر چلا گیا"
ٹائیگر نے ڈکٹا فون کو بے کار کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

" اب تو یقین آ گیا کہ جدید ساخت کا تالا جدید ساخت کی چابی سے کھل
جاتا ہے۔ اس دور میں جو شخص تالوں پر اعتبار کرتا ہے وہ دنیا کا سب سے

بڑا احمق ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جناب ——— واقعی چوٹ ہو گئی ہے"
ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چوٹ لانسر کو بھی ہو گئی ہے۔ ٹائیگر اُسے شاید معلوم نہیں کہ یہاں کے مقامی غنڈے رعب کے لئے اپنے اسلحوں پر مخصوص نشانات لگاتے ہیں۔ یہ دیکھو خنجر پر سانپ کی آنکھ میں تیر کا نشان جانتے ہو یہ کس گروپ کا نشان ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ہاں عمران صاحب اچھی طرح جانتا ہوں یہ گولڈن کلب کے دنود منگٹ کے گروپ کا خاص نشان ہے" ——— ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو چوٹ صرف تمہیں ہی نہیں ہوئی لانسر کو بھی ہو گئی۔ وہ بھی اپنا کلیو چھوڑ گیا ہے۔ آؤ پہلے اس منگٹ کو پنگھٹ میں بدل لیں۔ پھر کچھ اور سوچیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔

لانسر کو ہوش آیا تو وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کا منہ اور گردن اپنے ہی خون سے تھڑے ہوئے تھے۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کمرہ خالی تھا۔ چونکہ اس کا جسم بندھا ہوا نہ تھا اس لیے وہ فوراً کھڑا ہو گیا ——— اس کی نظریں باتھ روم کے دروازے پر جم گئیں جو بند تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر یقیناً باتھ روم میں ہو گا کیونکہ کمرے کا دروازہ بدستور اندر سے بند تھا۔ ٹائیگر نے اُسے جس طرح شکست دی تھی وہ منظر یاد آتے ہی اس کے ذہن میں بھونچال سا آ گیا ——— یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا موقعہ تھا کہ وہ ایک بندھے ہوئے اور بے بس آدمی سے لڑائی میں مات کھا گیا تھا۔

"اسے کسی صورت میں زندہ نہیں رہنا چاہیئے۔ کسی بھی صورت میں" لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کسی پاگل بھینسے کی طرح دوڑتا ہوا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا ——— اس نے دروازے کو زور سے دھکیلا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ لانسر نے پاگلوں کے سے انداز میں

دروازے کو اپنے کاندھے سے ٹکر مار کر کھولنا چاہا لیکن دروازہ ہلا تک نہیں
اُسی لمحے اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا - دروازے میں چونکہ ذرا سی بھی لچک
نہ آئی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ ٹائیگر دروازہ بند کر کے اندر سے پشت لگائے
اُسے کھولنے سے روک رہا ہے ـــــ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے پلٹا اور
پھر اُسے ایک طرف پڑا ہوا اپنا ریوالور نظر آ گیا - اس نے جھپٹ کر ریوالور
اٹھایا اور پھر اس نے دروازے کے تختے کے ساتھ ریوالور کی نال لگا کر
ٹریگر دبا دیا ـــــ بھاری ریوالور کی گولی سافٹ بورڈ کو پھاڑتی ہوئی دوسری
طرف نکل گئی - لیکن نہ ہی لانسر کو کوئی چیخ سنائی دی اور نہ ہی کسی کے گرنے
کی آواز - بلکہ اس کی بجائے اندر ایسا دھماکہ ہوا جیسے کوئی چیز زور سے چٹخی
ہو ـــــ اُسی لمحے اُسے کمرے سے باہر کسی کے تیز تیز قدموں کی آواز سنائی
دی - یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دروازے کے پاس کھڑا تھا اور ریوالور
کا دھماکہ سن کر بھاگ رہا ہو - وہ بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی
طرف مڑا ـــــ اور پھر اس نے چٹخنی کھول کر دروازہ کھولا اور اچھل کر باہر
آ گیا - کوئی شخص تیزی سے سیڑھیاں اترا جا رہا تھا - لانسر کو اس کی ایک
جھلک سی دکھائی دی تھی -

لانسر ایک لمحے کے لئے رکا - پھر تیزی سے راہداری کے دوسرے
کونے کی طرف دوڑتا گیا - جہاں دور سے اُسے فائر ڈور کے الفاظ سرخ رنگ
میں لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے - اس کی حالت ایسی تھی کہ اس نے مین گیٹ
سے باہر جانے کا ارادہ بدل دیا تھا ـــــ اور جو شخص سیڑھیاں اتر گیا تھا اور
جس کی ایک جھلک اس نے دیکھی تھی - وہ اُسے ٹائیگر ہی لگا تھا - اس لئے
اب وہ اپنی کار میں جلد از جلد پہنچ کر اُسے دوبارہ کور کرنا چاہتا تھا - فائر ڈور

کھول کر وہ لوہے کی مخصوص سیڑھیاں اترتا ہوا چند ہی لمحوں میں ہوٹل کی عقبی
گلی میں پہنچ گیا - اور پھر وہاں سے تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سڑک کراس کر کے
اس پارکنگ کی طرف دوڑا جہاں اس کی کار موجود تھی - جیب سے رومال نکال
کر اس نے ناک منہ اور گردن کو قدرے ڈھانپ لیا تھا تاکہ فوری طور پر اس
کی حالت دیکھ کر لوگ چونک نہ پڑیں ـــــ لیکن وہاں ہر شخص اپنے ہی حال میں
مگن تھا - اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کار میں پہنچ گیا - اس نے کار میں پہنچتے
ہی سب سے پہلے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے رومال کی مدد سے چہرے
اور گردن پر جمے ہوئے خون کو رگڑ کر پونچھ ڈالا ـــــ اور پھر کار نکال کر وہ ہوٹل
کے سامنے کے رخ پہنچ گیا - اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی
تھیں - لیکن ٹائیگر اُسے وہاں کہیں بھی نظر نہ آیا - تو اس نے کار واپس اپنی
رہائش گاہ کی طرف دوڑا دی -

فیلیا اس کی حالت دیکھ کر چونک پڑی - اور لانسر نے اُسے
ٹائیگر سے اپنی لڑائی کا حال بتایا -

" اوہ ـــــ تم اُسے زندہ چھوڑ کر کیوں آ گئے - اُسے ہر صورت میں اغوا
کر کے لے آنا تھا یہاں ہم اس کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر کے اُس سے
اصل صورت حال اگلوا لیتے " ـــــ فیلیا نے کہا -

" وہ انتہائی سخت جان آدمی ہے - میں نے اس کی نفسیات دیکھ لی ہے -
وہ مر تو سکتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا - اس لئے میں جان بوجھ کر واپس آ گیا
ہوں - اب مجھے اس کی نگرانی کرانی ہو گی - اس طرح ہی ہم اس سے کچھ حاصل
کر سکتے ہیں " ـــــ لانسر نے کہا - اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور
اٹھایا اور منگٹ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے - منگٹ کلب میں ہی مل گیا -

"ہیلو ـــ لانسر بول رہا ہوں" ـــ لانسر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــ یس سر ـــ حکم فرمائیے سر" ـــ دوسری طرف سے منگٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"منگٹ میں ایک آدمی کی نگرانی کرانا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس اس کام کے لئے آدمی ہیں" ـــ لانسر نے پوچھا۔

"بالکل جناب ـــ منگٹ کے پاس پوری تنظیم ہے۔ آپ حکم فرمائیں" منگٹ نے کہا۔

"ہوٹل ہونگا کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں ایک نوجوان ٹائیگر نامی رہتا ہے۔ مقامی غنڈہ کہلاتا ہے" ـــ لانسر نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل جناب ـــ میں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ خاصا معروف آدمی ہے" ـــ منگٹ نے کہا۔

"اچھا تو کیا اُسے اغوا کر کے میری رہائش گاہ تک پہنچایا جا سکتا ہے" لانسر نے فوراً ہی ارادہ بدلتے ہوئے کہا۔ پہلے اس کا خیال صرف نگرانی تک محدود تھا لیکن اب اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ فیلیا کی بات اُسے پسند آئی تھی کہ اُسے یہاں بلوا کر اس سے کرنل رابرٹ کا موجودہ پتہ اگلوایا جا سکتا ہے۔

"اغوا کرانے کی ضرورت نہیں ہے وہ فری لانسر کام کرنے والا ہے۔ اُسے رقم کی آفر کی جائے تو وہ خود بخود چلا آئے گا" ـــ منگٹ نے کہا۔

"نہیں ـــ پھر تم اس کی اصل شخصیت کو نہیں جانتے وہ یہاں کی

سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ وہ شاید ڈاج کرنے کے لئے غنڈہ بنا ہوا ہے" لانسر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ نہیں صاحب وہ تو عام سا غنڈہ ہے" ـــ منگٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ بہرحال میں نے اس سے کچھ اگلوانا ہے۔ اب تم اُسے کس طرح یہاں تک پہنچاتے ہو یہ تمہارا کام ہے" ـــ لانسر نے کہا

"سر اگر ایسی بات ہے تو پھر اُسے آپ کی رہائش گاہ تک کسی صورت نہیں پہنچایا جانا چاہیئے۔ میں اُسے کسی اور اڈے پر پہنچا کر آپ کو کال کر دوں گا۔ آپ وہاں پہنچ کر اس سے جو کچھ حاصل کرنا ہے حاصل کر لیں" ـــ منگٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ تم اُسے اغوا کر کے کسی مخصوص اڈے پر پہنچا ڈالو پھر مجھے اطلاع کر دو" ـــ لانسر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا رسیور رکھ کر لانسر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو نہ صرف اس نے میک اپ بدل رکھا تھا بلکہ اس کا لباس بھی بدلا ہوا تھا۔ وارڈ روب میں اس کے سائز کے کئی سوٹ موجود تھے ـــ اس لئے اسے لباس بدلنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی تھی۔

"تم کس سیکرٹ سروس کی بات کر رہے تھے" ـــ فیلیا نے اس سے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس بڑی خطرناک سیکرٹ سروس ہے۔ باس نے

مجھے خاص طور پر اس سے خبردار کیا تھا۔ اس وقت تو میں نے باس کی باتوں کی
پرواہ نہ کی تھی۔ لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس پس ماندہ ملک کی
سیکرٹ سروس ترقی یافتہ ممالک کی سروسز سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔
کرنل رابرٹ کو جس انداز میں اغوا کیا گیا اور جس طرح اُسے تابوت میں ڈال کر
ایئرپورٹ پہنچایا گیا اس پر کسی کو ذرہ برابر بھی شک نہ ہو سکتا تھا ــــ لیکن
اب مجھے معلوم ہوا کہ سیکرٹ سروس نہ صرف اس سے واقف ہو گئی بلکہ
انہوں نے عین موقع پر کرنل رابرٹ کو بھی واپس حاصل کر لیا۔ اور اب
یقیناً کرنل رابرٹ سیکرٹ سروس کے پاس ہو گا" ــــ لانسر نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے اب ہمیں براہِ راست سیکرٹ سروس سے ٹکرانا
ہو گا" ــــ فیلیا نے کہا۔

"ہاں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میرے
پاس سیکرٹ سروس کے متعلق کوئی کلیو موجود نہیں ہے۔ بس لے دے
کے ایک ٹائیگر سامنے آیا ہے۔ اب دیکھو شاید اس سے کچھ حاصل ہو سکے"
لانسر نے کہا۔

"لانسر ــــ میرے خیال میں اس ملک کی آب و ہوا نے تمہارے
ذہن پر اثرات ڈالے ہیں" ــــ فیلیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے
بعد کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیا کہنا چاہتی ہو" ــــ لانسر نے بُری طرح چونکتے
ہوئے کہا۔

"تم سپر ایجنٹ ہو۔ تمہارے اندر خاص صلاحیتیں ہیں۔ تم نے ہزاروں

ے کارنامے انجام دیئے ہیں جو بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں۔ لیکن میں دیکھ رہی
ہوں کہ یہاں آ کر تمہاری تمام صلاحیتیں کند ہو کر رہ گئی ہیں ــــ تم ٹائیگر سے
کرائے لیکن اس سے کچھ حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے اور اب تم اپنا کام
دوسروں کے کندھے پر ڈال کر خاموش بیٹھے ہو۔ اگر باس نے یہاں کی سیکرٹ
سروس کے متعلق ایسے ریمارک پاس کئے ہیں جیسے تم بتا رہے ہو تو پھر یقیناً
ٹائیگر منگٹ کے بس کا روگ نہیں ــــ اور تم نے منگٹ کو اس ٹائیگر
کے بارے میں بتا کر حماقت کی ہے مجھے تو احساس ہو رہا ہے کہ بجائے
اس کے کہ منگٹ ٹائیگر کو اغوا کرے۔ ٹائیگر اس منگٹ کے ذریعے یہاں
پہنچ جائے گا" ــــ فیلیا نے کہا۔

"اوہ اوہ فیلیا ــــ واقعی تم نے درست کہا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے
جانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے تو میں نے ایسی بے بسی کبھی محسوس
نہیں کی تھی۔ تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں خود کچھ کرنا چاہیئے۔ ٹھیک
ہے۔ اٹھو۔ تم نے لانسر کی انا کو چیلنج کیا ہے ــــ تو پھر دیکھو لانسر کس طرح
سیکرٹ سروس پر قہر بن کر ٹوٹتا ہے۔ آؤ ہمیں فوراً یہ اڈہ چھوڑ دینا
چاہیئے" ــــ لانسر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور
پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا اندر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں اسلحہ اور
کرنسی موجود تھی۔ اس نے کرنسی نوٹوں کی خاصی بھاری تعداد ایک بریف کیس
میں منتقل کی ــــ کچھ ضروری اسلحہ اٹھایا اور پھر باتھ روم میں جا کر اس نے
میک اپ باکس اٹھا کر بریف کیس میں ڈالا اور باہر آ گیا۔

"لیکن کہاں جاؤ گے" ــــ فیلیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم دیکھو تو سہی میں کیا کرتا ہوں پہلے میرے پاس کرنسی نہ تھی۔ اس لئے

مجھے منگٹ کا سہارا لینا پڑا۔ اب کسی بھی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے کوئی کوٹھی
کار حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور اب میرے ذہن میں ایک اور پروگرام آ
ہے۔ مجھے اب اس علی عمران کو ڈھونڈھنا پڑے گا۔ اگر وہ مجھے نہ
گیا تو میں کرنل رابرٹ کو تلاش کرلوں گا"۔۔۔ لانسر نے کہا اور پھر وہ
کو ساتھ لئے کوٹھی سے باہر آگیا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھے شہر کی طرف بڑھے جارہے
تھے۔ لانسر نے سب سے پہلے شہر میں بھاری رقم ایڈوانس جمع کرا کر کرائے
کی کار حاصل کی ۔۔۔ اور پھر ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے وہ تھوڑی دیر بعد
جدید کالونی میں ایک مناسب کوٹھی بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس
کوٹھی میں ٹیلی فون بھی موجود تھا۔ چنانچہ کوٹھی میں پہنچتے ہی اس نے ٹیلی فون کا
رسیور اٹھایا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس انکوائری پلیز"۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی
دی۔

"مجھے علی عمران کے فلیٹ کا نمبر چاہیئے۔ وہ یہاں کی مشہور شخصیت
ہے"۔۔۔ لانسر نے کہا۔

اور آپریٹر نے فوراً ہی عمران کے فلیٹ والے ٹیلی فون کا نمبر بتا دیا۔
ظاہر ہے عمران شیطان کی طرح مشہور تھا۔

"یہ فون یہاں موجود ہے۔ یعنی فلیٹ کا پتہ وغیرہ بھی تو آپ کے پاس
گا۔ میں اس کا دوست ہوں اور مجھے فوراً اس سے ملاقات کرنی ہے لیکن
اس کا پتہ مجھ سے گم ہو گیا ہے"۔۔۔ لانسر نے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔ وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتے ہیں"

دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔ وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی تعاون
کرنے کا عادی تھا۔

"شکریہ شکریہ"۔۔۔ لانسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر
اس نے کریڈل دبا کر عمران کے نمبر ڈائل کئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد کسی کی
آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام لارنس ہے۔ میں ان کا دوست
ہوں"۔۔۔ لانسر نے جلدی سے کہا۔

"وہ موجود نہیں ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا
گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

لانسر چند لمحے رسیور ہاتھ میں پکڑے کھڑا رہا۔ پھر اس نے رسیور
رکھ دیا۔

"آؤ فیلیا۔۔۔ اس فلیٹ کو چیک کرلیں۔ شاید کرنل رابرٹ یہیں ہو۔
ورنہ اس سلیمان سے بھی کچھ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں"۔۔۔ لانسر نے
کہا اور فیلیا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے کنگ روڈ کی طرف بڑھے جارہے
تھے۔ کنگ روڈ پر جانے کے لئے انہیں گولڈن کلب کے سامنے سے ہو کر
گزرنا تھا۔ جیسے ہی ان کی کار گولڈن کلب کے قریب پہنچی۔ لانسر بری طرح
چونک پڑا۔۔۔ اس نے ایک کار کلب کے مین گیٹ کے سامنے رکتی ہوئی
دیکھی اور جب تک اس کی کار گیٹ تک پہنچتی اس نے کار میں سے دو افراد
کو باہر نکلتے دیکھا اور لانسر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کار سے اترنے والے

دونوں افراد تیز تیز قدم اٹھاتے کلب میں داخل ہو گئے تھے۔ لانسر نے کچھ آگے جا کر کار روک دی۔

"کیا ہوا —— کار کیوں روک دی" —— ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی فیلیا نے چونک کر پوچھا۔

"جنہیں ہم تلاش کر رہے ہیں وہ گولڈن کلب میں گئے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو پہچان لیا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ ہے جو جہاز میں بندر کے ساتھ آیا تھا۔ اُسی کا نام علی عمران ہے اور دوسرا ٹائیگر ہے" —— لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے میرا اندازہ درست تھا وہ منگٹ تک پہنچ گئے ہیں" —— فیلیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں تم نے درست کہا تھا۔ اگر ہم منگٹ کے چکر میں رہتے تو یقیناً یہ لوگ ہمیں کوٹھی میں ہی گھیر لیتے" —— لانسر نے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" —— فیلیا نے پوچھا۔

"دیکھو یہ کیا کرتے ہیں" —— لانسر نے کہا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں باہر آتے دکھائی دیئے۔ اور پھر صرف عمران کار میں بیٹھا اور کار موڑ کاٹ کر ان کی طرف آنے لگی۔ جب کہ ٹائیگر پیدل ہی دوسری طرف بڑھ گیا تھا۔

"ہاں بالکل بندر والے کو میں نے پہچان لیا ہے" —— فیلیا نے کہا۔ وہ بھی بیک مرر میں دیکھ رہی تھی۔ لانسر نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد کار ان کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ گئی۔

"فیلیا —— وہ ٹائیگر یہیں رک گیا ہے تم اس کی نگرانی کرو۔ میں عمران کے پیچھے جاتا ہوں" —— لانسر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر فیلیا کی طرف بڑھا دی۔ فیلیا سر ہلاتی ہوئی نیچے اتری اور لانسر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے عمران کی کار کے پیچھے ڈال دی۔

دو تین سڑکوں پر مڑنے کے بعد عمران کی کار ایک کیفے کے سامنے رک گئی۔ اور عمران اتر کر کیفے کے اندر داخل ہو گیا۔ لانسر نے بھی کار ایک سائیڈ میں روکی اور پھر وہ اتر کر عمران کے پیچھے کیفے میں داخل ہو گیا۔ جب وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے عمران کو ایک فون بوتھ میں داخل ہوتے دیکھا۔ برآمدے میں چار پبلک فون بوتھ ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے —— لانسر بھی دوسرے فون بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے یوں جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں جیسے سکے تلاش کر رہا ہو۔ عمران —— اس وقت رسیور اٹھا کر نمبر گھما رہا تھا —— لانسر کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے چند سکے نکالے اور باکس میں ڈال کر رسیور اٹھا لیا۔ اور یونہی دو تین نمبر گھما دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی بجائے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں —— لانسر کے کان عمران کی طرف لگے ہوئے تھے۔ فون بوتھ کی سائیڈوں میں بڑے بڑے گول سوراخ تھے جو ہوا کے لئے بنائے گئے تھے۔ اس لئے آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں۔

"ہیلو —— عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر فاروقی —— میرا مریض تو بخیریت ہے" —— عمران کی آواز سنائی دی اور مریض کا نام سن کر لانسر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اچھا —— سرداور اُسے لے گئے ہیں۔ لیکن وہ لیبارٹری میں تو اُسے نہیں لے جا سکتے" —— عمران کی آواز سنائی دی۔ اور پھر دوسری طرف آواز سننے لگا۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اب لانسر نے بھی ہیلو کہہ کر خواہ مخواہ کی بات شروع کر دی۔ وہ خواہ مخواہ کی کاروباری گفتگو کر رہا تھا۔ جب عمران بولتا تو وہ خاموش ہو جاتا۔ اور جب عمران سننے لگتا تو وہ بولنے لگتا تھا۔

"ٹھیک ہے میں کرنل رابرٹ سے ابھی مل لیتا ہوں۔ شکریہ" چند لمحوں بعد عمران نے زور سے کہا اور رسیور ہک میں لٹکا کر وہ سرسری نگاہوں سے لانسر کو دیکھتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکل گیا۔ لانسر اُسی طرح گفتگو میں مصروف رہا —— جب عمران برآمدے سے باہر نکل گیا تو لانسر نے بھی رسیور ہک میں ڈالا۔ اُسی لمحے باکس سے سکوں کی کھنکھناہٹ سنائی دی چونکہ کال نہ ہوئی تھی اس لئے سکے خود بخود باہر آ گئے تھے۔ لانسر نے جلدی سے سکے اٹھا کر واپس جیب میں ڈالے اور بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جب وہ اپنی کار تک پہنچا تو اس نے عمران کی کار کو کچھ فاصلے پر جاتے ہوئے دیکھا۔ لانسر نے کار اس کے پیچھے ڈال دی —— وہ بڑے ماہرانہ انداز میں تعاقب کر رہا تھا۔ اور پھر جب عمران کی کار ایک قلعہ نما عمارت کے گیٹ میں داخل ہو گئی تو لانسر کار بڑھاتا آگے نکل گیا۔ اس نے ایک مناسب جگہ پر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس اس قلعہ نما عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

دنود منگٹ گولڈن کلب میں موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ٹائیگر کو وہیں چھوڑا تا کہ جیسے ہی منگٹ کی واپسی ہو وہ اس سے لانسر کا پتہ ٹھکانا معلوم کر سکے —— اور خود وہ واپس اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ موجودہ کیس بڑا ڈھیلا ڈھالا سا تھا۔ لانسر کی اصل حیثیت کا ابھی علم نہ تھا۔ اور بظاہر اس پر کوئی ایسا جرم بھی ثابت نہ ہوتا تھا جو کہ سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں آتے —— اس لئے عمران اس میں بھرپور انداز میں دلچسپی نہ لے رہا تھا بلکہ اس کا خیال تھا کہ جیسے ہی لانسر کا پتہ لگے گا وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آگے کر دے گا۔ باقی رہا کرنل رابرٹ اور اٹیک وَن تو عمران کو واقعی اٹیک ون کے بارے میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ اُسے اتنا تو معلوم تھا کہ اٹیک ون ایکریمیا میں معمولی مقدار میں دریافت ہوا۔ اور دفاعی لحاظ سے یہ نیا عنصر یا مادہ بے حد اہم ہے —— لیکن اس کے بعد ایسا مادہ پھر کہیں دریافت نہ ہو سکا۔ اور ویسے بھی اس مادے سے

دفاعی ہتھیار بنایا اُسے استعمال میں لے آنے کے لئے انتہائی جدید قسم کی
لیبارٹریوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسی لیبارٹریاں کم از کم پاکیشیا میں نہ
تھیں اور نہ پاکیشیا ایسی لیبارٹریاں قائم کرنے کی پوزیشن میں تھا۔ اس
لئے اس نے اس معاملے میں زیادہ دلچسپی نہ لی تھی ـــــ فلیٹ جاتے ہوئے
عمران کو اچانک خیال آیا کہ وہ ہسپتال سے معلوم تو کرے کہ سردادر کی
ملاقات کرنل رابرٹ کے ساتھ ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہوئی ہے تو کیا وہ کوئی پیغام
تو نہیں چھوڑ گئے ـــــ چنانچہ اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور پھر
اس کے برآمدے میں موجود فون بوتھیں سے ایک فون بوتھ میں گھس گیا۔ اس
نے ہسپتال کے نمبر ڈائل کئے تو اُسے بتایا گیا کہ سردادر کرنل رابرٹ کو
ہسپتال سے فارغ کرا کے لے گئے ہیں اور عمران کے لئے پیغام چھوڑ گئے ہیں۔
کہ وہ فوراً رانا ہاؤس میں ان سے ملے ـــــ کرنل رابرٹ کو سردادر نے
رانا ہاؤس پہنچا دیا ہے۔ سردادر چونکہ رانا ہاؤس کے متعلق اچھی طرح جانتے
تھے۔ اور پھر رانا ہاؤس میں موجود جوزف اور جوانا بھی سردادر سے واقف تھے
اس لئے سردادر نے رانا ہاؤس کا انتخاب کیا ہو گا ـــــ چنانچہ عمران
نے فون کرنے کے بعد فلیٹ پر جانے کی بجائے براہِ راست رانا ہاؤس
جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ سردادر سے بات چیت کر کے کرنل رابرٹ کے
سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جا سکے۔

"آؤ عمران ـــــ مجھے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے تمہارا انتظار کرتے"
رانا ہاؤس پہنچتے ہی سردادر نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ کرنل رابرٹ کے ساتھ
ہی وہاں موجود تھے۔ کیپتان بندر بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور عمران نے دیکھا
کہ جوزف اور کیپتان بندر باقاعدہ چیخ چیخ کرتے ہوئے ایک دوسرے

سے باتوں میں مصروف تھے۔ جوزف کے چہرے اور آنکھوں میں ایسی چمک
تھی جیسے وہ ایک بار پھر جنگل کی زندگی میں لوٹ گیا ہو۔

"میرا انتظار ـــــ وہ کیوں ـــــ یہاں مترجم کے طور پر جوزف تو موجود
تھا۔ آپ دیکھ نہیں رہے کہ وہ معزز مہمان کے ساتھ کس بے تکلفی سے گفتگو
کر رہا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اسی لئے میں حفاظت
کے خیال سے کرنل رابرٹ کو یہاں لے آیا ہوں۔ سنو۔ کرنل رابرٹ نے
اتفاق سے ناراک لینڈ کے جنگل میں اٹیک دن کو دریافت کر لیا ہے۔ اور
پھر جب انہوں نے اٹیک دن کے بارے میں پڑھا تو یہ خفیہ طور پر ناراک
لینڈ گئے ـــــ اور انہوں نے وہاں سے اس مادے کو سمیٹ لیا اور
اُسے یہاں پاکیشیا میں لا کر ایک جگہ چھپا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ اپنی
وصیت میں اس کا ذکر کر جائیں گے تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کا نام قائم
رہے۔ لیکن شاید حکومت ناراک لینڈ کو اس کا علم ہو گیا ـــــ چنانچہ اس
نے اپنا ایک ایجنٹ بھیج کر انہیں اغوا کرانے کی کوشش کی لیکن تمہاری
وجہ سے یہ اغوا ہونے سے بچ گئے۔ اب یہ اٹیک دن کرنل رابرٹ باقاعدہ
طور پر حکومت پاکیشیا کے حوالے کرنا چاہتے ہیں ـــــ یہ پاکیشیا کے
لئے انتہائی قیمتی چیز ہے۔ چنانچہ میں نے وہیں ہسپتال سے ہی
صدر مملکت اور سر سلطان سے بات کی تو انہوں نے فوری طور پر
اس مادے کو حکومتی تحویل میں لینے کی خواہش ظاہر کی اور کرنل رابرٹ کی
خواہش کے مطابق ان کی بیوی کے نام ایک شاندار ٹرسٹ قائم کرنے
کا فیصلہ بھی کر لیا گیا ہے" ـــــ سردادر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— دینے والا جب تیار ہے اور لینے والا بھی لینا چاہتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور البتہ آپ کو کمیشن ملے گا۔ اس میں سے کچھ مجھے بھی دے دیجئے گا۔ میرے باورچی خانے کا خرچہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"
عمران نے اپنی ہی ہانکتے ہوئے کہا۔

"بس بس مذاق مت کرو۔ پوری بات سن لو۔ کرنل رابرٹ نے یہ مادہ ایک خاص قسم کے ڈبے میں بند کر کے اسے پاکیشیا کے شمالی جنگل میز دمیں چھپایا ہوا ہے ——— اور مزید رازداری کی غرض سے یہ کام کرنل رابرٹ نے اپنے بندر کپتان سے لیا ہے تاکہ اگر کسی بھی وقت ان سے زبردستی یہ مادہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو زبردستی کرنے والا ناکام ہو جائے" ——— سرداور نے کہا۔

"لیکن اگر کرنل رابرٹ سے پہلے کپتان صاحب کپتانی سے ریٹائر ہو جاتے تب" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی کرنل نے سوچا کہ اوّل تو ایسا اتفاق ممکن نہیں۔ کیونکہ اس نسل کے بندر اس قدر ذہین اور عیار ہوتے ہیں کہ آسانی سے مار نہیں کھاتے۔ جب کہ ان کی طبعی عمر خاصی طویل ہوتی ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اس جگہ کے متعلق بندر سے پوچھ کر راجرم کیپسول میں اس کی نشانی بند کر کے کیپسول بندر کے معدے میں پہنچا دیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ راجرم کیپسول سو سال بھی اگر کسی انسان یا جانور کے معدے میں رہے تو ضائع نہیں ہوتا اور نہ نکالا جا سکتا ہے ——— چنانچہ بندر کی موت کی صورت میں اس کا پیٹ چاک کر کے اس کے معدے سے یہ کیپسول حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کرنل رابرٹ نے اس کی تفصیل بھی اپنے وصیت نامے

میں درج کر دی تھی" ——— سرداور نے کہا۔

"تو اب کیا مسئلہ ہے۔ کرنل رابرٹ بھی ماشاء اللہ حیات ہیں اور کپتان صاحب بھی۔ آخر پریشانی کیا ہے" ——— عمران نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"پریشانی ہے۔ اس لئے تو تمہارا انتظار کیا جا رہا ہے۔ پریشانی یہ ہے کہ جب لانسر پہلی بار کرنل رابرٹ سے ملا تو کرنل رابرٹ کی چھٹی حس نے انہیں خطرے کا احساس دلایا۔ اس پر انہوں نے بندر کو بھیجا کہ وہ جا کر چیک کرے کہ کیا وہ ڈبہ صحیح سلامت اپنی جگہ پر موجود ہے ——— جب کرنل رابرٹ پر حملہ ہوا تو بندر کوٹھی میں موجود نہ تھا۔ وہ شاید اس وقت پہنچا جب لانسر اور اس کے ساتھی کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ بہر حال ہوش آنے پر کرنل رابرٹ نے بندر سے پوچھا تو بندر نے بتایا کہ وہ ڈبہ اپنی سابقہ جگہ پر موجود نہیں ہے۔ اسے وہاں سے نکال لیا گیا ہے" ——— سرداور نے کہا۔

"چلو قصہ ختم ہوا۔ نہ رہا ڈبہ نہ بجے گی ڈبیا۔ میرا مطلب ہے نہ رہا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ بلکہ اب میرا خیال ہے شہنائی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ کیونکہ شہنائی کو فراقیہ ساز سمجھا جاتا ہے" ——— عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— یہ مادہ ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ میں نے یہ ساری بات صدر مملکت کے ساتھ تفصیل سے کی ہے۔ صدر مملکت نے فوری طور پر اٹینک ڈن کی تلاش کا حکم دے دیا ہے۔ اور شاید تمہیں معلوم نہیں کہ سر سلطان نے اس کی حامی بھر لی ہے" ——— سرداور نے اشاروں سے بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کرنل رابرٹ کے سامنے ایکسٹو کا نام نہ

لینا چاہتے تھے۔

"جناب پہلے تو مجھے یہ سمجھائیں کہ ہم اس مادے کا کیا کریں گے۔ ہمارے پاس ایسی لیبارٹریاں ہیں جہاں اسے استعمال کیا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ بین الاقوامی طور پر اس مادے کی دریافت کے بعد مجھے بھی اس پر تحقیق کے لئے کہا گیا تھا اور میں نے اپنی تحقیق ایک نئے زاویے سے کی تھی۔۔۔ باقی سائنسدانوں نے تو اس سے دفاعی کام لینے کے بارے میں سوچا تھا جب کہ میں نے اس سے تعمیری کام لینے کے سلسلے میں تحقیق کی۔۔۔ اور چونکہ یہ مادہ مزید نہ مل سکا تھا اس لئے ساری بات ہی ختم ہو گئی۔ میری تحقیق کے مطابق اس مادے کی معمولی سی مقدار سے اس قدر توانائی حاصل کی جا سکتی ہے کہ ہم اپنے ملک کے تمام کارخانے۔ موٹریں۔ ٹیوب ویل اور تمام مشینری کو ایک ہزار سال تک آسانی سے چلا سکتے ہیں۔۔۔ یوں سمجھو کہ اس مادے کے حاصل کرنے کے بعد ہمیں بجلی پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹ۔ ڈیم۔ پٹرول اور تیل حاصل کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس مادے کی معمولی سی مقدار میں ہزاروں سورجوں سے بھی زیادہ توانائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے لئے کسی لمبی چوڑی لیبارٹری کی ضرورت نہیں۔۔۔ جس لیبارٹری کا میں انچارج ہوں وہاں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ اگر اٹیک ڈن ہمیں مل جاتا ہے تو ہمارا ملک معاشی۔ سائنسی، صنعتی طور پر کس قدر خوشحال اور ترقی یافتہ ہو سکتا ہے۔ میرے پاس اس کی مکمل تحقیق موجود ہے۔ اگر مجھے یہ مادہ آج مل جائے تو میں چھ ماہ کے اندر ملک کی کایا پلٹ سکتا ہوں"

سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پھر تو واقعی یہ ہمارے لئے انتہائی قیمتی ہے۔ اور اب تو اسے ڈھونڈھنا ہی پڑے گا"۔۔۔ عمران نے پہلی بار بھرپور انداز میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔ کرنل رابرٹ اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس اس شیطان کے آمادہ ہونے کی ضرورت تھی۔ اب یقین رکھو کہ یہ پاتال میں سے بھی اس عنصر کو ڈھونڈھ نکالے گا"۔۔۔ سرداور نے عمران کے آمادہ ہوتے ہی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کرنل رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا جو اب تک بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"سرداور مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ وہاں اٹیک ڈن موجود نہیں ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کپتان غلط نہیں کہتا۔ جب سے مجھے علم ہوا ہے یقین کرو میرا خون خشک ہو گیا ہے"۔۔۔ کرنل رابرٹ نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ اٹیک ڈن والا ڈبہ رکھا کہاں گیا تھا۔ اور دوسری بات سوچنے کی یہ ہے کہ آخر وہاں سے یہ ڈبہ کس نے نکالا ہو گا۔ کہیں کپتان وہ جگہ تو نہیں بھول گیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کپتان کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں بتاتا ہوں۔ کپتان نے یہ ڈبہ میزو جنگل کے درمیان میں واقع جھیل کی تہہ میں ایک چٹان کے قدرتی سوراخ کے اندر چھپایا تھا۔ وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے تو مجھے حیرت ہے کہ آخر وہ ڈبہ گیا کہاں"۔۔۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"لیکن بندر کس طرح جھیل کے اندر اترا۔ بندر تو پانی سے گھبراتے ہیں" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کپتان ماہر غوطہ خور ہے۔ بس اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ ڈبہ جھیل کی تہہ میں
ہے۔ لیکن اس قدرتی جھیل کی تہہ میں بے شمار چٹانیں ہیں۔ اور ڈبہ کس چٹان
میں ہے۔ اس کا علم صرف کپتان کو ہے یا اس کے معدے میں موجود کیپسول
کے اندر یہ راز بند ہے" ـــــ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اس ڈبے کی ساخت کیا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"یہ ڈبہ چار فٹ مربع کا ہے اور خصوصی قسم کی دھات کا بنا ہوا ہے۔
جس میں کسی صورت پانی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس میں وہ تمام مٹی موجود ہے
جس میں اٹیک ون شامل ہے" ـــــ کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ غوطہ خوری کر کے آسانی سے ڈبہ
ڈھونڈھا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں ـــ ڈبہ وہاں موجود نہیں ہے۔ میں نے کپتان سے پوری تفصیل
معلوم کی ہے۔ کپتان نے ایک ایک چٹان چھان ماری ہے۔ اسے ڈبہ نہیں
ملا" ـــــ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"تو پھر آپ کا کیا خیال ہے۔ جھیل کی تہہ میں واقع چٹان سے یہ ڈبہ کون
لے جا سکتا ہے اور اگر یہ ڈبہ وہاں سے نکالا جا چکا ہوتا تو پھر ناراک لینڈ کے
ایجنٹوں کو آپ کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور جہاں تک میرا
آئیڈیا ہے انہیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ اٹیک ون ناراک لینڈ سے
لا چکے ہیں ورنہ آپ کو وہ اغوا کر کے لے جانے کی بجائے آپ پر یہیں تشدد کر
کے یہ راز حاصل کرنے کی کوشش کرتے" ـــــ عمران نے کہا۔

اسی لمحے اچانک کسی کی چیخ سنائی دی۔ اور اس کے بعد ایسا محسوس
ہوا جیسے کوئی بھاری شے نیچے گری ہو۔ یہ آوازیں پچھلے ملحقہ کمرے سے آ رہی

تھیں۔ عمران کرسی پر سے اچھلا اور پھر بے تحاشا دوڑتا ہوا پچھلے کمرے کی طرف
بھاگا۔

لانسر نے عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ اور پھر عمارت کی عقبی طرف ایک ایسی
جگہ اسے نظر آ گئی جہاں سے وہ عمارت کے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ گو عمارت
قلعہ نما تھی اور اس کی اونچی دیواریں آسمان تک چلی گئی تھیں ـــ پھر دیواروں
کے اوپر بجلی کی تاریں لگائی گئی تھیں۔ لیکن لانسر سپر ایجنٹ تھا۔ اس کی
تیز نظروں نے ایک راستہ ڈھونڈھ ہی لیا تھا۔ اور یہ راستہ ملحقہ عمارت
سے جاتا تھا ـــ ملحقہ عمارت کی چھت اور قلعہ نما عمارت کی چھتوں کے
درمیان سات فٹ کا فاصلہ تھا۔ اور ظاہر ہے کوئی آدمی بھی سات فٹ
لمبی چھلانگ نہ لگا سکتا تھا۔ اور اگر لگاتا بھی تو اس سے چھت پر اتنا زوردار
دھماکا ہوتا کہ یقیناً عمارت میں موجود ہر شخص چونک پڑتا ـــ لیکن لانسر نے
اس سات فٹ طویل فاصلے کو طے کرنے کا آسان حل تلاش کر لیا تھا ملحقہ

عمارت کی چار دیواری چھوٹی تھی۔ اس لئے لانسر اُسے آسانی سے کراس کر گیا
اور پھر پائیں باغ سے ہوتا ہوا وہ عمارت کی پچھلی طرف موجود پانی کے موٹے
موٹے پائپوں کے ذریعے چند لمحوں میں چھت پر پہنچ گیا ——— چھت کے
کنارے پر پہنچ کر وہ کنارے سے نیچے بنے ہوئے ایک کھڑکی کے شیڈ پر
اتر گیا۔ اس طرح کا شیڈ قلعہ نما عمارت کی ہر کھڑکی پر بنا ہوا تھا۔ لیکن
ان شیڈوں کی وجہ سے فاصلہ صرف ڈیڑھ فٹ کے قریب کم ہوا تھا۔ لانسر
نے شیڈ کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور نیچے لٹک گیا ——— اس کے
بعد اس نے اپنے جسم کو جھولے کے سے انداز میں زور سے جھلانا ...
دوسرے لمحے وہ ہوا میں ہی قلابازی کھاتا ہوا درمیانی دیوار کے اوپر سے
گزر کر قلعہ نما عمارت کے شیڈ تک پہنچ گیا ——— قلابازی کھانے کی وجہ
سے اس کا جسم فضا میں اچھل کر جب نیچے کی طرف آیا تو وہ درمیانی فاصلہ
کم کر چکا تھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ قلعہ نما عمارت کی کھڑکی
کے شیڈ پر جم گئے ——— اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر الٹی قلابازی
کھائی اور دوسرے لمحے اس کا جسم شیڈ کے اوپر پہنچ گیا۔ اس کے بعد
عمارت کی چھت پر پہنچنے میں اُسے دیر نہ لگی۔ یہ واقعی حیرت انگیز مہارت
تھی لیکن لانسر کی تربیت بھی ایسی تھی کہ اس قسم کی چھلانگیں اس کے لئے
کوئی مسئلہ نہ تھیں ——— چھت پر پہنچتے ہی وہ انتہائی احتیاط سے جھکے
جھکے انداز میں چلتا ہوا سیڑھیوں تک پہنچا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ دوسری
منزل میں آ گیا۔ ایک راہداری میں نچلے کمروں کے روشندان تھے جب
وہ ایک روشندان تک پہنچا۔ تو اس کے کانوں میں انسانی باتوں کی ہلکی
سی آواز سنائی دی ——— اس نے ذرا سا روشندان کھولا تو اُسے ایک

کمرہ دکھائی دیا۔ جس میں سامان پڑا ہوا تھا۔ کمرے کے سامنے کا دروازہ کھلا
ہوا تھا اور باتوں کی آوازیں وہیں سے آ رہی تھیں۔ کچھ افراد شاید اس
دروازے کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ——— گو آوازیں ہلکی تھیں۔
لیکن اس قدر ضرور تھیں کہ الفاظ سمجھ میں آ جاتے تھے۔ اُسی لمحے اس کے
کانوں میں کرنل رابرٹ کی آواز پڑی اور وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کرنل رابرٹ
کی آواز سن کر اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا ——— وہ کرنل رابرٹ کے ٹھکانے
تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن کرنل رابرٹ کی بات جیسے ہی اس کے ذہن میں اتری
اس کا پورا جسم یک لخت تن گیا۔ کرنل رابرٹ اٹیک ون کی ہی بات کر
رہا تھا ——— دوسرے لمحے ایک اور آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی
وہ سمجھ گیا کہ یہ آواز علی عمران کی ہے وہ اس آواز کو بھی بخوبی پہچانتا تھا۔
وہ کرنل رابرٹ سے پوچھ رہا تھا کہ اٹیک ون والا ڈبہ کہاں رکھا گیا تھا۔ اور
پھر گفتگو سننے کے بعد اس پر ایک نیا انکشاف ہوا کہ کرنل رابرٹ ناناک لینڈ
سے اٹیک ون پہلے ہی حاصل کر کے یہاں لے آیا تھا ——— اور یہ مادہ اس
نے کسی مخصوص دھات کے ڈبے میں رکھ کر ڈبہ میزد جنگل کی درمیانی جھیل
کی تہہ میں بندر کی مدد سے چھپایا ہے۔ لیکن اب یہ ڈبہ وہاں موجود نہیں
ہے ——— ابھی وہ بات چیت سن ہی رہا تھا کہ ایک دیوہیکل حبشی کمرے
میں داخل ہوا۔ لانسر چونکہ اپنا پورا دھیان لگائے گفتگو سننے میں محو تھا۔ اس
لئے وہ فوری طور پر نہ ہٹ سکا اور اس نے حبشی کو انتہائی پھرتی سے سائیڈوں
میں لٹکے ہوئے ہولسٹروں میں سے ریوالور کھینچتے دیکھا ——— لیکن لانسر کا ہاتھ
بھی لاشعوری طور پر حرکت میں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور
بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور جب تک وہ حبشی ریوالور باہر نکالتا۔

لانسر ٹریگر دبا چکا تھا۔ دوسرے لمحے حبشی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دھڑام
سے نیچے فرش پر گرا۔ لانسر فائر کرتے ہی کسی سانپ کی طرح پلٹا۔ اور پھر
انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا وہ سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آیا۔۔۔ اور
اس کے بعد وہ ایک لمحے کے لئے کھڑکی کے شیڈ پر نظر آیا دوسرے
لمحے ایک بار پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر ہوا میں تیرتا ہوا ملحقہ عمارت کی
کھڑکی کے شیڈ تک پہنچ چکا تھا۔۔۔ وہاں سے وہ چھت پر پہنچا اور پھر
انہی پائپوں کے ذریعے نیچے اتر کر وہ پچھلی دیوار تک اس تیز رفتاری سے
بھاگتا گیا جس طرح وہ جنگلی خرگوش بھاگتا ہے جس کے پیچھے شکاری کتے لگے
ہوئے ہوں۔۔۔ دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس نے زوردار جمپ لگایا
اور پھر ہوا میں اڑتا ہوا وہ چھوٹی دیوار کراس کر کے پچھلی گلی میں پہنچ گیا۔ اُس
لمحے اس نے قلعہ نما عمارت کی چھت پر کسی آدمی کا سایہ محسوس کیا۔ لیکن
وہ رکے بغیر دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔ لیکن اس بار وہ گلی مڑ کر سڑک کی
طرف جانے کی بجائے کوٹھیوں کے عقب میں ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور
پھر جب وہ گھوم کر سڑک پر پہنچا تو وہ اس قلعہ نما عمارت سے کافی دور چوک
پر پہنچ چکا تھا۔۔۔ اس کی کار دوسری سمت میں تھی۔ جب کہ وہ الٹی سمت
میں بھاگا تھا۔ لیکن اس نے کار کی پرواہ نہ کی اور چوک پر سے ہی اُسے ایک
ٹیکسی نظر آگئی جس میں سے ایک مسافر اتر کر کرایہ دے رہا تھا وہ سیدھا
ٹیکسی کی طرف بڑھا اور پھر ڈرائیور سے پوچھے بغیر اس نے دروازہ کھولا
اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔
"جناب یہ ٹیکسی . . . . " ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر قدرے
سخت لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

" ڈبل کرایہ دوں گا۔ مجھے جلدی ہے " ـــــ لانسر نے جلدی سے
جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔
اور ڈبل کرایہ کا سن کر ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر ابھرنے والی سختی
دھوئیں کی طرح اڑ گئی۔ اس نے تیزی سے گیر لگایا اور ٹیکسی آگے بڑھا
دی۔
" کدھر جانا ہے جناب " ـــــ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے
ہوئے پوچھا۔
" ٹاور ہاؤس " ـــــ لانسر نے جان بوجھ کر ایک دور دراز مقام
کا پتہ دیا اور ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر مسرت ابھر آئی۔ دوسرے لمحے
ٹیکسی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔
لیکن ابھی ڈرائیور نے دو تین سڑکیں ہی کراس کی ہوں گی کہ لانسر نے
اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے رکنے کا اشارہ کیا۔
" تم ٹاور ہاؤس تک کا کرایہ کاٹ لو اور مجھے یہیں اتار دو۔ مجھے ایک
ضروری کام یاد آگیا ہے " ـــــ لانسر نے نرم لہجے میں کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور
نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی ایک سائیڈ پر روک دی۔ لانسر نے اُسے
نوٹ دیا تو اس نے خاصی بڑی رقم کاٹ کر باقی لانسر کے حوالے کر دی۔
" جناب میں نے سنگل کرایہ کاٹا ہے " ـــــ ڈرائیور نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
" شکریہ " ـــــ لانسر نے باقی رقم لے کر بے نیازی سے جیب
میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ وہ اس وقت
تک وہیں کھڑا رہا۔ جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر ایک چوک پر سے مڑ کر

اس کی نظروں سے غائب نہ ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے سڑک کراس کی۔ اور دوسری طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی ـــــ غیر ملکی ہونے کی وجہ سے ٹیکسی ڈرائیور اُسے اچھا شکار سمجھ رہے تھے۔ لانسر نے ٹیکسی میں بیٹھ کر قلعہ نما عمارت کے سامنے واقع سینما ہاؤس کا نام بتایا۔ یہ نام وہ پہلے ہی یاد کر چکا تھا۔ اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ سینما کے سامنے اتر چکا تھا ـــــ کرایہ دے کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو یہی تاثر دیا کہ وہ سینما کے اندر جا رہا ہے۔ لیکن سینما کے برآمدے میں داخل ہو کر چند لمحوں تک اس نے وہاں لگے ہوئے پبلسٹی اشتہارات دیکھے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر آ گیا ـــــ اس کے بعد وہ پیدل ہی چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

قلعہ نما عمارت کا پھاٹک بند تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے کار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا دی۔ وہ ایک قیمتی راز حاصل کر چکا تھا ـــــ ایسا راز جس نے ساری صورت حال ہی بدل دی تھی۔ اب کرنل رابرٹ کو اغوا کر کے لے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ اب وہ ڈبہ حاصل کرنا تھا جس میں اٹیک دن تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ فیلیا وہاں اس کی منتظر تھی۔

"کیا ہوا فیلیا تم واپس آ گئیں ـــــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ لانسر نے اس سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ ٹائیگر سامنے ایک کیفے میں بیٹھا رہا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چل دیا۔ میں نے بھی ایک ٹیکسی میں

اس کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ ہوٹل مونگا پہنچ کر اوپر کمرے میں چلا گیا۔ چونکہ تم نے مجھے پہلے بتا دیا تھا کہ وہ وہاں رہائش پذیر ہے۔ اس لئے میں واپس چلی آئی" ـــــ فیلیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ ویسے بھی اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ساری صورت حال نہ صرف واضح ہو گئی ہے بلکہ بدل بھی گئی ہے" ـــــ لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ میں سمجھی نہیں" ـــــ فیلیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور لانسر نے اُسے قلعہ نما عمارت میں داخل ہونے اور وہاں کی ہونے والی گفتگو بتا دی۔ لیکن اس نے اٹیک دن کی بجائے ڈبہ میں ڈارک لینڈ کا ایک خفیہ راز کے الفاظ ہی استعمال کئے۔ کیونکہ باس کے حکم کے مطابق وہ فیلیا کو اصل بات نہ بتانا چاہتا تھا۔

"اوہ ـــــ لیکن کرنل رابرٹ تو کہہ رہا ہے کہ راز والا ڈبہ وہاں موجود ہی نہیں ہے پھر ......" ـــــ فیلیا نے کہا۔

"وہ یقیناً وہیں ہو گا۔ بندر بھول بھی سکتا ہے۔ آخر بندر ہے چاہے کتنا ہی عقلمند کیوں نہ ہو" ـــــ لانسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب وہ لوگ بھی اسے تلاش کریں گے۔ اور ہم بھی۔ یہ دونوں کام اکٹھے کیسے ہو سکیں گے" ـــــ فیلیا نے کہا۔

"ہمیں تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم صرف ان کی نگرانی کریں گے۔ پھر جیسے ہی وہ ڈبہ کو تلاش کر لیں گے ہم بھوکے بھیڑیوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑیں گے" ـــــ لانسر نے منہ بنا کر ہنستے ہوئے کہا۔ اور فیلیا نے بھی سر ہلا دیا۔

عمران جب کمرے میں داخل ہوا تو اُسی لمحے کیپتان بندر زور
سے چیخ چیخ کرتا اور پھر سیڑھیوں کی طرف لپکتا نظر آیا۔

"کیپتان کیپتان" —— کرنل رابرٹ نے چیخ کر کہا۔ اور کیپتان سیڑھیاں
چڑھتے یک لخت رک گیا۔ عمران نے دیکھا کہ جوزف فرش سے اٹھ رہا تھا۔
گولی اس کے کاندھے پر لگی تھی۔ وہ فوراً ہی پلٹا۔ گولی کی پوزیشن دیکھتے
ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ گولی اوپر روشندان سے چلائی گئی ہے —— اور پھر
وہ انتہائی تیز رفتاری سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چھت پر پہنچا۔ اُسی لمحے
اس نے ایک سایہ کو ملحقہ عمارت کی پچھلی دیوار کود کر گلی میں غائب ہوتے
دیکھا —— وہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ اور پھر واپس پلٹ آیا۔ گو اس نے
سایے کو صرف ایک نظر دیکھا تھا لیکن اس کے جسم پر موجود لباس کو دیکھ کر
وہ چونک پڑا تھا۔ یہ لباس اُسے کچھ مانوس سا لگ رہا تھا۔ ایسا محسوس
ہوتا تھا جیسے یہ لباس اُس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے دیکھا ہو۔ کشمشی رنگ

میں براؤنش دھاری والا کوٹ اُس کے تحت الشعور میں تو موجود تھا۔ لیکن
شعور میں نہ آ رہا تھا۔ سیڑھیاں اتر کر جب وہ نیچے پہنچا تو اس نے جوانا کو
جوزف کی بینڈیج کرتے دیکھا —— اور اُسی لمحے اس کے ذہن میں جھماکا
سا ہوا۔ اس لباس کو اس نے کیفے کے برآمدے میں پبلک فون بوتھ سے
ہسپتال فون کرتے وقت ساتھ والے فون بوتھ میں دیکھا تھا۔

"کون تھا" —— سرداور نے پوچھا۔

"میری حماقت کا شاہکار۔ اب تک تو میں نے اس میں زیادہ دلچسپی
نہیں لی تھی۔ لیکن اب جوزف پر فائر کر کے اس نے اپنی موت کے پروانے
پر خود دستخط کر دیئے ہیں —— جوزف پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ
سکتا" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔
اس کے چہرے پر یک لخت چٹانوں کی سی سختی ابھر آئی تھی۔

"کیا آپ نے اُسے پہچان لیا ہے" —— کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

"ہاں —— وہ لانسر تھا۔ نارک لینڈ کا ایجنٹ" —— عمران نے کہا۔
اور کرنل رابرٹ لانسر کا نام سنتے ہی یک لخت اچھل کر بیٹھ گیا۔

"اوہ —— تو وہ یہاں تک پہنچ گیا" —— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"گھبرائیں نہیں —— بعض اوقات آدمی واقعی کسی چیز کو نظر انداز کر کے
اپنے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ جوانا آئندہ رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آن
رکھنا" —— عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے سرداور —— میں اس ڈبے کو تلاش کرتا ہوں۔ آپ
کو رپورٹ مل جائے گی۔ اور کرنل رابرٹ اس وقت تک یہیں رہیں گے
یہاں یہ ہر صورت میں محفوظ رہیں گے" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے ـــــ اب میں چلتا ہوں" ـــــ سرداور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ میں اپنی رہائش گاہ پر منتقل ہو جاؤں" کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ابھی نہیں کرنل ـــــ جب تک یہ ایجنٹ ختم نہ ہو جائے یا جب تک اٹیک ون نہ مل جائے آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے" سرداور نے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ اب لانسر کرنل رابرٹ کے پیچھے نہیں آئے گا۔ اس نے یقیناً ہماری گفتگو سن لی ہو گی۔ اس لئے اب وہ بھی یقیناً اس ڈبے کو تلاش کرنے میں دلچسپی لے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"پھر بھی اگر کرنل رابرٹ یہاں رہیں تو کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے ناکامی کی صورت میں وہ کرنل پر انتقامی وار کریں" ـــــ سرداور نے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ یہیں رہیں گے ـــــ اور کرنل رابرٹ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب یہاں اجازت کے بغیر چڑیا بھی نہیں پھڑک سکے گی" عمران نے کہا اور کرنل رابرٹ نے سر ہلا دیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اب پہلے فوری طور پر اس ڈبے کی تلاش کی جائے اس کے بعد لانسر سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ کرنل اگر آپ اجازت دیں تو میں کپتان کو ساتھ لے جاؤں۔ میں یہ کام فوری طور پر کرنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔

"بالکل بالکل" ـــــ کرنل رابرٹ نے کہا۔ اور اس نے کپتان بندر کو

حکم دیا کہ وہ عمران کے ساتھ جائے اور اس کے حکم کی ایسے تعمیل کرے جیسے وہ کرنل رابرٹ کی کرتا ہے۔ بندر نے چیخ چیخ کر سر ہلا دیا۔

سرداور کو گیٹ پر چھوڑ کر عمران واپس پلٹا اور پھر اس نے سائیڈ کے کمرے میں جا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر ـــــ سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو میزو جنگل کے اندر واقع جھیل پر بھیج دو۔ میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہنا کہ وہ غوطہ خوری کا مکمل سامان اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اور باقی تمام ممبران کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے۔ میرے لئے بھی غوطہ خوری کا سیٹ وہ ساتھ لے جائیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ کوئی نیا چکر چل پڑا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اسے صرف تابوت تک کا ہی علم تھا۔ اس سے زیادہ کا علم ہی نہ تھا۔

عمران نے اسے مختلف طور پر سارے واقعات بتا دیئے۔ تاکہ وہ ممبروں کو مناسب ہدایات دے سکے۔

"اوہ ـــــ ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کا بھی فون آیا تھا۔ انہوں نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ اس کیس میں بھرپور دلچسپی لیں۔ یہ ملک و قوم کے لئے انتہائی فائدہ مند رہے گا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پہلے مسئلہ صرف دفاعی ہتھیار تک تھا۔ اس لئے میں اس میں دلچسپی نہ لے رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ کیس سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ریفر کر دوں گا۔ —— لیکن اب سردار سے تفصیلات معلوم ہونے کے بعد اب اس مادے کی تلاش ضروری ہو گئی ہے اور پھر لانسر نے جوزف پر فائر کر کے مجھے اس میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا ہے" —— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ممبران کو کہہ دیتا ہوں۔ آپ کتنی دیر میں جھیل پر پہنچ جائیں گے" —— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں آدھے گھنٹے تک پہنچ جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے لانسر بھی اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے کیونکہ میرا آئیڈیا ہے کہ وہ ہماری گفتگو سننے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ممبران پوری طرح مسلح ہوں" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ممبران پہنچ جائیں گے" —— بلیک زیرو نے کہا، اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹائیگر کو بھی فون کر کے جھیل پہنچنے کے لئے کہہ دیا۔

لانسر اب اپنے ذہن میں پاکیشیا میں ناراک لینڈ کے حمائتی افراد کی فہرست کو دوبارہ کھنگال رہا تھا۔ مارکر اور دنود ہنگٹ کو تو وہ استعمال کر چکا تھا —— لیکن اب وہ کسی ایسے گروپ سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا کہ جس کے پاس لڑنے مرنے والے افراد ہوں۔ جب کوئی نام اُسے سمجھ میں نہ آیا تو وہ الجھ سا گیا۔ پھر اس نے اس سلسلے میں سفارتخانے سے مدد حاصل کرنے کے متعلق سوچا —— اس نے رسیور اٹھا کر سفارتخانے کے نمبر ڈائل کئے۔ چند لمحوں بعد اس کا رابطہ سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مارشں سے ہو گیا۔

"لانسر بول رہا ہوں" —— لانسر نے کہا۔

"اوہ یس سر —— ہم آپ کے سلسلے میں پریشان تھے۔ زیڈ تھری کی کال بھی کئی بار آ چکی ہے۔ وہ بھی آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ آپ نے ان سے ایک بار بھی رابطہ قائم نہیں کیا۔ ویسے تابوت کی واپسی تک

ہم نے صورت حال انہیں بتا دی تھی" ــــ مارشس نے فوراً ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس لانگ رینج ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ اس لئے میں باس سے کنکٹ نہیں کر سکا۔ مسٹر مارشس میں نے انتہائی تیزی سے یہاں ورک کیا ہے۔ کرنل رابرٹ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے۔ اور جس راز کے حصول کے لئے ہم کرنل رابرٹ کو یہاں سے اغوا کر کے لے جا رہے تھے وہ راز اس نے یہیں ایک جھیل کے اندر موجود ہزاروں چٹانوں میں سے کسی چٹان میں چھپا رکھا ہے ــــ اور اب اُسے خود بھی اس چٹان کا پتہ نہیں چل رہا۔ چنانچہ اب سیکرٹ سروس اس راز کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔ جب کہ یہ راز ہمارے ملک کا ہے۔ اور ہمارے لئے اس قدر قیمتی ہے کہ ہم اپنے پورے ملک کے افراد کی قربانی دے کر بھی اس راز کو حاصل کر لیں تب بھی یہ مہنگا نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ راز ہم حاصل کر لیں" ــــ لانسر نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ سر ــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ حکم کریں" ــــ مارشس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میرا پروگرام یہ ہے کہ ہم اس جھیل کی نگرانی کریں۔ جیسے ہی سیکرٹ سروس اسے حاصل کرے ہم اس سے یہ راز جھپٹ لیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں اکیلا پوری سیکرٹ سروس سے نہیں لڑ سکتا ــــ چنانچہ مجھے کوئی ایسا گروپ چاہیئے جو لڑائی بھڑائی میں مہارت بھی رکھتا ہو اور وفادار بھی ہو" ــــ لانسر نے کہا۔

" سر ــــ آپ ایسے گروپ کے لئے کتنا وقت دے سکتے ہیں" مارشس نے پوچھا۔

" وقت تو بالکل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ آج ہی کوشش کریں" ــــ لانسر نے جواب دیا۔

" سر ــــ اگر کل تک کا وقت مل جائے تو میں ہمسایہ ملک کافرستان سے ایک گروپ منگوا سکتا ہوں۔ وہاں ناراک لینڈ کا ایک مخصوص گروپ ریڈ ہینڈز ایک مشن پہ کام کر رہا ہے۔ وہ ناراک لینڈ کے چوٹی کے لڑاکے ہیں۔ ان کی تعداد بیس ہے ــــ لیکن وہ کل سے پہلے یہاں نہیں پہنچ سکتے۔ رہ گیا کوئی مقامی گروپ تو میرا خیال ہے۔ ایسی صورت حال میں کسی مقامی گروپ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا" ــــ مارشس نے جواب دیا۔

" او۔ کے ٹھیک ہے۔ تم ریڈ ہینڈز کو فوراً طلب کر لو۔ اور سنو۔ وہ راز حاصل ہوتے ہی میں اُسے فوراً سفارت خانے پہنچا دوں گا اور ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس اس راز کے لئے سفارت خانے پر براہِ راست ریڈ کر دے ــــ ایسی صورت میں اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہوگی" لانسر نے کہا۔

" جناب آپ بے فکر رہیں۔ اس کا انتظام کر لیا جائے گا۔ میں وہ راز اپنے ایک دوست ملک کے سفارت خانے میں پہنچا دوں گا جس ملک کا براہِ راست ناراک لینڈ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا ــــ وہاں سے ان کے سفارتی بیگ میں یہ ناراک لینڈ بھجوا دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر سیکرٹ سروس والوں نے ہمارے سفارت خانے پر ریڈ کیا تو انہیں ملے گا بھی کچھ نہیں بلکہ سفارتی قوانین کے تحت انہیں لینے کے دینے بھی

پڑ جائیں گے" ——— سیکنڈ سیکرٹری مارشل نے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ——— ریڈ ہینڈز کل کس وقت تک پہنچ جائیں گے"
لانسر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کل دوپہر تک پہنچ جائیں گے ——— مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے ——— میں کل دوپہر تمہیں فون کر کے مزید ہدایات دوں گا۔ اگر زیڈ تھری کی کال آئے تو انہیں تفصیل بتا دینا۔ گڈ بائی"
لانسر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے

"اب ہمیں کل تک انتظار کرنا پڑے گا" ——— ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی فیلیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن میرا خیال ہے اس سے پہلے ہمیں اس جھیل کا چکر لگا لینا چاہیئے تاکہ صحیح سچوایشن ذہن میں ہو" ——— لانسر نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس وہاں فوری ایکشن کرے اور ہم کل تک انتظار ہی کرتے رہ جائیں اور وہ آج ہی راز لے اڑیں" فیلیلا نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ اس لئے تو میں وہاں چکر لگانا چاہتا ہوں۔ اگر ریڈ ہینڈز کے آنے سے قبل ہی سیکرٹ سروس راز لے اڑی۔ تو پھر میں اکیلا ہی ان سے ٹکرا جاؤں گا۔ یہ میرے ملک کی چیز ہے جسے ہر حالت میں میرے ملک واپس پہنچنا ہی ہے" ——— لانسر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ فیلیا کو ہمراہ لئے

رہائش گاہ سے باہر آ گیا۔ وہ دونوں اسی کرایہ کی کار میں تھے۔ لانسر نے شہر جا کر پہلے کچھ شاپنگ کی۔ اس نے ایک انتہائی طاقتور دوربین بھی خریدی۔ اور دوسرا ضروری سامان بھی ——— پھر اس نے محکمہ جنگلات کے دفتر میں جا کر اپنے آپ کو شکاری ظاہر کرتے ہوئے میزو جنگل کا تفصیلی نقشہ بھی حاصل کر لیا۔ اس کے بعد وہ کار دوڑاتا جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ میزو جنگل دارالحکومت کے شمال میں بیس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ ایک روڈ سائیڈ کیفے کے کیبن میں بیٹھ کر لانسر اور فیلیا نے کھانا کھایا ——— اور پھر لانسر نے میزو جنگل کے نقشے کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیا۔ اس نے پنسل سے جھیل کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔ اس جھیل سے جنوب کی طرف کچھ فاصلے پر دو اونچی پہاڑیاں بھی تھیں۔ اور جھیل کے ارد گرد کافی رقبے تک جنگل صاف تھا یعنی درختوں کی کثرت نہ تھی۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں ان میں سے کسی ایک پہاڑی پر بیٹھ کر جھیل کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ اگر ریڈ ہینڈز کے آنے تک سیکرٹ سروس وہاں نہ پہنچی تو پھر میں ریڈ ہینڈز کو اس جھاڑی کے اطراف میں چھپا دوں گا۔ اور پھر جیسے ہی سیکرٹ سروس یہ راز حاصل کرے گی ہم اس پر ٹوٹ پڑیں گے ——— اور اگر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی سیکرٹ سروس وہاں پہنچ گئی۔ تو پھر ہم ان کی نگرانی کریں گے اور اس کے بعد خود ہی ان سے ٹکرا جائیں گے" ——— لانسر نے کہا۔

"لیکن ہمارے پاس اسلحہ بھی تو نہیں" ——— فیلیلا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ ہمت اور جذبہ ہو تو اسلحہ بھی مہیا ہو جاتا ہے۔ آؤ"
لانسر نے نقشے کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر

بل ادا کر کے وہ کیفے میں سے نکلے اور کار جنگل کی طرف دوڑنے لگی۔

پہاڑیوں کا سلسلہ لانسر کے ذہن میں تھا اس لئے وہ جنگل کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ پہاڑیوں کے عقبی طرف سے جنگل میں داخل ہوا ـــــ اور پھر وہ جنگل میں بڑے ماہرانہ انداز میں کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ جنگل خاصا گھنا تھا۔ اس لئے لانسر کو کار چلانے میں خاصی دشواری محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ بڑے ماہرانہ انداز میں کار دوڑاتا ہوا بہر حال آگے بڑھا جا رہا تھا ـــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑیوں کے عقب میں پہنچ گیا۔ کار کو ایک گھنے جھنڈ میں روک کر وہ دونوں نیچے اترے۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے ـــــ پہاڑی خاصی اونچی تھی۔ لیکن وہ دونوں رکے بغیر اوپر چڑھتے گئے۔ پہاڑی پر بھی درختوں کی کثرت تھی۔ لیکن یہ درخت اتنے گھنے نہ تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اوپر چڑھنے کے بعد وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔

"ارے وہ دیکھو" ـــــ نیلیا نے اوپر پہنچتے ہی چونک کر کہا۔ اور لانسر نے بھی جلدی سے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگا لی۔ وہ دونوں درختوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔

"اوہ ـــــ یہ لوگ تو فوری ایکشن میں آ گئے ہیں" ـــــ لانسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے جھیل میں غوطہ خوروں کو داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ چھ سات مسلح افراد جھیل کے گرد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ـــــ چار بھاری جیپیں بھی کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر طاقتور دوربین کی مدد سے لانسر نے عمران کو بھی چیک کر لیا اور ٹائیگر

کو بھی۔ کرنل رابرٹ کا بندہ بھی عمران کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔

"یہ تو بہت سے افراد ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے" نیلیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہیں رکو میں نیچے جاتا ہوں۔ اگر میں نے وہ راز حاصل کر لیا تو تم واپس جا کر کار میں بیٹھ جانا میں کوشش کروں گا کہ کار تک پہنچ جاؤں لیکن اگر میں نہ پہنچ سکوں تو پھر تم اپنی کار لے کر سیدھی رہائش گاہ پہنچ جانا۔ میں ہر صورت وہاں پہنچ جاؤں گا ـــــ اور پھر ہم وہاں سے جس طرح بھی ہو گا نکل جائیں گے" ـــــ لانسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہ دوربین مجھے دے دو تاکہ میں پوری تسلی سے تمہیں چیک کرتی رہوں" ـــــ نیلیا نے کہا۔

"ہاں یہ لے لو۔ لیکن خیال رکھنا کہ اس کے عدسوں کی چمک جھیل کے گرد کھڑے لوگوں پر نہ پڑے ورنہ وہ چوکنے ہو جائیں گے" ـــــ لانسر نے کہا اور دوربین نیلیا کے حوالے کر کے وہ درختوں کی آڑ لے کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

جھیل کے گرد پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ عمران
کیپٹن بندر کے ساتھ ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بندر
سے مغز ماری کر کے اشاراتی طور پر اتنا معلوم کر لیا تھا کہ اس نے جھیل
کے کس حصے میں وہ ڈبہ چھپایا تھا ـــــ اور اب صفدر اور کیپٹن شکیل
غوطہ خوری کا لباس پہنے جھیل کی تہہ میں اترے ہوئے تھے۔ سیکرٹ
سروس کے باقی ممبران ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے وہ بڑے چوکنے
انداز میں کسی قسم کی مداخلت سے نپٹنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔
تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل باہر آ گئے۔ وہ خالی
ہاتھ تھے۔

"نہیں عمران صاحب ـــــ ہم نے بہت تلاش کیا ہے۔ لیکن
وہاں کچھ بھی نہیں ہے" ـــــ صفدر نے ماسک ہٹاتے ہوئے کہا۔
" اچھا اب مجھے خود جانا پڑے گا۔ کیوں کیپٹن صاحب۔ آپ میرا

ساتھ دیں گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن بندر سے کہا۔
اور بندر نے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتے ہوئے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

"تو پھر آؤ۔ شاید موتی ہمارے نصیب میں آ جائے" ـــــ عمران
نے اٹھ کر ماسک چہرے پر چڑھاتے ہوئے کہا۔ غوطہ خوری کا لباس
وہ پہلے ہی پہنے ہوئے تھا۔ ماسک چڑھانے کے بعد اس نے جھیل میں
چھلانگ لگا دی۔ جب کہ کیپٹن بندر نے بھی اس کے پیچھے ہی جھیل میں
چھلانگ لگائی ـــــ اور پھر وہ دونوں انتہائی تیز رفتاری سے جھیل کی تہہ
میں اترتے چلے گئے۔ بندر کی تیزی اور پھرتی قابل دید تھی۔ وہ اس
طرح غوطہ لگا کر نیچے جا رہا تھا جیسے وہ ماہر غوطہ خور ہو۔ حالانکہ عام بندر
ایسا نہ کر سکتے تھے ـــــ لیکن کیپٹن بندر تو واقعی کسی بحری جہاز کا کپتان
لگ رہا تھا۔ جھیل زیادہ گہری نہ تھی۔ اس لئے عمران اور کیپٹن بندر جلد
ہی تہہ میں پھیلی ہوئیں چٹانوں تک پہنچ گئے۔ بندر سیدھا اس چٹان کی
طرف بڑھا جہاں اس نے وہ ڈبہ چھپایا تھا ـــــ یہ ایک کٹا دار چٹان
تھی۔ جس میں جگہ جگہ بڑے بڑے سوراخ تھے۔ کیپٹن بندر نے ایک
بڑے سوراخ کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر خود تیزی سے واپس اوپر اٹھتا
چلا گیا۔ شاید اس کا سانس اتنا ہی تھا ـــــ بہرحال عمران کا مقصد حل
ہو چکا تھا۔ اس لئے عمران نے اس کے واپس جانے کی پرواہ نہ کی۔
اور اس بڑے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہ سوراخ ایک سرنگ نما
تھا۔ عمران اندر بڑھتا گیا۔ اس نے ماسک کے اوپر لگی ہوئی طاقتور ٹارچ
روشن کر لی تھی ـــــ اس لئے غار کا اندرونی حصہ چمک رہا تھا۔ آگے

جاکر غار ختم ہو گئی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں اُسے کسی ڈبے
کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ چند لمحے چیکنگ کے بعد وہ جیسے ہی واپس
مڑنے کے لئے گھوما اس کے پیر چٹان کی ایک دیوار سے ٹکرائے
اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی چٹان کا وہ حصہ یوں گرتا گیا جیسے
کسی نے عارضی طور پر اُسے بنایا ہو ـــــ عمران چونک کر پلٹا۔ اب
جہاں دیوار نظر آ رہی تھی وہاں ایک بڑا سا سوراخ بن گیا تھا۔ اور پتھر
لڑھک کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے۔ عمران تیزی سے اس سوراخ کے
اندر داخل ہوا تو دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا ـــــ اس
سوراخ کی دوسری طرف وہ ڈبہ چمکیلی زنجیر کے ساتھ ایک نوک دار پتھر
کے ساتھ بندھا ہوا پڑا تھا۔ اور اُسی لمحے عمران کی سمجھ میں ساری بات
آ گئی۔ کپتان بندر بھی اپنی بات میں سچا تھا ـــــ اس نے واقعی ڈبہ یہیں
چھپایا تھا لیکن طبیعاتی عمل یا کسی ہلکے زلزلے کی وجہ سے پتھروں کی
ایک عارضی سی دیوار بن گئی تھی۔ جس سے غار کا رقبہ کم ہو گیا تھا
اس لئے موجودہ غار میں وہ ڈبہ نظر نہ آ رہا تھا ـــــ عمران تیزی سے
ڈبے کی طرف بڑھا۔ اس نے زنجیر کو پتھر سے علیحدہ کیا۔ اور پھر زنجیر کا سرا
ہاتھ سے پکڑے وہ ڈبہ کو گھسیٹتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔
پانی کی وجہ سے ڈبے کا کوئی وزن محسوس نہ ہو رہا تھا ـــــ اور پھر
تھوڑی دیر بعد جب عمران سطح پر ابھرا تو اس نے ڈبہ باہر کھینچ لیا۔
اور کپتان بندر ڈبے کو دیکھتے ہی خوشی سے ناچنے لگا۔

" کمال ہے عمران صاحب۔ اسے آپ نے کیسے ڈھونڈھ لیا۔ ہم
تو ٹکریں مار مار کر رہ گئے " ـــــ صفدر اور کیپٹن شکیل نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میری ساری عمر تہہ میں سے موتی ڈھونڈھتے گزر گئی ہے۔ یہ
ڈبہ تو پھر بہت بڑا ہے " ـــــ عمران نے ماسک اتارتے ہوئے کہا
اور سیکرٹ سروس کے سب ساتھی ڈبے کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

" اس ڈبے میں کیا ہے " ـــــ جولیا نے حیرت سے اس
عجیب و غریب ٹائپ کے ڈبے کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو کسی مخصوص
دھات کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں سے روشنی کی لکیریں سی نکل
رہی تھیں۔

" اس میں وہ تحفہ بند ہے جو تنویر نے اپنی دلہن کو پہلی رات پیش
کرنا ہے۔ کیوں تنویر " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے
مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ پھر مذاق پر اتر آئے " ـــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا چلو اگر تم اسے مذاق سمجھتے ہو تو میں خود پیش کر دوں گا۔ کیوں
جولیا کیا خیال ہے " ـــــ عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتارتے
ہوئے کہا۔ اور جولیا نے تو منہ بنا لیا جب کہ باقی ممبر ہنس پڑے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بھی غوطہ خوری کا لباس اتارنے میں مصروف
تھے۔ کپتان بندر نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے ڈبہ اٹھایا اور اس
کے بعد وہ ڈبہ اٹھائے تیزی سے جیپ کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کا انداز
ایسا تھا جیسے کوئی انسان دوڑ پڑا ہو۔

" ارے ارے ـــــ تم کہاں جا رہے ہو۔ ٹھہر جاؤ " ـــــ عمران
نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن کپتان بندر چیخ چیخ کرتا۔ ایک طرف کھڑی

جیپوں کی طرف دوڑ اچلا گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بندر کی طرف دوڑتا۔ اچانک ایک درخت
کے پیچھے سے ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے نکلا۔ دوسرے لمحے ایک
زوردار دھماکہ ہوا۔ اور بندر چیخ مار کر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ پلک جھپکنے میں
اس آدمی نے ڈبہ اٹھایا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے جنگل میں غائب ہو گیا۔

"لانسر لانسر ــــ یہ لانسر ہے۔ دوڑو وہ ڈبہ لے گیا" ــــ عمران
نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بے تحاشا ان درختوں کی طرف دوڑ
پڑے۔ عمران سب سے آگے تھا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔
کہ انہیں اپنے پیچھے جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ــــ وہ ڈاج دے گیا وہ جیپ لے گیا" ــــ عمران نے
چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے واپس پلٹے۔

لانسر نے بڑی ذہانت سے کام لیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ پیدل
زیادہ دور نہ جا سکے گا۔ کیونکہ ڈبہ کافی وزنی تھا۔ اور پھر اس کے پیچھے
دوڑنے والے کئی تھے اور مسلح بھی ــــ وہ لازماً اُسے گھیر لیتے۔ اس لئے
اس نے درختوں میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھنے کی بجائے سائیڈ میں
دوڑنا شروع کیا۔ اور پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی درختوں
میں داخل ہوئے وہ واپس پلٹ کر جیپوں کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ اس
طرح اس نے بڑی ذہانت سے انہیں ڈاج دے دیا تھا۔

جب عمران اور اس کے ساتھی جیپوں کے پاس پہنچے تو ایک جیپ
کی جھلک انہیں درختوں کے درمیان نظر آئی۔ عمران اور اس کے ساتھی
تیزی سے باقی جیپوں میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیپیں انتہائی

تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے جانے والی جیپ کے تعاقب میں
لگ گئیں۔

عمران نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا
ہوا تھا۔ لانسر نے انہیں واقعی احمق بنا دیا تھا۔ اور وہ اکیلا ساری سیکرٹ
سروس کو چکر دے کر ڈبہ لے اڑا تھا ــــ یہ نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ
سروس کے منہ پر زوردار تھپڑ تھا۔

درختوں کے درمیان بے تحاشا جیپیں دوڑاتے وہ آگے بڑھے
چلے جا رہے تھے۔ سب سے آگے عمران کی جیپ تھی۔ لیکن لانسر جس
جیپ کو لے گیا تھا اس کا کہیں نشان تک نظر نہ آرہا تھا ــــ یوں لگتا
تھا جیسے اُسے زمین کھا گئی ہو یا آسمان نگل گیا ہو۔ اور عمران کی سمجھ میں نہ
آرہا تھا کہ آخر لانسر جیپ لے کر کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اتنی دیر میں وہ
زیادہ دور بھی نہ جا سکتا تھا ــــ وہ سب بے تحاشا انداز میں درختوں کے
درمیان جیپیں دوڑاتے بڑھے جا رہے تھے۔ گو گھنے جنگل میں اس طرح
بے تحاشا جیپ دوڑانا کسی بھی وقت کسی جان لیوا حادثے کا سبب بن
سکتا تھا لیکن ان کی ذہنی حالت ایسی تھی کہ انہیں سوائے لانسر کے اور
کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔

اور پھر تھوڑی ہی دور آگے جانے کے بعد انہوں نے جیپ کو
درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑے دیکھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں
کی جیپیں اُسے تینوں اطراف سے گھیر کر اس جیپ کے قریب پہنچ گئیں
لیکن عمران کی توقع کے عین مطابق جیپ خالی تھی ــــ نہ اس میں
ڈبہ تھا اور نہ لانسر۔

"میں آگے جا رہا ہوں۔ تم جنگل میں پھیل جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے پیدل ہی کسی طرف چھپ گیا ہو" —— عمران نے چیخ کر کہا۔ اور خود واپس اپنی جیپ پر بیٹھا اور اُسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

لانسر پہاڑی سے اتر کر بڑے محتاط انداز میں جنگل سے گزرتا ہوا جھیل کے قریب پہنچ گیا۔ جھیل سے ذرا ہٹ کر وہ ایک چوڑے تنے والے درخت کی اوٹ میں دبک گیا —— اب جھیل میں ہونے والی تمام کارروائی وہ نزدیک سے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت عمران اور بندر جھیل میں غوطہ لگاتے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد بندر تو باہر آگیا البتہ عمران ابھی تک باہر نہ آیا تھا —— لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا اس کے ساتھ زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا چار مربع فٹ کا ایک چمکیلا باکس بھی تھا۔ ڈبہ کو دیکھتے ہی عمران کے سب ساتھی نگرانی بھول کر ڈبے

کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کرنے لگے۔ اور پھر عمران اور اس کے دو ساتھی غوطہ خوری کا لباس اتارنے میں مصروف ہو گئے —— لانسر ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اس کے ملک کا قیمتی ترین راز اس ڈبے میں موجود تھا۔ لیکن وہ بے بس کھڑا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس صرف ایک ریوالور تھا۔ جب کہ عمران کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ اور پھر ان کی تعداد بھی زیادہ تھی —— اُسی لمحے اس نے اس بندر کو ڈبہ دونوں ہاتھوں میں اٹھائے جیپوں کی طرف دوڑتے دیکھا۔ لانسر کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا۔ اس نے اپنی جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کیا —— دوسرے لمحے وہ درخت کی اوٹ سے بجلی کی سی تیزی سے نکلا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دوڑتے ہوئے دبایا۔ اور ڈبہ اٹھا کر بھاگنے والا بندر گولی کھا کر چیختا ہوا پیچھے کی طرف الٹا ہی تھا کہ لانسر نے جھپٹ کر ڈبہ اٹھایا۔ اور پھر پوری قوت سے دوڑتا ہوا جنگل میں داخل ہو گیا —— سب کچھ تقریباً پلک جھپکنے میں ہی ہو گیا تھا اور شاید اس کی توقع عمران اور اس کے ساتھیوں میں کسی کو بھی نہ تھی اس لئے وہ حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ لیکن لانسر جانتا تھا کہ وہ پیدل جنگل میں زیادہ دور نہ جا سکے گا —— اس لئے بجائے آگے بھاگنے کے وہ ڈبہ اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے ایک گھنے درخت پر چڑھ گیا۔ اُسی لمحے اُسے پیچھے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر عمران اور اس کے ساتھی اس درخت کے نیچے سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے —— ان کے آگے بڑھتے ہی لانسر ایک بار پھر انتہائی تیزی سے نیچے اترا۔ اور اس نے اس طرف دوڑ لگا دی جس طرف

جیپیں کھڑی تھیں اور چند ہی لمحوں میں وہ ایک جیپ تک پہنچ گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے جیپ کا ہڈ اٹھایا اور اگنیشن کی تاروں کو جوڑ کر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہوئی۔ اور لانسر نے بے تحاشا انداز میں جیپ کو آگے بڑھا دیا ــــ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جیپوں تک پہنچنے سے پہلے ہی کافی دور نکل جانا چاہتا تھا۔ ڈبہ اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد اس نے اپنے پیچھے آنے والی جیپوں کی آوازیں سنیں۔ لیکن وہ دانت بھینچے انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ لیکن اب پیچھے آنے والی جیپوں کا شور لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتا جا رہا تھا۔ اُسی لمحے لانسر نے ایک اور تجویز سوچی ــــ اس نے جیپ کو ایک درختوں کے جھنڈ میں روکا اور ڈبہ اٹھا کر جیپ سے نیچے چھلانگ لگائی۔ اور جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا وہ جنگل میں دور نکل گیا۔ اس نے ذرا سا چکر کاٹ کر واپس جھیل کی طرف دوڑنا شروع کر دیا تھا ــــ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق وہ محفوظ ترین جگہ تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کبھی جھیل پر واپس جانے کا خیال نہ آسکتا تھا۔ بے تحاشا انداز میں بھاگتا ہوا وہ جلد ہی جھیل تک پہنچ گیا ــــ ڈبہ کافی وزنی تھا۔ اور اُسے اٹھا کر اس طرح بھاگنے کی بجائے اس نے ایک نئی ترکیب سوچی۔ اس نے بڑی پھرتی سے ڈبہ کی زنجیر ایک چٹان نما پتھر کے گرد لپیٹی۔ اور پھر ڈبہ اور چٹان نما پتھر کو جھیل میں ڈبو کر چھوڑ دیا ــــ ڈبہ ایک بار پھر چٹان نما پتھر کے ساتھ ہی جھیل کی تہہ میں اتر گیا۔ اب وہ خالی ہاتھ دوڑتا ہوا عقبی پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ اُسی لمحے اُسے دور سے فیلیا ہاتھ ہلاتی نظر آئی۔ وہ شاید اس کے انتظار میں ابھی تک وہاں موجود تھی۔ فیلیا کو دیکھتے ہی لانسر کی رفتار تیز ہو گئی ــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی پر پہنچ گیا۔

"پہلے میں نے سوچا کہ چلی جاؤں۔ کیونکہ میں نے تمہیں جیپ لے جاتے دیکھا تھا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ تم جیپ میں مسلسل فرار ہونے کی حماقت نہیں کرو گے۔ اس لئے میں یہاں رک گئی کہ تم شاید انہیں ڈاج دے کر واپس آجاؤ ــــ اور ڈبہ تم نے واپس جھیل میں پھینک دیا"

فیلیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ ضروری تھا۔ آؤ جلدی کرو۔ وہ ابھی پورے جنگل کے گرد پھیل جائیں گے" ــــ لانسر نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے پہاڑی کے عقب میں اترتے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنی کار تک پہنچ چکے تھے۔ لانسر نے اپنا کوٹ اتار کر پچھلی سیٹوں کے درمیان پھینک دیا اور خالی قمیض پہن کر وہ کار چلانے لگا ــــ کار دوڑاتے وہ تھوڑی دیر بعد سڑک پر پہنچ گئے۔ سڑک پر ٹریفک موجود تھی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا شہر کی طرف بڑھتا گیا۔ جنگل کے سامنے کے رخ پہنچ کر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کو بھی چیک کرنے کی کوشش کی ــــ لیکن وہاں اُسے کوئی جیپ نظر نہ آئی۔ تو اس نے مزید اطمینان کا سانس لیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

"اب وہ سر پٹکتے مر جائیں گے لیکن انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا"

لانسر نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

"لیکن وہ ڈبہ بھی تو جھیل سے نکالنا پڑے گا" ـــــ فیلیا نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ اب ہم جب بھی چاہیں گے اطمینان سے وہ ڈبہ نکال لیں گے۔ کل ریڈ ہینڈز بھی پہنچ جائیں گے۔ پھر زیادہ آسانی ہو جائے گی" ـــــ لانسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں بڑے مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے۔

گولی ڈبے کے کنارے سے ٹکرا کر کپتان بندر کے کاندھے کے اوپر لگی تھی۔ اور وہ چیخ مار کر نیچے الٹ گیا تھا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا اور گولی کے دھچکے اور زخم نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا ـــــ لیکن جب اُسے ہوش آیا اور اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ چیخ کی آواز نکلی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے جان قطعی طور پر نکل گئی ہو۔ کاندھے پر درد کی شدید ٹیسیں تھیں اور خون اب بھی مسلسل نکل رہا تھا ـــــ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔ نہ ہی جیپیں تھیں اور نہ کوئی آدمی۔ کپتان بندر لنگڑاتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا جنگل کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں ایک مخصوص بوٹی کی تلاش میں چاروں طرف گھوم رہی تھیں ـــــ جنگل کا باسی ہونے کی وجہ سے اُسے ایسی بوٹیوں کے خواص کا علم تھا جو کہ فوری طور پر نہ صرف خون روک دیتی تھیں بلکہ درد کو بھی آرام آجاتا تھا چونکہ اس کا

کاندھا حرکت کر رہا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے گولی جسم کے اندر نہ تھی بلکہ گولی
زخم دے کر دوسری طرف شاید نکل گئی تھی۔
اور چند لمحوں کی تلاش کے بعد کیپٹن بندر کو ایک درخت کی جڑ
کے پاس وہ بوٹی نظر آگئی۔ اس نے جلدی سے بوٹی توڑی اور اس کی
شاخ میں سے نکلنے والے سیاہی مائل دودھ کے قطرے زخم پر ٹپکائے۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے بُری طرح چیخنا اور اچھلنا شروع کر دیا۔ کیونکہ
اس کے قطرے جیسے ہی زخم پر پڑے۔ درد اپنی پوری شدت میں آگیا۔
لیکن چیخنے اور اچھلنے کے باوجود کیپٹن بندر قطرے ڈالتا رہا ___ پھر آہستہ
آہستہ درد کی شدت میں کمی آتی گئی اور کیپٹن بندر نڈھال ہو کر وہیں لیٹ
گیا۔ اُسے اب عمران پر بے حد غصہ آرہا تھا جو اُسے اس طرح زخمی حالت
میں چھوڑ کر چلا گیا تھا ___ لیکن اُسی لمحے اُسے اپنی غلطی کا بھی احساس ہو
گیا کہ اگر وہ جوش میں آکر ڈبہ اٹھا کر جیپ کی طرف نہ دوڑتا تو اس آدمی کو
جسے کیپٹن پہچان گیا تھا کہ وہ لانسر ہی تھا جس نے کرنل رابرٹ کو اغوا کیا
تھا اُس سے ڈبہ چھیننے کی مہلت ہی نہ ملتی ___ اور ہو سکتا ہے لانسر کے
پیچھے بھاگتے ہوئے انہیں اس کو اٹھانے یا اُسے دیکھنے کی مہلت ہی نہ
ملی ہو۔ اور اب اُسے لانسر پر بے پناہ غصہ آنے لگا۔ درد اب ختم ہو چکا
تھا اور خون بھی بہنا رک گیا تھا۔ اس لئے بندر اب تیزی سے بھاگتا
ہوا جنگل سے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔
تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک چوک سا تھا۔
جہاں ٹریفک لائٹوں کی وجہ سے ٹریفک ایک لمحے کے لئے رکتی اور پھر
آگے بڑھ جاتی۔

کیپٹن اب سوچ رہا تھا کہ وہ کسی ٹرک پر چڑھ کر شہر تک پہنچے۔ کیونکہ
آتے ہوئے اس نے دیکھا تھا کہ شہر وہاں سے بہت دور تھا اور وہ
پیدل چلتا ہوا وہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا ___ پہلے بھی جب وہ جھیل میں
ڈبہ چیک کرنے آیا تھا۔ تو اس طرح ٹرک پر چڑھ کر آیا اور گیا تھا۔ چنانچہ
وہ اس جگہ آکر سائیڈ میں بیٹھ گیا جہاں شہر کی طرف جانے والی ٹریفک
رکتی تھی ___ یہاں ایک موٹا سا درخت تھا۔ چونکہ ٹرک خاصا اونچا ہوتا
تھا۔ اس لئے وہ درخت پر چڑھ کر اس کی سڑک کی طرف بڑھی ہوئی شاخ
پر بیٹھ گیا۔ لیکن ٹرک اُسے دور دور تک نظر نہ آرہا تھا۔ البتہ کاریں اور
بسیں آجا رہی تھیں۔
اور پھر جب ایک کار وہاں آکر رکی تو درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا
کیپٹن بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر لانسر کو بیٹھے
ہوئے دیکھا ___ ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔
اور وہ دونوں بڑے مطمئن انداز میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک
لمحے کے لئے تو کیپٹن بندر کی آنکھوں میں لانسر کو دیکھ کر خون اتر آیا۔
لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا ___ اور پھر اس نے
کار کی چھت پر آہستہ سے چھلانگ لگا دی۔ چھت پر سامان رکھنے والا
جنگلہ لگا ہوا تھا۔ کیپٹن بندر نے عقلمندی کی کہ بجائے براہِ راست
چھت پر کودنے کے وہ اس جنگلے پر کودا ___ اور اُسے پکڑ کر ایک لمحے
کے لئے سائیڈ میں لٹک گیا پھر اچھل کر اطمینان سے چھت پر بیٹھ گیا۔
اس طرح اس کے کودنے کا دھماکہ اندر بیٹھے ہوئے لانسر کو محسوس نہ
ہوا۔ کار حرکت میں آچکی تھی ___ لیکن کیپٹن بندر بڑے اطمینان سے

اب چھت پر جنگلے کے ساتھ دبکا ہوا بیٹھا ساتھ سفر کر رہا تھا۔

کار شہر میں داخل ہوئی۔ اور پھر ایک کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ اور لانسر نے نیچے اتر کر دروازے پر لگا ہوا تالا کھولنا شروع کیا ۔۔۔ اُسی لمحے کیپٹن بندر اچھل کر پچھلی طرف سے کار سے نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ گلی میں گھس گیا۔ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا وہ اس کوٹھی کے عقبی طرف گیا اور پھر دیوار پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ وہ دراصل اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ کیا واقعی لانسر وہاں رہائش پذیر ہے یا عارضی طور پر آیا ہے ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے لانسر اور اس کی ساتھی عورت کو اندرونی کمروں میں جاتے اور بیٹھتے دیکھ لیا تو وہ تیزی سے واپس مڑا اور پھر عقبی دیوار پھاند کر واپس گلی میں آ گیا۔ اب وہ جلد از جلد کرنل رابرٹ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ انہیں جا کر لانسر کی رہائش گاہ کے متعلق بتا سکے ۔۔۔ وہ سڑک پر سفر کرنے کی بجائے سائیڈ گلیوں میں سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ گلیوں سے گزرتے ہوئے لوگ اور بچے اُسے حیرت سے دیکھتے۔ لیکن کیپٹن بندر کسی کی پرواہ کئے بغیر ہی بھاگا چلا جا رہا تھا۔

عمران جیپ دوڑاتا ہوا سڑک تک پہنچ گیا لیکن لانسر کا کہیں وجود اُسے نظر نہ آیا۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔ اور چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔۔۔ لانسر نے اُسے ایسا ڈاج دیا تھا کہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر وہ ڈبے سمیت کہاں غائب ہو گیا۔ وہ چند لمحے سڑک پر رک کر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا اور پھر جیپ موڑ کر واپس جنگل میں گھس گیا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی جو اِدھر اُدھر جنگل میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس سے آ ملے۔ ان سب کے چہروں پر ناکامی کا لفظ لکھا صاف نظر آ رہا تھا۔

"ہم نے پورا جنگل چھان مارا ہے عمران صاحب۔ لیکن لانسر کہیں نظر نہیں آیا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"وہ کسی درخت پر چڑھ کر چھپ گیا ہو گا۔ تم ایسا کرو۔ جیپیں لے کر سڑک کے کنارے کنارے جنگل کی مخالف سائیڈ میں چھپ کر کھڑے

ہو جاؤ۔ جب وہ دیکھے گا کہ ہم چلے گئے ہیں تو وہ لازماً اپنی کمین گاہ سے نکل کر سڑک پر آئے گا۔ اب اس نے یہیں جنگل میں ہی تو نہیں رہنا "

عمران نے انہیں ہدایات دیں اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے جیپوں سمیت مختلف سمتوں میں بڑھ گئے عمران نے بھی سڑک کے دوسرے کنارے پر ایک عمارت کی آڑ میں جیپ روکی ـــــ اور پھر اس کی نظریں جنگل پر جم گئیں۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ لیکن عمران کی نظریں ٹریفک کی بجائے جنگل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ لیکن انہیں وہاں رکے دو گھنٹے گزر گئے۔ اور کسی طرف سے بھی لانسر کے باہر نکلنے کی کوئی رپورٹ نہ ملی تو عمران اس نتیجے پر پہنچا کہ لانسر کسی نہ کسی طرح ڈبے سمیت نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے ـــــ چنانچہ اس نے جیپ میں نصب ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے ساتھیوں کو کال کیا اور انہیں اپنی طرف بلالیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی جیپوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔

" لانسر نکل گیا ہے۔ اور اب تم سے جنگل میں تلاش کرنا فضول ہے۔ تم سب ایسا کرو کہ ناراک لینڈ کے سفارت خانے کو گھیر لو۔ اگر لانسر سفارت خانے میں داخل ہو۔ تب فوری مجھے کال کر دینا ـــــ اس کے علاوہ سفارت خانے سے نکلنے والے ہر شخص کا باقاعدہ تعاقب اور نگرانی کی جائے ہو سکتا ہے کہ وہ خود سفارت خانے میں جانے کی بجائے کسی کو اپنے پاس بلالے " ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیں۔

" ٹھیک ہے " ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر ـــــ تم میرے ساتھ آجاؤ " ـــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر اس کی جیپ میں آگیا۔ باقی جیپوں کے جانے کے بعد عمران

نے بھی اپنی جیپ آگے بڑھا دی۔

" تم نے دنو دمنگٹ کے بارے میں رپورٹ نہیں دی " ـــــ عمران نے جیپ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" وہ کلب سے غائب ہے جناب ـــــ میں نے ایک خاص آدمی کو ٹٹولا تھا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ خود مجھے اغوا کرانے کے چکر میں ہے۔ جس پر میں نے سوچا کہ اس طرح میں زیادہ آسانی سے اس کے پاس پہنچ سکتا ہوں چنانچہ میں واپس اپنے ہوٹل میں چلا گیا اور وہاں اس کے آدمیوں کا انتظار کرنے لگا ـــــ لیکن وہاں کوئی بھی نہ آیا۔ اسی دوران آپ کی کال آگئی اور میں یہاں آگیا " ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ـــــ تمہارے اغوا والے قصے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح لانسر سے متعلق ہے۔ اور اب تو بہر حال لانسر کی تلاش بے حد ضروری ہو گئی ہے۔ چاہے اُسے پاتال سے ہی کیوں نہ ڈھونڈھنا پڑے " ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو پھر اس کے کلب میں چلے چلتے ہیں " ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں میں وہیں جا رہا ہوں۔ اب اُسے سامنے آنا ہی پڑے گا " عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ عمران کا موڈ دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اب دنو دمنگٹ کی خیر نہیں رہی

تھوڑی دیر بعد عمران کی جیپ گولڈن کلب کے سامنے جا کر رک گئی اور عمران اچھل کر نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس وقت کلب کے ہال میں خاصے افراد موجود تھے ـــــ عمران اور ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"جی فرمائیے" ـــــ کاؤنٹر پر موجود ایک دبلے پتلے نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"منگٹ دفتر میں ہے" ـــــ عمران نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ـــ جی ہاں موجود ہیں" ـــــ نوجوان نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران کا لہجہ ہی ایسا تھا کہ بے اختیار اس کے منہ سے سچ نکل گیا، اور عمران کوئی جواب دیئے بغیر راہداری کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ منگٹ کے دفتر کے دروازے پر موجود تھا۔ دروازے پر ایک قوی ہیکل غنڈہ کھڑا تھا ـــــ عمران اور ٹائیگر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چوکنا ہو گیا۔

"کیا بات ہے" ـــــ غنڈے نے سخت لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا ایک طرف راہداری میں جا گرا۔ عمران کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ عمران نے زور سے دروازے کو لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا ـــــ ٹائیگر نے نہ صرف اس کی پیروی کی بلکہ اندر داخل ہو کر اس نے تیزی سے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

دفتر خالی تھا۔ منگٹ وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن اُسی لمحے ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ خاصے سڈول جسم کا مالک تھا ـــــ وہ شاید دروازہ کھلنے کا دھماکہ سن کر باہر نکلا تھا۔ لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ ٹائیگر چونکہ

اپنی اصل شکل میں تھا اس لئے وہ اُسے پہچان نہ سکا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر زیرِ زمین دنیا سے متعلق افراد کے سامنے مخصوص میک اپ میں ہی آتا تھا۔ دفتر کا دروازہ باہر سے اب دھڑ دھڑایا جا رہا تھا ـــــ شاید وہ غنڈہ جو عمران کا تھپڑ کھا کر گرا تھا۔ دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اس اُلو کے پٹھے کو جسے تم نے دربان بنا کر باہر کھڑا کیا ہوا ہے۔ خاموش کراؤ" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جاکی ہو گا" ـــــ منگٹ نے چونک کر کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی کھولی تو جاکی دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہونے لگا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ ـــــ یہ اپنے آدمی ہیں" ـــــ منگٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"بب ـــــ باس ـــــ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ میں" جاکی نے زہریلی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔ ورنہ وہ گولی بھی مار سکتا تھا۔ جاؤ" ـــــ منگٹ نے اسے باہر کی طرف دھکیلتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور جاکی کندھے جھٹکتا ہوا باہر چلا گیا۔ منگٹ واپس مڑا۔

"بیٹھئے عمران صاحب ـــــ آپ مجھے اپنے آنے کی اطلاع کر دیتے تو میں دروازے سے آپ کو خود لے آتا" ـــــ منگٹ نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"میرے پاس بیٹھنے کا وقت نہیں ہے۔ میں نے تمہیں آج تک اس لئے کچھ نہیں کہا تھا کہ تم ملکی سلامتی کے کسی چکر میں ملوث نہ ہوئے تھے لیکن اب تم ایک خطرناک کھیل میں شامل ہو چکے ہو ۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ ایسے آدمیوں کی گردنیں توڑتے ہوئے مجھے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی" ۔۔۔ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ملکی سلامتی کے مسئلے میں اور میں ۔۔۔ نہیں جناب عمران صاحب میں تو کبھی ایسے چکر میں نہیں پڑا۔ بس یہ چھوٹے موٹے دھندے کر لیتا ہوں اور بس" ۔۔۔ منگٹ نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لانسر کہاں ہے۔ مجھے اس کا پتہ چاہیئے۔ ابھی اور اسی وقت" عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور لانسر کا نام سن کر منگٹ چونک پڑا۔ اس نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اس سے پہلے عمران بول پڑا۔

"سنو انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا اس سے تعلق ہے۔ لانسر پاکیشیا کی سلامتی کے ایک سلسلے میں ملوث ہے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ بہت ہی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"میں انکار نہیں کر رہا عمران صاحب۔ میں سچ کہوں گا۔ آپ چاہے یقین کریں یا نہ کریں۔ میں کسی زمانے میں ناراک لینڈ میں رہتا تھا۔ لانسر سے میرے وہاں خاصے گہرے تعلقات تھے ۔۔۔ اس نے مجھے اچانک فون کیا اور مجھے کہا کہ اسے ایک رہائش گاہ چاہیئے۔ چونکہ لانسر بھی میری طرح کے دھندوں میں ملوث رہتا ہے۔ اور پھر اس

سے پرانے تعلقات تھے چنانچہ میں نے اسے اپنی رہائش گاہ تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد لانسر نے مجھے بتایا کہ ایک شخص ٹائیگر کو جو ہوٹل مونگا میں رہتا ہے اور اس کا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے ہے اغوا کر کے اس تک پہنچا دوں ۔۔۔ میں نے حامی بھر لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ٹائیگر کے سلسلے میں کام کرتا مجھے اپنے ذاتی دھندے کے سلسلے میں فوری طور پر ایک جگہ جانا پڑ گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر جب میں نے دوبارہ لانسر کو فون کیا تاکہ اس سے معلوم کروں کہ اب بھی اسے ٹائیگر کی ضرورت ہے یا نہیں تو رہائش گاہ سے کوئی جواب نہ ملا ۔۔۔ جس پر میں حیران ہو کر خود وہاں گیا تو پتہ چلا کہ وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ رہائش گاہ خالی پڑی تھی حتیٰ کہ وہ کار بھی وہاں سے نہ لے گیا تھا۔ البتہ میں نے چیک کیا تو تھوڑا سا اسلحہ اور کرنسی غائب تھی ۔۔۔ اس کے بعد اب تک لانسر سے میرا رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ اس کے اس طرح اچانک چلے جانے پر میں بھی خاموش ہو گیا" ۔۔۔ منگٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

"مطلب یہ کہ اب تمہیں علم نہیں ہے کہ لانسر کہاں ہے" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل عمران صاحب میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اور یقین کیجئے مجھے قطعی اس بات کا نہ ہی علم تھا اور نہ میرے تصور میں تھا کہ وہ کسی اونچے چکر میں ہے۔ ورنہ میں قطعاً اس چکر میں نہ پڑتا آپ میری عادت جانتے ہیں" منگٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اس عادت کی وجہ سے ابھی تک تمہارے ہاتھ پیر سلامت

ہیں۔ سنو۔ اب اگر تمہیں لانسر کے سلسلے میں کوئی اطلاع ملے تو تم نے مجھے فلیٹ پر فون کر دینا ہے۔ میں وہاں موجود نہ ہوں تو میرے باورچی کو پیغام دے دینا ـــــ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر بعد میں مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے یا مجھ سے کچھ چھپایا ہے تو پھر...... " ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں نے یہاں رہنا ہے۔ آپ کو کم از کم مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو گی " ـــــ منگٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے " ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جیپ تک پہنچ گئے۔

" لانسر بے حد عیار ثابت ہو رہا ہے۔ وہ کسی پر مکمل اعتماد نہیں کرتا " عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ـــ ویسے اس نے جس طرح دلیرانہ انداز میں ڈبہ جھپٹا ہے اور پھر غائب ہو گیا ہے۔ میں اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں " ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران جیپ کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا۔ جیپ میں نصب ٹرانسمیٹر پر کال سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ـــ جوزف کالنگ ماسٹر اوور " ـــــ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔ اور جوزف کی آواز سن کر عمران کے

ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ اس کا خیال تھا کہ کال جولیا یا اس کے کسی ساتھی کی ہو گی۔ انہوں نے شاید لانسر کو سفارت خانے میں داخل ہوتے چیک کر لیا ہو گا۔ لیکن جوزف کی اس طرح کال کا کوئی تک نظر نہ آتا تھا۔

" یس عمران اٹنڈنگ اوور " ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" ماسٹر۔ آپ رانا ہاؤس پہنچ جائیں۔ وہ کیپٹن بندر ابھی یہاں پہنچا ہے اور کرنل صاحب نے بتایا ہے کہ اس نے لانسر کی رہائش گاہ دیکھ لی ہے۔ وہ آپ کو فوراً وہاں لے جانا چاہتا ہے اوور " ـــــ دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیپٹن بندر ـــ اوہ اچھا ـــ میں آ رہا ہوں اوور اینڈ آل " عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" لو بھئی جو کام ٹائیگر جیسا بہادر نہ کر سکا وہ ایک بندر نے کر دکھایا " عمران نے مسکرا کر جیپ آگے بڑھاتے ہوئے ساتھ بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر عمران کے اس خوب صورت طنز پر ہنس پڑا۔

" کیپٹن بندر کے زندہ ہونے کا سن کر مجھے حیرت ہوئی ہے جس انداز میں وہ گولی کھا کر گرا تھا۔ مجھے تو یقین تھا کہ وہ مر گیا ہو گا " ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے ٹھہرو ـــ ہم خواہ مخواہ بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ کیوں نہ کیپٹن صاحب کو یہیں بلوا لیں " ـــــ عمران نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔ اور پھر اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر روکا اور ٹرانسمیٹر پر رانا ہاؤس کی فریکونسی سیٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ـــ عمران کالنگ جوزف اوور " ـــــ عمران نے

ٹرانسمیٹر آن کر کے پکارنا شروع کر دیا۔

" یس ماسٹر ۔۔۔ جوزف اٹنڈنگ یو اوور " ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی ۔

" جوزف ۔۔۔ کیپٹن بندر شدید زخمی تو نہیں اوور " ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں ماسٹر ۔۔۔ گولی اس کے کندھے پر لگی تھی جسے اس نے ٹنکام بوٹی کا رس مل کر ٹھیک کر لیا۔ اس کے بعد وہ جنگل سے نکلا تو اس نے لانسر اور اس کی ساتھی عورت کو ایک کار میں جاتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ اس کی کار کی چھت پر بیٹھ کر ان کی رہائش گاہ پہنچ گیا ۔۔۔ اور پھر وہاں سے سیدھا رانا ہاؤس آ گیا۔ یہاں آکر اس نے کرنل رابرٹ کو مکمل رپورٹ دی ۔ تو کرنل رابرٹ نے مجھے کہا کہ میں فوری طور پر آپ سے رابطہ قائم کر دوں ۔۔۔ چنانچہ میں نے ٹرانسمیٹر پر کوشش کی اور اس طرح آپ سے بات ہو گئی اوور " ۔۔۔ جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو ۔ جوانا کو کرنل رابرٹ کی حفاظت کے لئے وہیں چھوڑ کر کیپٹن بندر کے ساتھ رانا ہاؤس سے نکل کر اس جگہ پہنچو جہاں کی نشاندہی کیپٹن بندر کرے ۔۔۔ وہاں پہنچ کر مجھے کال کرو۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جلدی کرو اوور " ۔۔۔ عمران نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ماسٹر اوور " ۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" تو یہ بات ہے ۔ اس لئے ہم ڈاج کھا گئے " ۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا عمران صاحب " ۔۔۔ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

" لانسر اکیلا نہ تھا ۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو شاید کہیں کار لئے موجود تھی ۔ اور لانسر اس کار کے ذریعے نکل گیا ۔ ہم نے کار والی طرف تو توجہ ہی نہیں دی تھی ۔ بہرحال کیپٹن بندر نے کام دکھا دیا ہے " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

لانسر اور فیلیا اپنی نئی رہائش گاہ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے شراب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کے چہروں پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"اب کرنل رابرٹ کو لے جانے کی تو ضرورت نہیں رہی" ——— فیلیا نے جام بھرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ——— اب کیا ضرورت ہے۔ جو کام اس سے لینا تھا وہ کام ہو گیا" ——— لانسر نے گھونٹ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"لانسر ——— ایک بات تو بتاؤ۔ اس چمکیلے ڈبے میں آخر ہے کیا" فیلیا نے پوچھا۔

"یہ ملکی راز ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں کوئی سوال آئندہ نہ کرنا" لانسر نے یک لخت سرد لہجے میں کہا اور فیلیا منہ بنا کر خاموش ہو گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی۔ کال بیل کی تیز آواز سنائی دی۔

اور وہ دونوں بری طرح چونک پڑے۔

"یہاں کون آ سکتا ہے" ——— لانسر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو میں جا کر دیکھتی ہوں" ——— فیلیا نے کہا۔ اور لانسر نے سر ہلا دیا۔ اور فیلیا کمرے سے نکل کر تیزی سے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ لانسر نے جلدی سے ریوالور نکالا اور پھر وہ راہداری کے سامنے بنے ہوئے برآمدے کے ایک چوڑے ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ یہاں سے پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا۔

فیلیا نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر زور سے پوچھا "کون ہے"

"میڈم۔ ہمارا تعلق محکمہ ٹیلی گراف سے ہے۔ آپ کی چھت سے تاریں گزر رہی ہیں ان میں فالٹ ہو گیا ہے اسے چیک کرنا ہے"

باہر سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔ اور نہ صرف فیلیا بلکہ لانسر کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ فیلیا نے مڑ کر دیکھا تو لانسر نے اسے پھاٹک کھولنے کا اشارہ کیا ——— لیکن احتیاط کے لحاظ سے وہ ستون کی آڑ میں ہی رہا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

فیلیا نے جیسے ہی پھاٹک کھولا۔ ایک حبشی نے اسے زور سے دھکیلا اور فیلیا چیخ کر لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ لانسر نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور سیدھا کیا ہی تھا کہ اسی لمحے چٹخ کی تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔ لانسر بری طرح اچھلا۔

"خبردار ——— اگر حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا" ——— دوسرے لمحے برآمدے کی سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور

لانسر ٹھٹھک کر رک گیا۔ عمران اچھل کر سائیڈ سے ہو کر برآمدے میں چڑھ آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن تھی جبکہ لانسر کا ریوالور بندر اٹھائے برآمدے کے دوسرے کونے میں کھڑا مسرت آمیز لہجے میں مسلسل چیخ چیخ کئے جا رہا تھا ــــ یہ وہی کیپٹان بندر تھا۔ ادھر قوی ہیکل حبشی فیلیا کو بازو سے پکڑے بُری طرح گھسیٹتا ہوا برآمدے میں لے آیا۔ یہ وہی حبشی تھا جسے لانسر نے روشندان سے گولی ماری تھی ــــ لانسر کے ہونٹ بُری طرح بھنچے ہوئے تھے۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر انہوں نے کس طرح اس کی یہ رہائش گاہ تلاش کر لی۔ حالانکہ اس رہائش گاہ کا پتہ اُسے اور فیلیا کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ اس حبشی کے ساتھ وہ ٹائیگر بھی تھا۔

" ان دونوں کو اندر کمرے میں لے چلو " ــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فیلیا کو لانسر کی طرف دھکیل کر دوسرے ہاتھ میں موجود ریوالور سیدھا کر لیا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں بھی ریوالور موجود تھا۔

" تم کیا چاہتے ہو " ــــ لانسر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

" میں تو بعد میں چاہوں گا۔ فی الحال تو یہ کیپٹان صاحب کچھ چاہتے ہیں جسے تم نے گولی ماری تھی اس کے بعد جوزف چاہے گا۔ یہ بھی تمہاری گولی کا شکار بنا تھا ــــ اگر دونوں سے بچ بچا گئے تو پھر ٹائیگر کے چاہنے کی باری آئے گی۔ میرا نمبر تو شاید ہی آئے " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

" سنو علی عمران ــــ میری مرضی کے خلاف تم مجھ سے کچھ نہیں صل کر سکتے۔ سمجھے۔ البتہ تم مجھ سے کچھ سودا بازی کرنا چاہو تو دوسری ت ہے " ــــ لانسر نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

" سودے بازی ــــ وہ کیا ہوتی ہے۔ شطرنج کی بازی۔ تاش کی زی تو سنی تھی۔ یہ سودے بازی کیا ہوتی ہے " ــــ عمران نے مسکراتے وئے کہا۔ اور لانسر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ب اس نے قیامت تک نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

" کیپٹان ــــ تم اس عمارت کی تلاشی لو۔ شاید کہیں تمہارے آقا کا بڑا مل جائے۔ ٹائیگر تم بھی کیپٹان کے ساتھ جاؤ " ــــ عمران نے ر اور ٹائیگر سے کہا۔

اور کیپٹان بندر چیخ چیخ کرتا اچھل کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ٹائیگر ن کے پیچھے تھا۔

" تم دونوں اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اگر کیپٹان بندر کامیاب لوٹا تو تمہارے سانس اسی طرح چلتے رہیں گے ورنہ ...... " ــــ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تم خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو " ــــ لانسر نے بُرا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر ــــ اس کی زبان ضرورت سے زیادہ چل رہی ہے " ب طرف کھڑے جوزف نے کرخت لہجے میں کہا۔

" زبان ہوتی ہی چلنے کے لئے ہے جوزف ــــ مسئلہ تو جب بنتا ہے جب زبان چلنے سے رک جاتی ہے " ــــ عمران نے مسکرا کر جواب

دیتے ہوئے کہا۔

" تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔۔ لانسر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" تمہارا خیال تھا کہ تم ان محترمہ کے ساتھ کار میں بیٹھ کر اطمینان سے یہاں پہنچ جاؤ گے اور تمہیں چیک نہیں کیا جا سکے گا۔ یہ پاکیشیا ہے مسٹر لانسر ناراک لینڈ نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ تو تم نے ہمیں چیک کر لیا تھا۔ لیکن تمہاری جیبیں تو کہیں نظر نہیں آئی تھیں" ۔۔۔۔ لانسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جیبوں سے زیادہ تیز ہماری آنکھیں ہوتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے کیپٹن بندر اندر داخل ہوا۔ اور اس نے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتے ہوئے انکار میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر بھی خالی ہاتھ اندر آیا تھا

" ہونہہ مسٹر لانسر ۔۔۔ اب تم شرافت سے وہ ڈبہ ہمارے حوالے کر دو جو تم نے اس بندر کو گولی مار کر چھینا تھا" ۔۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا۔

" ڈبہ ۔۔۔ میرے پاس کوئی ڈبہ نہیں ہے۔ وہ تو وہیں جنگل میں ہی گر گیا تھا" ۔۔۔ لانسر نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی صورت میں بھی کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر چکا ہو۔

" جوزف ۔۔۔ ان محترمہ کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ ورنہ یہ خواہ مخواہ

صورت حال دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گی۔ خوب صورت عورت کا دل بڑا نازک ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور جوزف نے آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھی ہوئی فیلیا کا بازو پکڑ کر اُسے اٹھانا چاہا۔ فیلیا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے حیرت انگیز مہارت کا ثبوت دیا ۔۔۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔ اور جوزف کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اُسی لمحے لانسر نے یک لخت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا ٹائیگر یک لخت چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے گزر کر سامنے کھڑے عمران سے پوری قوت سے آ ٹکرایا۔ لانسر نے ٹائیگر کو گردن سے پکڑ کر آگے کی طرف اچھال دیا تھا۔

اور پھر کمرے میں بیک وقت دو چیخیں بلند ہوئیں۔ ایک چیخ فیلیا کے حلق سے نکلی تھی۔ کیونکہ ریوالور نکلتے ہی جوزف کا لفٹ ہک پوری طاقت سے فیلیا کی گردن پر پڑا تھا ۔۔۔ اور وہ چیختی ہوئی کسی گیند کی طرح سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ جب کہ دوسری چیخ لانسر کے حلق سے نکلی تھی۔ عمران نے ٹائیگر کو بالکل اُسی طرح واپس اچھال دیا تھا۔ جس طرح لانسر نے اُسے اچھالا تھا ۔۔۔ اور ٹائیگر پوری قوت سے نہ صرف لانسر سے جا ٹکرایا تھا۔ بلکہ اس نے اپنے سر کی بھرپور ٹکر بھی اس کے سینے پر مار دی تھی۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے اور نیچے گرتے ہی ٹائیگر کے جسم نے بازی گردں کے سے انداز میں الٹی قلابازی کھائی اور وہ لانسر کے پیچھے ایک بار پھر اُسی طرح کھڑا تھا جیسے لانسر کے اچھلنے سے پہلے تھا۔

فیلیا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری تو اٹھ ہی نہ سکی تھی۔ جوزف کا خوفناک لفٹ ہک اس کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ لانسر بھی نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے لگا۔ لیکن پھر جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اسی طرح کیپٹن بندر اپنی جگہ سے اچھلا ——— اور دوسرے لمحے لانسر کے حلق سے اتنی زوردار چیخ نکلی کہ کمرہ گونج اٹھا۔ کیپٹن بندر اس کے منہ پر پوری قوت سے پنجہ مارتے ہوئے دوسری طرف جا کھڑا ہوا تھا۔ لانسر نے بے اختیار دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے ——— اس کا پورا چہرہ خراشوں سے بھر گیا تھا۔ جن میں سے خون نکلنے لگا تھا۔ کیپٹن بندر نے اس کا چہرہ ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

"میں نے کہا تھا کہ پہلے یہ لوگ جائیں گے۔ میرا تو نمبر ہی نہ آئے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ کچھ حاصل نہ کر سکو گے۔ جو تمہارا جی چاہتا ہے کر لو۔ مار ڈالو۔ جی بھر کر تشدد کر لو۔ جو چاہے کر لو" لانسر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سب لوگ ہٹ جائیں۔ لانسر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں اس کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ یہ وہ بھوت نہیں جو مار سے بھاگ جائے" اچانک عمران نے چیخ کر کہا۔

اور کیپٹن بندر سمیت اس کے ساتھی جو لانسر کے گرد تقریباً گھیرا ڈالے کھڑے تھے یک لخت پیچھے ہٹتے گئے۔ اور لانسر انہیں اسی طرح پیچھے ہٹتے دیکھ کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ٹائیگر کی طرف اچھال دی۔

"یہ تمہاری خوش قسمتی ہے لانسر کہ میرا نمبر آ گیا ہے۔ میں ان سب میں ضرورت سے زیادہ رحم دل مشہور ہوں" ——— عمران نے لانسر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور لانسر اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ادھڑا ہوا چہرہ خاصا بھیانک لگ رہا تھا۔ لیکن وہ اب پوری طرح لڑنے کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

عمران اس کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس کی تیز نظریں لانسر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ لانسر بھی ہونٹ بھینچے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم تنا ہوا تھا۔ جیسے وہ عمران کی طرف سے ہونے والے متوقع خطرے کے دفاع کے لئے پوری طرح تیار ہو ——— کمرے میں گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا۔ ایسا گھمبیر سکوت کہ دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دینے لگی تھیں۔ لانسر کے چہرے پر سرد مہری اور سپاٹ پن نمایاں تھا۔ نیلی آنکھوں میں پتھریلی چٹانوں جیسی سختی ابھر آئی تھی۔

"یار شادی کے لئے تمہیں ہی لڑکی پسند آئی تھی۔ جو ایک ہی کمرے میں ٹیں ہو گئی" ——— اچانک عمران کی مسکراتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی اور ماحول پر چھایا ہوا سکوت یک لخت نرمی میں بدل گیا۔ لانسر کے تنے ہوئے اعصاب لاشعوری طور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ آئی۔

"فیلیا میری بیوی نہیں ہے۔ صرف دوست اور دوستی بھی صرف

میل جول کی حد تک ۔ میں غلط تعلقات قائم کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں " ـــــ لانسر نے ڈھیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا ـــــ پھر تو تم میری کیٹگری میں شامل ہو۔ ویری گڈ ۔ ملاؤ ہاتھ " عمران نے ہنستے ہوئے بے اختیار لانسر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور لانسر ایک لمحے کے لئے جھجکا۔ لیکن پھر اس نے ہاتھ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن ہاتھ بڑھاتے ہی اس کا جسم ایک بار پھر تن گیا ـــــ شاید اُسے خیال آیا تھا کہ عمران اس طرح اس کے ساتھ داؤ کھیلنا چاہتا ہے۔ لیکن عمران نے بڑے محبت آمیز انداز میں مصافحہ کر کے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

" سنو لانسر ـــــ میری اور تمہاری براہِ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے ملکوں کے درمیان کوئی ٹکراؤ ہے۔ راز جو ڈبہ میں ہے وہ بہر حال پاکیشیا آنے سے پہلے تمہارے ملک کی ملکیت تھی ـــــ لیکن تم نے کرنل رابرٹ کو اس طرح غیر قانونی طور پر اغوا کر کے زیادتی کی ہے۔ بہر حال چونکہ کرنل رابرٹ زندہ ہے اس لئے یہ زیادتی معاف کی جا سکتی ہے۔ لیکن اب یہ راز کرنل رابرٹ کی ملکیت ہے ـــــ اگر کرنل رابرٹ کو تم راضی کر لو۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے " ـــــ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

" کرنل رابرٹ غیر قانونی طور پر اس راز کو لے کر یہاں آیا ہے۔ اس لئے یہ راز قانونی طور پر ناراک لینڈ کی ہی ملکیت ہے۔ اور جہاں تک کرنل رابرٹ کو راضی کرنے کا مسئلہ ہے تو میں نے کرنل رابرٹ کو اغوا کرنے سے پہلے ہر لحاظ سے کوشش کی تھی کہ وہ میرے ساتھ خود ناراک لینڈ چلا جائے۔ ہم اُسے ہر عہدہ۔ ہر سہولت اور ہر معاوضہ

دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن اس نے مجھے دھتکار کر نکال دیا۔ اس لئے اب اس سے بات کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور جہاں تک راز کا تعلق ہے۔ اصل بات تمہیں بتا دوں کہ راز اب تک تمہارے ملک سے باہر نکل چکا ہوگا ـــــ اور کسی بھی لمحے وہ ناراک لینڈ پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد تم مجھے قتل کر دو۔ گولی مار دو۔ جو چاہے کرو۔ راز تمہیں واپس حاصل نہیں ہو سکتا " ـــــ لانسر نے جواب دیتے ہوئے کہا

" تو جب راز ہی ملک سے باہر چلا گیا ہے تو پھر میں نے تمہیں مار کر تمہارا اچار تو نہیں ڈالنا۔ اس لئے بائی بائی ـــــ اگر مجھ میں ہمت ہوئی تو میں راز ناراک لینڈ سے واپس لے آؤں گا۔ نہیں تو وہ تمہارا ہو ہی چکا ہے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔

" گڈ بائی لانسر ـــــ اب اپنے راز کی پوری طرح حفاظت کرنا " عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــــ ٹائیگر، جوزف اور کیپٹن شکیل بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیئے۔ جب کہ لانسر وہاں خاموش کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔ اس کی سمجھ میں عمران کا یہ عجیب و غریب رویہ کھٹک رہا تھا ـــــ کہ عمران اس طرح اس پر قابو پانے کے بعد اُسے زندہ اور بغیر کچھ کہے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ وہ قدم بڑھاتا ان کے پیچھے آیا۔ اور پھر برآمدے میں رک کر انہیں دیکھنے لگا۔ جب وہ پھاٹک کھول کر باہر نکل گئے تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور مڑ کر واپس کمرے کی طرف آ گیا ـــــ اس نے فیلیا کو ہوش میں لانے کی

کوششیں شروع کر دیں۔

"وہ — وہ چلے گئے" — فیلیا نے ہوش میں آتے ہی کراہ کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے اپنی گردن مسلنے لگی۔

"میں تمہیں اتنا کمزور تو نہ سمجھتا تھا کہ تم ایک ہی مکے سے بے ہوش ہو گئیں" — لانسر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ مکہ تھا — اس خوف ناک حبشی کے مکے سے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے پورا پہاڑ میری گردن سے آ ٹکرایا ہو" — فیلیا نے مسلسل اپنی گردن مسلتے ہوئے کہا۔

اور لانسر اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رسیور اٹھایا لیکن پھر کچھ سوچ کر رسیور رکھ دیا۔ اور فیلیا کی طرف مڑا۔

"اب خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے آؤ کسی کیفے میں چل کر کچھ پی پلا لیں" — لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا — کچھ مجھے بھی تو بتاؤ" — فیلیا نے کہا۔

"میں انہیں یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا ہوں کہ راز پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے۔ اب وہ ناراک لینڈ جا کر اُسے حاصل کرتے پھریں گے — وہاں میں انہیں ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی" — لانسر نے کہا۔ اور فیلیا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے نکلے۔ اور تیزی سے شہر کی طرف بڑھنے لگے۔ لانسر نے ایک چوک پر مڑتے ہی

ایک سیاہ رنگ کی کار کو اپنے تعاقب میں آتے چیک کر لیا۔ اور اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یہ واقعی احمقوں کے سردار ہیں" — لانسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون — کسے کہہ رہے ہو" — فیلیا نے چونک کر پوچھا۔

"یہی پاکیشیا سیکرٹ سروس والے — احمق یہ سمجھ کر میری نگرانی کر رہے ہیں کہ میں سیدھا جا کر وہ راز حاصل کر دوں گا اور وہ مجھ سے اسے جھپٹ لیں گے۔ ہونہہ۔ انہوں نے ناراک لینڈ کے سپر ایجنٹ کو بالکل ہی اناڑی سمجھ لیا ہے" — لانسر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور وہ دونوں نیچے اتر کر اندر داخل ہو گئے۔ خاصا جدید قسم کا کیفے تھا۔ ایک کونے میں موجود الگ تھلگ نشست سنبھالتے ہی لانسر نے کھانے پینے کے لئے کافی سامان کا آرڈر دے دیا۔

"لیکن اب تمہارا پروگرام کیا ہے" — ویٹر کے جانے کے بعد فیلیا نے پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے بس ناراک لینڈ واپس چلیں گے" — لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے اس نے ٹائیگر کی ایک جھلک ریستوران کے دروازے پر دیکھی۔ لیکن وہ اندر نہ آیا تھا۔ لانسر کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی — ویٹر نے آرڈر کا سامان میز پر سرو کیا تو وہ دونوں اطمینان سے کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔

"ویٹر" — لانسر نے یک لخت قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر

سے کہا۔

"یس سر" ——— ویٹر نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹیلیفون میز تک آسکتا ہے" ——— لانسر نے پوچھا۔

"یس سر ——— ضرور" ——— ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیلی فون سیٹ اٹھائے واپس آیا۔ اس نے سیٹ میز پر رکھا اور اس کا پلگ میز کے ایک پائے میں لگے ہوئے ہولڈر میں لگا دیا اور خود واپس چلا گیا ——— لانسر نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے جلدی سے ناراک لینڈ کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مارش کے نمبر گھمائے۔

"یس ——— سیکنڈ سیکرٹری مارش سپیکنگ فرام ناراک لینڈ ایمبیسی" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مارش کی آواز سنائی دی۔

"میں لانسر بول رہا ہوں۔ ریڈ ہینڈز کے بارے میں کیا اطلاع ہے" لانسر نے پوچھا۔

"وہ آج ہی چند گھنٹوں بعد یہاں پہنچ رہے ہیں جناب" دوسری طرف سے مارش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو غور سے میری بات سنو ——— میں جھیل میں سے وہ راز جو ایک چمکیلے ڈبے میں بند ہے ڈھونڈھ لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ بلکہ ڈھونڈھنے گیا۔ میں نے اُسے اپنی جان پر کھیل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے چھین لیا ہے۔ اور اب وہ پاگلوں کی طرح سر ٹکراتے پھر رہے ہیں۔

میں نے اُسے دوبارہ جھیل میں پھینک دیا ہے۔ تم ایسا کرو ایک غوطہ خور کو اپنے ہمراہ لے جاؤ اور میزو جنگل کے وسط میں واقع جھیل سے وہ ڈبہ نکال کر اُسے فوری طور پر سفارت خانے کے بیگ کے ذریعے ناراک لینڈ روانہ کر دو ——— لیکن انتہائی محتاط طریقے سے۔ اب ریڈ ہینڈز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کام میں نے خود مکمل کر لیا ہے" ——— لانسر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ ٹھیک ہے سر" ——— مارش کی خوشی سے چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دے دیا ہے کہ راز پاکیشیا سے باہر چلا گیا ہے۔ لیکن جب تک میں یہاں موجود ہوں ہو سکتا ہے انہیں میری بات پر یقین نہ آئے ——— اس لئے تم فوراً اس راز کو حاصل کر کے کسی نہ کسی طرح بھجوا دو۔ اور سنو۔ جب یہ کام ہو جائے تو مجھے ون۔ ٹو زیرو۔ تھری۔ سکس۔ ٹو پر فون کر کے بتا دینا" ——— لانسر نے اس سے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں نے نمبر نوٹ کر لئے ہیں۔ لیکن کیا آپ بھی جھیل پر آئیں گے" ——— مارش نے پوچھا۔

"احمق آدمی ——— اگر میں خود وہاں جا سکتا تو پھر تمہیں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے تو تمہیں بھیج رہا ہوں۔ اور سنو۔ خیال رکھنا ہو سکتا ہے وہ لوگ جنگل میں اسے تلاش کر رہے ہوں۔ ہر طرف سے محتاط ہو کر یہ کام کرنا ——— ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا" ——— لانسر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ——— میں انتہائی محتاط رہوں گا اور یہ

راز میں اپنے سفارت خانے کی بجائے دوست ملک کے سفارت خانے کے سپیشل بیگ میں آج ہی بھجوا دوں گا" ـــــ مارش نے کہا۔

"او۔ کے ـــــ میں تمہاری طرف سے خوشخبری کا منتظر رہوں گا۔ گڈ بائی" لانسر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے گڈ بائی کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ لے جاؤ" ـــــ لانسر نے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ویٹر نے پلگ نکال کر ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور واپس چلا گیا۔

"میں تمہاری چال سمجھ گئی ہوں۔ ظاہر ہے وہ زیادہ سے زیادہ تمہاری نگرانی کر سکتے ہیں۔ اس طرح تم علیحدہ رہ کر بھی کامیابی حاصل کر لو گے" نیلیا نے کہا۔

"عقل کا استعمال اسے ہی کہتے ہیں نیلیا۔ اور سپر ایجنٹ جسم کے ساتھ ساتھ عقل کا استعمال بھی جانتا ہے" ـــــ لانسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کولڈ کافی کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگالی۔ اس کے چہرے پر فتح کی چمک نمایاں تھی۔

عمران نے ٹائیگر کو لانسر کی نگرانی پر چھوڑ کر خود جوزف اور کیپتان بندر سمیت واپس رانا ہاؤس آگیا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو کہہ دیا تھا کہ اُسے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ لانسر کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔

"لیجیئے کرنل صاحب ـــــ دانہ تو ڈال آیا ہوں۔ اب دیکھیئے پرندہ کب چگتا ہے" ـــــ عمران نے رانا ہاؤس پہنچتے ہی کرنل رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں" ـــــ کرنل نے چونک کر پوچھا۔

"میں ایک فون کر لوں۔ اس کے بعد آپ سے تفصیلی بات ہو گی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی

آواز سنائی دی۔

"ممبرز کی طرف سے کوئی رپورٹ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ عمران صاحب ——— وہ سب ناراک لینڈ کے سفارت خانے کی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہاں سے نکلنے والے اور جانے والے ہر شخص کی۔ لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی یا بات سامنے نہیں آئی" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لانسر کو میں نے تلاش کر لیا ہے۔ لیکن وہ ڈبہ لانسر کے پاس نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس نے اُسے کوٹھی میں چھپا رکھا ہے۔ اس نے تب مجھے یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ڈبہ پاکیشیا سے باہر جا چکا ہے۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے ——— لانسر یقیناً ناراک لینڈ کا کوئی سپیشل ایجنٹ ہے۔ اور ایسے لوگ خصوصی طور پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر کسی قسم کا تشدد بے کار ثابت ہوتا ہے۔ ان کے مقابلے میں اگر عقل استعمال کی جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے ——— اس لئے میں اُسے چھوڑ کر واپس چلا آیا ہوں۔ البتہ میں نے ٹائیگر کو اس کی کھلی نگرانی پر لگا دیا ہے۔ اس نگرانی کی وجہ سے لانسر یقیناً خود اس جگہ نہیں جائے گا جہاں اس نے یہ راز چھپا رکھا ہے ——— اب وہ اپنی جگہ کسی اور کو استعمال کرے گا۔ اور چونکہ کرنل رابرٹ کے اغوا کے سلسلہ میں ناراک لینڈ کا سفارتخانہ پوری طرح ملوث تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ چھپی ہوئی جگہ سے اس ڈبے کو برآمد کرنے کے لئے سفارت خانہ کو ہی استعمال کرے گا۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ ممبرز کو پوری طرح چوکنا کر دو کہ سفارت خانے میں

سے جو بھی نکلے اس کی پوری اور مکمل نگرانی اس طرح کی جائے کہ اُسے آخر تک احساس نہ ہو سکے" ——— عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کہہ دیتا ہوں۔ وہ پہلے بھی نگرانی کر رہے ہیں اب مزید محتاط ہو جائیں گے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کوئی بھی مشکوک صورت حال سامنے آئے تو مجھے فوراً رانا ہاؤس میں کال کر دینا۔ اوکے" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا۔ اور پھر کرنل رابرٹ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے مختصر طور پر لانسر سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں انہیں بتایا۔

"ہاں اس طرح وہ جال میں تو پھنس سکتا ہے لیکن وہ بے حد عیار اور چالاک آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی داؤ کھیل رہا ہو۔ اور ایک بار اٹیک دن ناراک لینڈ پہنچ گیا تو پھر اس کی واپسی ناممکن ہو گی" ——— کرنل رابرٹ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل رابرٹ ——— آپ کو یہ ساری باتیں بتانے کا ایک مقصد ہے۔ آپ اگر پوری طرح تعاون کریں تو ہو سکتا ہے ہم خود اٹیک دن کو ڈھونڈھ نکالیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا خیال ہے کہ میں تم لوگوں سے تعاون نہیں کر رہا" ——— کرنل رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے جولیا کا جھوٹا تو نہیں پی لیا" ——— عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"جولیا کا جھوٹا ——— کیا مطلب ——— کون جولیا اور کیسا جھوٹا"۔

کرنل رابرٹ حیران ہو گئے۔ کیونکہ وہ تو شاید جولیا کو جانتے ہی نہ تھے۔

"مس جولیانا فٹز واٹر ——— اس کی بھی یہی عادت ہے۔ بات بات پر غصہ کھا جاتی ہے۔ اس طرح کھاتی ہے جس طرح کوئی حلوہ کو نین سمجھ کر کھانا شروع کر دے۔ بہرحال میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کیتان بندر کی بولی مکمل طور پر سمجھ لیتے ہیں ——— اور کیتان بندر سب سے آخر میں لانسر سے ٹکرایا اور ان کی رہائش گاہ تک پہنچا۔ رہائش گاہ میں وہ ڈبہ موجود نہیں ہے۔ ٹائیگر نے ان کی اکلوتی کار بھی چیک کر لی۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈبہ پہلے ہی کہیں چھپا دیا گیا تھا ——— اگر کیتان بندر پر جرح کی جائے تو شاید کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے پتہ چلے کہ ڈبہ انہوں نے کہاں چھپایا ہے" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کرنل رابرٹ بے اختیار مسکرا دیئے۔

اور پھر انہوں نے کیتان بندر کو آواز دی تو کیتان بندر مخصوص انداز میں چیخ چیخ کرتا ہوا دوڑتا ہوا آیا اور اچھل کر کرسی کے بازو پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ کیتان تمہاری بات سمجھ جائے گا۔ پھر جو جواب وہ دے گا وہ میں تمہیں بتا دوں گا" ——— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"کیتان صاحب یہ بتائیں کہ جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اپنے ارد گرد کسی انسان کو دیکھا یا کہیں دور سے اس کی جھلک پڑی ہو" عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔ جواب میں کیتان بندر نے چیخ چیخ کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

"یہ کہہ رہا ہے کہ جب مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ مجھے واضح طور پر کچھ نظر ہی نہ آ رہا تھا" ——— کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر اُسے میز پر پھیلا دیا۔

"اب نقشہ دیکھ کر بتاؤ کہ لانسر کی کار تمہیں کہاں ملی تھی" ——— عمران نے کہا اور بندر پہلے تو غور سے نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کرسی کے بازو سے اتر کر میز پر آیا اور اس نے اپنے پنجے کی ایک انگلی ایک جگہ رکھ دی۔

"تم یہاں تک کس راستے سے پہنچے تھے" ——— عمران نے پوچھا اور کیتان بندر نے انگلی کے اشارے سے جنگل کا اندرونی راستہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا کرنل۔ یہاں لانسر کی خالی جیپ ملی ہے۔ اس کے بعد میں نے اور میرے ساتھیوں نے جنگل کا یہ سارا علاقہ چھان مارا۔ کیتان بتا رہا ہے کہ لانسر کی کار ادھر سے آ رہی تھی جو کہ جنگل کا عقبی حصہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لانسر یہاں جیپ چھوڑ کر سائیڈ سے ہوتا ہوا واپس مڑا۔ اور پھر عقبی پہاڑیوں سے گزر کر وہ یہاں جنگل میں آیا ہو گا ——— یہاں شاید اس کی ساتھی عورت فیلیا کار لے کر موجود ہو گی۔ اور اس طرح وہ سڑک سے ہوتے ہوتے یہاں پہنچے یہاں سے کیتان ان کی کار پر سوار ہوا اور پھر ان کی رہائش گاہ تک پہنچا ——— اس کا مطلب ہے کہ لانسر نے وہ ڈبہ لازماً جنگل کے عقبی حصے میں کہیں چھپایا ہو گا" ——— عمران نے نقشے کی مدد سے کرنل رابرٹ کو بتاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ——— تمہارا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہوا ہو گا" کرنل رابرٹ نے جواب دیا۔

"اب اگر وقت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کیتان کے ہوش میں آنے اور پھر زخم پر رس ملنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے جہاں وہ کار پر چڑھا۔

لانسر کو اتنا وقت نہیں مل سکتا کہ وہ جنگل سے نکل کر پہلے کہیں اور جائے۔ اور پھر واپس آئے ویسے بھی یہ سڑک جنگل کے عقب کی طرف سے ہوتی ہوئی جب آگے جاتی ہے تو چالیس کلومیٹر تک کوئی قصبہ درمیان میں نہیں آتا "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ویری گڈ۔ ویری گڈ عمران صاحب۔۔۔ آپ واقعی ذہین ہیں " کرنل رابرٹ نے بڑے تعریف بھرے انداز میں کہا۔

عمران نے کوئی جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اچانک سائیڈ روم میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران جواب ملتوی کرتا ہوا اٹھا اور تیزی سے سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

" یس۔ عزت مآب رانا تہور علی صندوقی سپیکنگ "۔۔۔ عمران نے خالص جاگیر دارانہ انداز میں کہا۔

" عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی صفدر کی کال آئی ہے۔ سفارت خانے کا ایک عہدے دار اپنی کار میں سفارت خانے سے نکل کر میزو جنگل کی طرف جا رہا ہے۔۔۔ وہ اپنی حرکات و سکنات سے بے حد چوکنا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے ہی وہ جنگل کی طرف جانے والی سڑک پر مڑا ہے صفدر نے مجھے کال کر دیا ہے "۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ گڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے بلی تھیلے سے نکل آئی ہے۔ صفدر کو کہو کہ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ انتہائی محتاط انداز میں نگرانی کی جائے ہو سکتا ہے وہاں ان کے اور ساتھی بھی ہوں "۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کم آن کپتان۔۔۔ ایک بار پھر جنگل کی سیر کر لاؤں "۔۔۔ عمران نے سائیڈ روم سے نکلتے ہی تیز لہجے میں کپتان بندر سے کہا۔ اور کپتان بندر چیخ چیخ کرتا ہوا عمران کی طرف دوڑا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے میزو جنگل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ جنگل کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی۔ اور پھر واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکونسی سیٹ کر کے ونڈ بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو عمران کالنگ صفدر اوور "۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس صفدر سپیکنگ اوور "۔۔۔ چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

" کیا پوزیشن ہے اوور "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" میں اس وقت جھیل کے قریبی جنگل میں ہوں۔ نارک لینڈ سے آنے والا جو شاید سفارت خانے کا کوئی عہدے دار ہے جھیل کی سائیڈ میں کار روک کر پہاڑی چڑھ رہا ہے اوور "۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے تم وہیں رکو۔ کار چھوڑ کر وہ نہ جائے گا۔ بہر حال اس نے واپس آنا ہے۔ اور کوئی آدمی تو موجود نہیں ہے اوور "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں جناب اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے اوور "۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

" او۔ کے میں بھی آ رہا ہوں کپتان بندر کے ساتھ۔ اوور اینڈ آل " عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو دوبارہ دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد

اس نے دوبارہ فریکونسی تبدیل کی اور پھر اس نے ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"لانسر کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ آپ کے جانے کے بعد لڑکی کے ساتھ ایک کیفے میں گیا وہاں وہ تقریباً ایک گھنٹہ بیٹھے رہے۔ لانسر نے میز پر ہی ٹیلی فون منگوا کر کسی کو کال کیا ۔۔۔ اور اس کے بعد وہ مزید کچھ دیر بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے ہیں اور ابھی تک وہیں موجود ہیں اوور" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹیلیفون کال کے متعلق کچھ پتہ چلا اوور" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کیفے کی اندرونی ایکس چینج سے صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ اس نے ناراک لینڈ کے سفارت خانے میں کسی سے بات کی ہے۔ اس سے زیادہ پتہ نہیں چل سکا اوور" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم وہیں رہو۔ اور خیال رکھنا وہ تمہیں ڈاج دے کر نکل نہ جائے اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر کال ختم کر کے اس نے کار دوبارہ سٹارٹ کی اور جنگل کے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کافی دور جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔ کیپٹن بندر بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا ۔۔۔ جنگل میں سے گزر کر وہ جھیل کی طرف بڑھتے گئے۔ عمران نے ایک بار پھر صفدر کو کال کر کے اس سے لوکیشن پوچھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ صفدر کے پاس پہنچ گیا۔

صفدر جھیل کے قریب ہی ایک درخت کی آڑ میں تھا۔ کار جھیل کے قریب ہی موجود تھی۔ عمران درختوں کی آڑ لیتا ہوا صفدر کے پاس پہنچ گیا۔

"وہ ابھی تک واپس نہیں لوٹا۔ اوپر پہاڑی پر جا کر غائب ہو گیا ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلوں تو پھر کھلی جگہ کی وجہ سے سامنے آجاؤں گا" صفدر نے عمران کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں رکو۔ میں پہاڑی کی دوسری طرف جاتا ہوں۔ احتیاط سے نگرانی کرنا" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن بندر نے چیخ چیخ کرنی شروع کر دی۔ عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کیپٹن بندر اسے اشارے سے یہیں رکنے اور خود اوپر پہاڑی کی طرف جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"نہیں کیپٹن۔ میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں اصل جگہ کی سمجھ نہ آئے" ۔۔۔۔ عمران نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔

اور پھر درختوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ چکر کاٹ کر پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف جا رہا تھا۔ کیپٹن بندر پہلے ہی آگے بھاگتا ہوا درختوں میں غائب ہو چکا تھا۔

ابھی عمران تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے رک کر جلدی سے ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

"ہیلو ۔۔۔ صفدر کالنگ اوور" ۔۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ عمران سپیکنگ ۔۔۔ کیا بات ہے اوور"

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ وہ پہاڑی سے اتر کر جھیل کی طرف واپس آ رہا ہے اوور" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کے پاس کیا چیز ہے اوور" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"گلے میں ایک دوربین لٹکی ہوئی ہے اور ہاتھ میں ایک کیمرہ ہے اور کوئی چیز نہیں ہے اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں واپس آ رہا ہوں اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑا۔ وہ جب صفدر کے پاس پہنچا تو اس نے ایک غیر ملکی کو گلے میں دوربین لٹکائے اور ہاتھ میں کیمرہ اٹھائے جھیل کی سائیڈ سے ہو کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں ذرا اس سے دو باتیں کر لوں۔ معاملہ کچھ مشکوک ہی لگتا ہے" ـــــ عمران نے صفدر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر درختوں کی اوٹ سے نکل کر بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا غیر ملکی کی طرف بڑھنے لگا۔

غیر ملکی کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ جب کہ عمران اسی طرح اطمینان سے قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھتا گیا۔

"آپ شاید اس جنگل میں پہلی بار آئے ہیں" ـــــ عمران نے قریب جا کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ مگر آپ کون ہیں" ـــــ غیر ملکی نے انتہائی سنجیدہ لیکن بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اپنے بچپن میں کہانیاں تو ضرور پڑھتے رہے ہوں گے۔ جنگل کی کہانیاں۔ ٹارزن کی کہانیاں" ـــــ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹارزن کی کہانیاں ـــــ کیا مطلب" ـــــ غیر ملکی اور زیادہ حیران ہو گیا۔

"میرا نام ٹارزن ہے۔ اور میں گزشتہ سال ہی افریقہ کے جنگلوں سے ہجرت کر کے یہاں آیا ہوں۔ افریقہ کے جنگل بھی کوئی جنگل ہیں۔ وہاں اتنے حشرات الارض ہیں کہ جسم پر کپڑا پہننا بھی مصیبت بن گیا تھا۔ اور میں صرف ایک لنگوٹی باندھتے باندھتے تنگ آ گیا ـــــ چنانچہ میں یہاں ہجرت کر آیا۔ اور اب دیکھئے میں نے کیسا اچھا لباس پہن رکھا ہے" ـــــ عمران کا لہجہ اس طرح سنجیدہ تھا جیسے واقعی وہ افریقہ کے جنگلوں کا ٹارزن ہو۔ لیکن غیر ملکی کی آنکھوں میں اب خوف کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تھے۔ شاید اسے یہ خیال آ گیا تھا کہ اس کا واسطہ کسی ٹھنڈے مزاج پاگل سے پڑ گیا ہے ـــــ ایسا پاگل جو بظاہر نارمل لگتا ہے لیکن پھر اچانک وہ جھپٹتا ہے اور بعض اوقات اس کا حملہ جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ آپ سے مل کر خوشی ہوئی" ـــــ غیر ملکی نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں تصویریں کھینچنے آئے تھے۔ لیکن آپ نے میری تصویر

نہیں بنائی۔ ذرا کیمرہ کھولیئے۔ تاکہ میں دیکھوں کہ آپ کے پاس کیسا کیمرہ ہے "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سوری فلم ختم ہو گئی ہے۔ میں پھر آؤں گا تو آپ کی تصویر ضرور بناؤں گا "۔۔۔ غیر ملکی نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔ کیونکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا کیمرہ جھپٹ لیا تھا۔

" ارے ارے ۔۔۔ اس میں فلم خراب ہو جائے گی "۔۔۔ غیر ملکی نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" تو کیا ہوا اور تصویریں کھینچ لینا۔ ارے آپ تو گھبرا گئے۔ لیجئے۔ پکڑیئے اپنا کیمرہ "۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اُسے کیمرہ واپس کرتے ہوئے کہا۔ اور غیر ملکی نے دانت بھینچتے ہوئے کیمرہ واپس لے لیا۔ اور پھر وہ کار کی طرف بڑھنے لگا۔

" سنیئے ۔۔۔ کیا آپ جس کام کے لئے یہاں آئے تھے وہ ہو گیا " عمران نے اس کے ساتھ ہی قدم ملاتے ہوئے کہا۔

" آپ خواہ مخواہ میرے سر پر چڑھتے آ رہے ہیں۔ میرا آپ سے کیا تعلق ہے۔ جایئے اپنا کام کیجئے "۔۔۔ اس بار غیر ملکی نے جھلا کر کہا۔

" میرا کام تو آپ کے کام کے بعد شروع ہونا ہے۔ مجھے لانسر نے کہا ہے کہ آپ جب اپنا کام مکمل کر لیں تو میں انہیں اطلاع کر دوں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور لانسر کا نام سنتے ہی غیر ملکی بے اختیار اچھل پڑا۔

" گگ ۔۔ گگ ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ آپ لانسر کے آدمی ہیں۔ لیکن وہ تو .... " ۔۔۔ غیر ملکی بولتے بولتے رک گیا۔

" نارک لینڈ کا ایجنٹ ہے۔ جب کہ میں مقامی آدمی لگتا ہوں۔ یہی بات کہنا چاہتے ہیں ناں آپ ۔۔۔ تو جناب میک اپ اور آواز تو بدلی جا سکتی ہے۔ اب دیکھئے آپ سفارت خانے کے اعلیٰ عہدے دار ہونے کے باوجود ملک کی خاطر یہاں جنگل میں تشریف لائے ہیں تو کیا میں لانسر کی خاطر میک اپ اور آواز نہیں بدل سکتا "۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن اگر لانسر آپ کو یہاں بھیج سکتا تھا تو پھر مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی "۔۔۔ غیر ملکی نے کہا۔

" ہو سکتا ہے آپ مجھ سے زیادہ ذمہ دار آدمی ہوں۔ اور یہ کام تو ظاہر ہے انتہائی ذمہ داری کا ہے۔ میں نے تو صرف اطلاع ہی دینی ہے اور بس "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر آپ کا تعارف ٹارزن اور یہ کیمرہ چھیننا یہ سب کیا ہے " غیر ملکی ابھی تک الجھن میں مبتلا تھا۔

" اچھا تو لانسر نے آپ کو یہ کوڈ نہیں بتائے۔ جناب ٹارزن ہمارے مخصوص کوڈ میں ساتھی کو کہتے ہیں۔ اور کیمرہ چھیننا اور تصویر بنانے کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ میں آپ کا ساتھی ہوں۔ ظاہر ہے۔ کوئی غیر متعلق آدمی تو ایسا نہیں کر سکتا "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور غیر ملکی کی آنکھوں میں قدرے تسلی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ عمران دل ہی دل میں مسکرانے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ غیر ملکی کا تعلق نارک لینڈ کے سفارت خانے

سے ہے ۔ اس لئے سیدھا سادھا سفارتی قسم کا آدمی ہوگا۔
" ٹھیک ہے ۔ آپ کہہ دیں کہ کام نہیں ہوا۔ مجھے کسی آدمی کی جھلک دکھائی دی تھی ۔ اس لئے میں پہاڑی پر گیا تھا تاکہ اُسے اچھی طرح چیک کرلوں ۔ وہ آدمی تو مجھے نظر نہیں آیا لیکن مجھے وہم سا ہے کہ کوئی نہ کوئی آدمی یہاں موجود ضرور ہے "۔۔۔۔۔ غیر ملکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" تو میں آپ کو آدمی کی بجائے بن مانس نظر آ رہا ہوں ۔ جناب آپ نے میری جھلک دیکھی ہوگی ۔ میں آپ کے سامنے نہ آتا ۔ کیونکہ میرا کام صرف اطلاع دینا تھا لیکن آپ جس طرح مشکوک نظر آ رہے تھے ۔ اس سے میں نے سوچا کہ کہیں آپ نے میری جھلک نہ دیکھ لی ہو ۔۔۔۔ اور اس طرح کام کئے بغیر ہی لوٹ جائیں اور آپ جانتے ہیں کہ معاملات کتنے سنجیدہ ہیں ۔ میں نے تو لانسر سے کہا تھا کہ مجھے بتا دو کہ کام کیا ہے ۔ میں کر لوں گا لیکن وہ کہنے لگا کہ بہت اونچا کام ہے ۔ انتہائی ذمہ داری کا اس پر میں خاموش ہو گیا "۔۔۔۔۔ عمران نے اُسے پوری طرح چکر دیتے ہوئے کہا۔

غیر ملکی چند لمحے سوچتا رہا ۔ پھر کندھے جھٹکتا ہوا کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ اب اپنے آپ کو واقعی احمق سمجھ رہا تھا۔ کہ اس کے خیال کے مطابق وہ غیر ملکی کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن غیر ملکی بڑے اطمینان سے کار کی طرف بڑھ رہا تھا ۔۔۔۔ غیر ملکی نے بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھولا ۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا کیمرہ پہلے پچھلی سیٹ پر پھینکا پھر گلے میں لٹکی ہوئی دوربین اتار کر اس نے پچھلی سیٹ

پر پھینکی اس کے بعد دروازہ دوبارہ بند کر دیا ۔ اور ڈگی کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈگی کھولی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا ۔ غیر ملکی ڈگی میں سے غوطہ خوری کا سامان نکال رہا تھا ۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا کہ لانسر نے واپس جاتے ہوئے ڈبہ واپس جھیل میں پھینک دیا تھا ۔ واقعی یہ سب سے محفوظ جگہ تھی ۔ لیکن وہ خاموش کھڑا رہا ۔۔۔۔ غیر ملکی نے غوطہ خوری کا لباس پہنا اور پھر جھیل کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جھیل میں غوطہ لگا دیا ۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی ۔ اُسے لانسر کا خیال آ رہا تھا ۔ اگر لانسر یہ سین دیکھ لیتا تو یقیناً اپنا سر پیٹ لیتا ۔ کہ جس سے چھپانے کے لئے اس نے یہ سارا کھیل کھیلا
تھا ۔ اُسی کے سامنے یہ سارا کھیل کھیلا جا رہا تھا ۔
چند لمحوں بعد غیر ملکی باہر نکلا تو اس کے پاس واقعی ڈبہ موجود تھا ۔ وہی چمکیلا ڈبہ ۔ اس نے ڈبہ جھیل کے کنارے پر رکھا اور خود غوطہ خوری کا لباس اتارنے لگا ۔
اُسی لمحے کپتان بندر کی چیخ چیخ کی آواز ابھری ۔ غیر ملکی نے چونک کر ادھر دیکھا ۔ جدھر سے آواز آ رہی تھی ۔ دوسرے لمحے کپتان بندر دوڑتا ہوا جھیل کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا ۔۔۔۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے تیزی سے جھپٹ کر کنارے پر رکھا ہوا ڈبہ اٹھا لیا اور کپتان بندر اچھل اچھل کر اس سے ڈبہ لینے کی کوشش کرنے لگا ۔
" ہٹ جاؤ کپتان ۔۔۔۔ پہلے بھی تمہاری حماقت کی وجہ سے کھیل بگڑ گیا تھا "۔۔۔۔ عمران نے بندر کو بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ بندر یک لخت خاموش ہو کر پیچھے ہٹ گیا ۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ غیر ملکی نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ آدھا لباس اتارے حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ میرا نام ٹارزن ہے اور یہ میرا ساتھی بندر ہے۔ کہانیوں میں آپ اس کے کارنامے بھی پڑھ چکے ہوں گے۔ ویسے تو میں پانی سے نہیں گھبراتا ۔۔۔ لیکن آج مجھے کچھ بخار محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کی غوطہ خوری کی مہارت بھی چیک کر لی جائے اور یہ ڈبہ بھی اندر سے نکال لیا جائے" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو دوسرے لمحے صفدر مخصوص اشارہ پا کر درخت کی آڑ سے باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھوں میں سٹین گن موجود تھی ۔۔۔ غیر ملکی صفدر کو دیکھ کر اس بری طرح اچھلا کہ بری طرح لڑکھڑا گیا۔ اور چونکہ وہ کنارے پر کھڑا تھا۔ اس لئے توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چیختا ہوا پشت کے بل جھیل میں گر گیا۔ غوطہ خوری کا آدھا لباس اتر چکا تھا۔ آدھا موجود تھا ۔۔۔ لیکن ماسک اور آکسیجن سلنڈر اوپر والے لباس کے ساتھ ہی اس کی پشت پر لٹکے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وزن کی وجہ سے غیر ملکی جھیل کی تہہ میں بیٹھتا گیا۔

"ارے یہ ختم ہو جائے گا۔ صفدر تم یہ ڈبہ اور کیپٹن کو لے کر رانا ہاؤس پہنچو۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور پھر ڈبہ صفدر کی طرف اچھال کر اس نے انتہائی برق رفتاری سے جھیل میں غوطہ لگا دیا۔ وہ سانس روکے تیر کی طرح جھیل کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ غیر ملکی واقعی تہہ میں بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ لیکن آکسیجن سلنڈر نے اُسے اوپر اٹھنے سے مجبور کر دیا تھا۔

عمران نے جلدی سے اس کے بال پکڑے اور پھر تیزی سے اوپر سطح کی طرف اٹھتا گیا۔

جب اس نے غیر ملکی کو باہر گھسیٹ کر لٹایا تو غیر ملکی ۔۔۔ حلق میں خاصا پانی جانے کی وجہ سے نیم بے ہوش سا ہو رہا تھا۔ عمران نے اُسے الٹا کیا۔ اور پھر اس کی کمر پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈال کر اس کے پیٹ میں پہنچا ہوا پانی باہر نکلنے لگا ۔۔۔ اور جب غیر ملکی آسانی سے سانس لینے لگا۔ تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب یہ سارے کپڑے گیلے ہو گئے۔ اس سے تو افریقہ کا جنگل ہی اچھا تھا جہاں صرف لنگوٹی ہی گیلی ہوتی تھی" ۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ صفدر اور کیپٹن بندر جا چکے تھے۔ اس لئے عمران بڑبڑاتا ہوا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ غیر ملکی میں ابھی اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اب اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔

صَفدَر اپنی کار میں بیٹھا جنگل سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے
شہر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈبہ اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔
جب کہ کیپٹن بندر بھی سیٹ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا ـــــ وہ بار بار چیخ چیخ
کر صفدر سے کوئی بات کرتا۔ لیکن صفدر صرف سر ہلا کر رہ جاتا۔ اس بندر سے
اس کا تعارف ابھی تفصیل سے نہ ہوا تھا۔ اس نے اسے عمران کے ساتھ پہلے
ایئرپورٹ پر دیکھا تھا۔ جب وہ کرنل رابرٹ کا تابوت لینے وہاں گیا تھا۔ یا
پھر آج دیکھا تھا ـــــ اور رانا ہاؤس ڈبہ اور بندر کو لے جانے سے اتنا وہ
سمجھ گیا تھا کہ یہ بندر یقیناً کرنل رابرٹ کا پالتو بندر ہو گا۔ کیونکہ اتنا وہ
بہرحال جانتا تھا کہ کرنل رابرٹ مشہور شکاری ہیں۔ اور ایسے لوگ اس قسم
کے تماشے اکثر ساتھ رکھتے ہی ہیں۔ اس لئے وہ بندر کی چیخ چیخ کے
جواب میں صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کر رہا تھا۔
شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اُسے اپنی کار روکنی پڑی۔ وہاں

چیکنگ ہو رہی تھی۔ دو کاروں کے بعد ہی صفدر کا نمبر آ گیا۔ اور پولیس نے
اس کی کار کو گھیر لیا۔ صفدر نے بڑے مطمئن انداز میں کاغذات ڈیش بورڈ
سے نکال کر چیکنگ آفیسر کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ آفیسر نے جلدی سے
سیٹ پر رکھا ہوا ڈبہ اٹھا لیا۔
"اس میں کیا ہے" ـــــ آفیسر نے انتہائی مشکوک لہجے میں کہا۔ اور
وہ ڈبے کو کھڑکی سے باہر نکال کر الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔
اُسی لمحے کیپٹن بندر زوردار آواز میں چیخ چیخ کرتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا۔
اور پولیس آفیسر کے حلق سے چیخ سی نکلی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ ڈبہ اس
کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے سڑک پر گرا ہی تھا کہ کیپٹن بندر اس پر جھپٹا۔ اور
دوسرے لمحے وہ اُسے اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں کھڑی ایک
کار کے نیچے گھس گیا۔
"پکڑو پکڑو جانے نہ پائے" ـــــ پولیس آفیسر نے چیخ کر ریوالور نکالتے
ہوئے کہا۔ اور چیکنگ کرنے والے باقی سپاہی کیپٹن بندر کی طرف دوڑ
پڑے۔ کیونکہ وہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کیپٹن بندر ان کے سامنے ڈبہ اٹھا کر
کار کے نیچے گھسا تھا۔
"خبردار ـــــ نیچے اتر آؤ" ـــــ اس پولیس آفیسر نے ریوالور کی نال صفدر
کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور صفدر برا سا منہ بناتے ہوئے دروازہ
کھول کر نیچے اتر آیا۔
"سنو یہ ایک ملکی مسئلہ ہے۔ میرا کارڈ" ـــــ صفدر نے جیب کی
طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا دو۔ خبردار میں فائر کر دوں گا" ـــــ پولیس آفیسر

نے اس کا ہاتھ جیب کی طرف جاتے دیکھ کر بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے اس کی بوکھلاہٹ اور انداز دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ پولیس آفیسر کی بوکھلاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ کسی بھی لمحے گولی چلا سکتا ہے۔

ادھر چار سپاہی بوکھلائے ہوئے انداز میں سڑک کی سائیڈ میں موجود جھاڑیوں میں دوڑتے پھر رہے تھے۔ پیچھے ٹریفک کی قطار لگنی شروع ہو گئی تھی۔

"ہتھکڑیاں ڈال دو۔ اسے ہتھکڑیاں ڈال دو۔ یہ سمگلر ہے۔ منشیات کا سمگلر"۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے اور بھی بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ لیکن ہتھکڑیاں کون ڈالتا۔ ہتھکڑیاں ڈالنے والے تو بندر کے پیچھے بھاگے پھر رہے تھے۔

اب معاملہ صفدر کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور پولیس آفیسر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر ایک دھماکے سے سڑک کی سائیڈ میں جھاڑیوں میں جا گرا۔۔۔۔ اسی لمحے صفدر کا ریوالور باہر آ گیا۔ پولیس آفیسر حیرت اور خوف سے بت بنا رہ گیا۔

"سنو۔۔۔۔ زیادہ شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ میرا تعلق سپیشل انٹیلی جنس سے ہے۔ یہ ہے میرا کارڈ"۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جیب سے ایک کارڈ نکال کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ ایسے خصوصی کارڈ عمران نے امیر جنبی کے لئے ہر ممبر کو بنوا کر دے رکھے تھے۔ پولیس آفیسر نے غور سے کارڈ کو دیکھا تو دوسرے لمحے خود بخود اس کی ٹانگیں جڑیں اور ہاتھ میکانکی انداز میں پیشانی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ اس نے کھٹاک سے سیلوٹ مارا تھا۔ ظاہر ہے صفدر کا کارڈ سپیشل انٹیلی جنس

کے چیف بیورو کا تھا۔ پولیس آفیسر کو قانون کے مطابق سیلوٹ مارنا ہی پڑتا تھا۔

اردگرد اکٹھے ہونے والے لوگ حیرت سے پولیس آفیسر کو دیکھنے لگے جو چند لمحے پہلے اس پر ریوالور نکالے کھڑا تھا اور چیخ چیخ کر ہتھکڑیاں پہنانے کا حکم دے رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہی پولیس آفیسر سیلوٹ مار رہا تھا۔

"سس۔۔۔۔ سس۔۔۔۔ ساری سر۔۔۔۔ ساری سر"

پولیس آفیسر نے بوکھلاہٹ بھرے انداز میں کہا۔ اور صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کارڈ اور ریوالور واپس جیب میں ڈال لئے۔

"تم یہ ٹریفک چیک کرو۔ میں اس بندر اور ڈبے کو دیکھتا ہوں"

صفدر نے کہا اور تیزی سے سڑک کی سائیڈ کی طرف بڑھا۔

مگر اسی لمحے سپاہی شکست خوردہ انداز میں واپس آتے دکھائی دیئے۔

"وہ سر۔ وہ سر نکل گیا۔۔۔۔ بڑا عیار بندر تھا"۔۔۔۔ ایک سپاہی نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سختی ابھر آئی تھی۔ اس نے شاید پہلا ڈرامہ نہ دیکھا تھا اور وہ ابھی تک صفدر کو مجرم سمجھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں صاحب کے ساتھ مل کر اسے ڈھونڈھتا ہوں۔ تم باقی کاریں چیک کرو"۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے جو شاید اپنا ریوالور اٹھانے کے لئے صفدر کے پیچھے سائیڈ کی طرف آ رہا تھا تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور سپاہی سر ہلاتے ہوئے جلدی سے کاروں

کی طرف بڑھ گئے۔

" جناب - اس ڈبے میں کیا تھا " ـــــ پولیس آفیسر نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے ڈرتے ڈرتے صفدر سے پوچھا۔

" تم اپنا کام کرو - پہلے ہی تم نے خاصا مسئلہ پیدا کر دیا ہے - اب اگر وہ ڈبہ نہ ملا تو شاید تم اور تمہارے سپاہی ساری عمر جیل میں ہی سڑتے رہیں گے " ـــــ صفدر نے خشک لہجے میں کہا - اور پولیس آفیسر گھبرا کر تیزی سے واپس سڑک کی طرف مڑ گیا۔

صفدر سڑک سے نیچے اتر کر آگے بڑھا اور زور زور سے کیپتان کا نام لے کر پکارنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ بندر سپاہیوں کے خوف سے کہیں چھپ گیا ہوگا اب باہر آجائے گا ـــ لیکن اس کی پکار کا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔

" صفدر صفدر ـــــ یہ کیا ہو رہا ہے " ـــــ چند لمحوں بعد صفدر کے کانوں میں عمران کی آواز سنائی دی۔ تو وہ چونک کر مڑا۔

عمران کار سے نکل کر اس کی طرف آ رہا تھا۔ اور صفدر نے سارے واقعات عمران کو بتا دیئے۔

" اوہ ـــــ یہ تو بہت برا ہوا " ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر بندر کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ لیکن بندر کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

" میرا خیال ہے وہ اس ڈبے کو لے کر رانا ہاؤس پہنچ جائے گا۔ ٹھیک ہے تم اپنے فلیٹ جاؤ میں رانا ہاؤس جاتا ہوں " ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پولیس آفیسر اور سپاہی اس دوران جا چکے تھے - انہوں نے شاید ڈر کے مارے چیکنگ ہی بند کر دی تھی۔ اب ٹریفک سڑک پر رواں دواں تھی۔ عمران شاید صفدر کی کار دیکھ کر رک گیا تھا ـــــ تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ کیپتان بندر ڈبہ لے کر نہیں پہنچا تو حقیقت میں اس کے ہوش اڑ گئے۔ ظاہر ہے یہ عام ڈبہ نہ تھا - دنیا کا سب سے قیمتی راز تھا۔

" وہ آجائے گا گھبرائیں نہیں - وہ بے حد عقلمند ہے " ـــــ کرنل رابرٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون اٹھا کر سب سے پہلے بلیک زیرو کو ہدایات دیں کہ وہ تمام ممبروں کو ڈبہ اور بندر کی تلاش کے لئے بھیج دے ـــــ اس نے اسے بتا دیا کہ صفدر انہیں وہ جگہ بتا دے گا جہاں سے بندر ڈبہ لے کر غائب ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ مل رہا تھا۔ عمران کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے۔ ٹائیگر کی طرف سے جواب نہ آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی ـــــ اس نے باہر نکل کر جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس کی خصوصی حفاظت کے احکامات دیئے اور پھر کار لے کر وہ رانا ہاؤس سے نکلا اور خاصی تیز رفتاری سے لانسر کی رہائش گاہ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ اب اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ ہمدردی کے چکر میں غیر ملکی کو جیل سے باہر نکلانے کے چکر میں الجھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ لانسر کی رہائش گاہ پر پہنچا تو پھاٹک کو کھلا دیکھ

کہ اس کے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔ کھلا ہوا پھاٹک بتا رہا تھا کہ معاملہ واقعی
مشکوک ہے۔ وہ کار سیدھی اندر لیتا گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اور پھر
اُسے برآمدے کی سائیڈ میں پڑا ہوا ٹائیگر نظر آ گیا —— وہ کار سے اتر کر
دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ٹائیگر
کی پشت میں گولی ماری گئی تھی۔ اور وہ اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے
جلدی سے جھک کر اس کی نبض چیک کی۔ ٹائیگر زندہ تو تھا لیکن اس کی
حالت انتہائی خطرناک تھی —— عمران نے جھک کر اُسے اٹھایا اور لا کر
کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری
سے سپیشل ہسپتال کی طرف اڑی جا رہی تھی اب عمران کے چہرے پر
چٹانوں جیسی سنجیدگی طاری تھی۔ ٹائیگر کی حالت بتا رہی تھی کہ صورت حال
اس کی توقع سے کہیں زیادہ خراب ہو چکی ہے۔

کیپٹن بندر غصے کی شدت سے پولیس آفیسر پر جھپٹا۔ اور پھر
جیسے ہی ڈبہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر سڑک پر گرا۔ کیپٹن بندر نے
انتہائی پھرتی سے اُسے جھپٹا اور سائیڈ میں کھڑی کار کے نیچے گھس گیا۔ اس
کے ہاتھ میں ڈبے کی زنجیر تھی —— نیچے گھستے ہی وہ بجائے آگے جانے کے
تیزی سے اُسے گھسیٹتا ہوا اس کار کے نیچے سے ہو کر سائیڈ میں کھڑی ایک
جیپ کے نیچے گھس گیا اور دوسرے لمحے اس نے ڈبہ اٹھا کر اس جیپ کے
نیچے ایک خالی جگہ میں پھنسا دیا اور خود بھی اچھل کر ایک پائپ کے ساتھ لٹک
گیا —— اُسے باہر تیز تیز آوازوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے قدموں
کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن وہ بڑے اطمینان سے
جیپ کے نیچے دبکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ حرکت میں آئی اور پھر
تیزی سے آگے بڑھتی گئی —— کیپٹن بندر بڑی مہارت سے نہ
صرف اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا بلکہ اس نے ڈبے کو بھی اچھی طرح

سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ ڈبے کے ساتھ منسلک زنجیر اس نے ایک پائپ کے
ساتھ اچھی طرح لپیٹ کر اُسے اس طرح جکڑ دیا تھا کہ جیسے رسی کو گانٹھ مار
دی جاتی ہے ۔۔۔ اب اگر جھٹکے کی وجہ سے ڈبہ پھنسی ہوئی جگہ سے نکل بھی
آتا تو وہ بجائے نیچے گرنے کے اس پائپ کے ساتھ لٹکا رہ جاتا ۔ اس
طرح کپتان بندر کو اب دوہرا کام نہ کرنا پڑ رہا تھا ۔ اور وہ ایک پائپ کے
ساتھ چاروں ہاتھوں پیروں سے لٹکا ہوا بڑے مزے سے شہر کی طرف
رواں دواں تھا ۔۔۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ جیپ جب شہر پہنچ کر کہیں
رکے گی تو وہ اطمینان سے ڈبہ کھول کر نکل جائے گا اور سیدھا کرنل رابرٹ
کے پاس پہنچ جائے گا ۔ اس طرح اس کے خیال کے مطابق وہ کرنل رابرٹ
کے سامنے سرخرو ہو جائے گا ۔

جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑی جا رہی تھی کہ اچانک اس کا ایک
پہیہ کسی گڑھے میں پڑ کر زور سے اچھلا ۔ یہ جھٹکا اس قدر اچانک تھا کہ پائپ
سے چمٹے ہوئے کپتان بندر کا سر زور سے ایک بڑے پائپ سے جا
ٹکرایا ۔۔۔ ٹکر اچانک اور شدید ہونے کی وجہ سے اس کا ذہن ماؤف سا
ہو گیا اور اُسی لمحے اس کے چاروں پنجے خود بخود ڈھیلے پڑ گئے اور وہ بٹاخ
سے نیچے سڑک پر گرا ۔ وہ نیچے اس طرح گرا تھا کہ جیپ کا پچھلا پہیہ یقیناً اس
کے جسم کے اوپر سے گزر جاتا ۔۔۔ لیکن شاید اس کے مقدر میں ابھی موت
نہ لکھی تھی کیونکہ نیچے گرتے ہی ضرب کی وجہ سے اس کا جسم خود بخود بائیں طرف
کو مڑ گیا ۔ اور جیپ کا پہیہ اس کے جسم کے ساتھ رگڑ کھاتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔
اور دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک اور زوردار ضرب لگی اور اس کے
حلق سے چیخ کی آواز نکلی اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی پتنگ کی

طرح فضا میں تیرتا جا رہا ہو ۔ پیچھے آنے والی ایک کار کے پہیے نے اُسے
دوسری طرف سے رگڑ ماری تھی ۔ اور اس زوردار ضرب نے اُسے
سائیڈ میں اچھال دیا تھا اور وہ اچھل کر سڑک کی سائیڈ میں موجود نشیب
میں گر گیا ۔۔۔ یہاں نشیب خاصا تھا ۔ اس لئے اس کا جسم لڑھکتا ہوا نیچے گرتا
گیا ۔ اب اس کا ذہن تاریک ہو چکا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد جب اُس کا ذہن بیدار ہوا تو اس کے حلق سے بے اختیار
کراہ نما چیخ کی آواز ابھری اور اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش
کی ۔ پورے جسم میں درد کی شدید لہریں دوڑ رہی تھیں ۔۔۔ اُسے یوں لگ
رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ہر ہڈی چکنا چور ہو چکی ہو ۔ اس کے جسم کا ایک
حصہ خون سے تر تھا ۔ شاید اس حصے سے پچھلی کار کا ٹائر ٹکرایا تھا ۔ اگر وہ ایک
انچ بھی دوسری طرف ہوتا تو پہیہ اُسے کچلتا ہوا آگے بڑھ جاتا ۔۔۔ بہرحال
چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا ۔
اور اُسی لمحے اُسے ڈبے کا خیال آ گیا ۔ اور ڈبے کا خیال آتے ہی اس کے
چھوٹے سے ذہن میں بھونچال سا آ گیا ۔۔۔ ڈبہ تو اس جیپ کے ساتھ بندھا
ہوا چلا گیا تھا اور وہ تو جیپ کو پہچانتا تک نہ تھا ۔ اس کے ذہن میں مایوسی کی
لہریں پیدا ہوئیں ۔ لیکن ظاہر ہے وہ اب کچھ نہ کر سکتا تھا سوائے واپس
کرنل رابرٹ کے پاس پہنچنے کے ۔۔۔ چنانچہ وہ گرتا پڑتا آگے بڑھا ۔ اور
سڑک پر آ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا ۔ شاید وہ علاقے کو پہچان رہا تھا ۔ لیکن
علاقہ اس سے مانوس نہ تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک کے کنارے ایک
درخت پر چڑھا ۔ اور پھر اپنی پرانی ترکیب کے مطابق وہ ایک چلتی ہوئی بس
کی چھت پر کود گیا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب بس ایک مانوس علاقے میں

داخل ہوئی تو کیپٹن بندر موقع دیکھ کر بس سے کودا اور پھر مختلف گلیوں اور سڑکوں سے ہوتا ہوا آخر کار وہ رانا ہاؤس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خستہ اور خراب تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کرنل رابرٹ کے پاس موجود تھا —— کرنل رابرٹ شاید اسی کی وجہ سے پریشانی کے عالم میں اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے۔

"اوہ کیپٹن تم اور اس حالت میں —— کیا ہوا" —— کرنل رابرٹ اسے دیکھتے ہی چونک کر بولے اور پھر انہوں نے دوڑ کر اسے اٹھا لیا۔ کیپٹن بندر واقعی نیم مردہ سا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی مخصوص بولی میں آہستہ آہستہ سارے واقعات بتا دیئے۔

"اوہ —— اس کا مطلب ہے اٹیک دن ہاتھ سے گیا۔ نجانے وہ جیپ کس کی ہو گی" —— کرنل رابرٹ نے گہرے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اسے لے کر باتھ روم میں چلے گئے۔ انہوں نے اس کے جسم سے خون دھویا اور پھر ایمرجنسی باکس کی مدد سے اس کے جسم کی ڈریسنگ کر دی۔

"یہ آ گیا کرنل" —— جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— تم ایسا کرو عمران سے رابطہ قائم کر کے میری بات کراؤ۔ اہم ترین مسئلہ ہے" —— کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ٹرانسمیٹر کال کرتا ہوں" —— جوزف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل رابرٹ نے فریج سے دودھ کی بوتل نکال کر کیپٹن کو پینے کے لئے کہا اور خود اسے وہاں چھوڑ کر جوزف کے پیچھے بڑھ گئے۔ ان کے چہرے پر گہری مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

ظاہر ہے حالات ایسے تھے کہ اب اٹیک دن کی دوبارہ دستیابی تقریباً ناممکن ہو چکی تھی۔

ٹرم پار جیپ خاصی بڑی اور مضبوط جیپ تھی۔ اس میں اس وقت چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لمبا تڑنگا اور قدرے بھاری جسم کا آدمی ڈرائیور کے ساتھ تھا جب کہ باقی افراد پچھلی سیٹوں پر تھے —— یہ سب ناراک لینڈ کے ایک خفیہ سیکشن ریڈ ہینڈز سے متعلق تھے۔ ان کا اصل مشن تو ہمسایہ ملک کافرستان میں تھا کہ انہیں ایمرجنسی طور پر ایک مسئلے کے لئے پاکیشیا میں ناراک لینڈ کے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مسٹر مارش نے کال کر کے فوری طور پر پاکیشیا پہنچنے کے لئے کہا تھا —— ناراک لینڈ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے سفارت خانوں میں سیکنڈ سیکرٹری اسی مقصد کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ وہ اس قسم کی سرگرمیوں کی نہ صرف خبر رکھتے تھے بلکہ انہیں بوقت ضرورت کنٹرول بھی کرتے تھے۔ اس

لئے ریڈ ہینڈز کی کافرستان میں موجودگی کا پاکیشیا میں سفارت خانے کے
سیکنڈ سیکرٹری مارش کو بھی علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مارش نے انہیں لانسر کی
امداد کے لئے فوری طور پر کال کر لیا تھا۔

چونکہ کافرستان اور پاکیشیا کی سرحدیں آپس میں ملتی تھیں۔ اس لئے ریڈ ہینڈز کے چیف ٹسکی نے بجائے ہوائی جہاز سے جانے کے بذریعہ سڑک پہنچنے کا فیصلہ کیا ـــــ ان کے کاغذات ہر وقت تیار رہتے تھے۔ کیونکہ انہیں باقاعدہ سفارتی تحفظ حاصل تھا۔ اس لئے وہ ٹرم پار جیپ کے ذریعے بڑی آسانی سے سرحد پار کر کے پاکیشیا میں داخل ہو گئے۔ اور پھر مسلسل سفر کرتے ہوئے وہ جب دارالحکومت میں پہنچے تو وہاں شہر میں داخل ہونے سے پہلے انہیں چیکنگ کے لئے رکنا پڑا ـــــ اور وہیں ان کے سامنے ڈبے اور بندر والی ساری کارروائی پیش آئی۔ چیکنگ ختم کر دی گئی تھی اس لئے وہ بھی جیپ چلا کر شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

"عجیب چکر تھا۔ وہ بندر مجھے سڑک کے کنارے جاتا تو نظر نہیں آیا تھا۔ نجانے وہ کہاں چھپ گیا تھا" ـــــ جیپ کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"یہ منشیات کا چکر تھا۔ ایسے چکر میں عام طور پر ایسے سدھائے ہوئے جانوروں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ بندر واقعی بے حد ٹرینڈ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ڈبے سمیت غائب ہو گیا" ـــــ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری جسم کے مالک ٹسکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ یہ ریڈ ہینڈز کا چیف تھا اور باقی اس کے ساتھی تھے ریڈ ہینڈز کے ممبرز۔ یہ گروپ خالصتاً مار دھاڑ کا گروپ تھا۔ پیشہ ور قاتلوں جیسا گروپ۔ لڑائی بھڑائی کے ہر فن

کسی ماہر۔ ٹسکی نے شاید سیکنڈ سیکرٹری مارش سے طویل گفتگو کے بعد
ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اسی لئے اس جیپ کے ذریعے
پاکیشیا آنے کا پروگرام بنایا تھا ـــــ کیونکہ اس جیپ کے نچلے حصے میں
ایسے خفیہ خانے بنائے گئے تھے جن میں جدید ترین اسلحہ آسانی سے چھپایا
جا سکتا تھا اور عام چیکنگ مشین انہیں چیک نہ کر سکتی تھی۔

مارش نے یہاں ان کے لئے ایک رہائش گاہ کا پہلے ہی انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ اس رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔

"تم اسلحہ جیپ سے نکال کر کمروں میں رکھ دو۔ شاید اس کے فوری استعمال کی ضرورت پڑ جائے میں مارش سے رابطہ قائم کرتا ہوں" ـــــ ٹسکی نے رہائش گاہ میں پہنچتے ہی جیپ سے اتر کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اس نے جیب سے ڈائری نکال کر اس میں سے مارش کا ٹیلی فون نمبر دیکھا اور پھر کمرے میں موجود رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ لیکن چند لمحوں بعد اُسے رسیور واپس رکھنا پڑا کیونکہ مارش سفارت خانے میں موجود نہ تھا ـــــ وہ کارلے کر تین گھنٹے پہلے ہی کہیں گیا ہوا تھا۔ اور کہاں گیا تھا اس کے متعلق سفارت خانے میں کسی کو علم نہ تھا۔

"فرینکی ـــــ ٹرانسمیٹر خانے سے نکال کر لے آؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد یہاں کا مشن مکمل کر کے واپس جاؤں۔ وہاں بڑا اہم کام ادھورا پڑا ہے" ـــــ ٹسکی نے اسلحہ اٹھا کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نوجوان فرینکی سے کہا۔ اور فرینکی اسلحہ الماری میں رکھ کر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی تو ٹسکی اچھل کر کھڑا

ہوگیا۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ مگر دوسرے لمحے فرینکی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس ۔۔۔ یہ ڈبہ ۔ وہی بندر والا ڈبہ" ۔۔۔ فرینکی نے پرجوش انداز میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہی چمکیلا ڈبہ تھا جسے پولیس آفیسر سے بندر اچک کر لے گیا تھا۔

"یہ ڈبہ کہاں سے آ گیا" ۔۔۔ ٹسکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ باقی ممبر بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہ سب حیرت سے اس چمکیلے ڈبے کو دیکھ رہے تھے۔

"باس ۔۔۔ ٹرانسمیٹر کے لئے میں نے جیپ کا سب سے نچلا خفیہ خانہ کھولا تو مجھے اس ڈبے کی زنجیر نظر آئی ۔ یہ ڈیفرینشل پائپ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی ۔ اور ڈبہ لٹک رہا تھا ۔ میں اُسے کھول کر لے آیا ہوں" ۔۔۔ فرینکی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے بندر نے یہ ڈبہ چھپانے کے لئے ہماری جیپ کے نیچے باندھ دیا تھا ۔ لیکن وہ بندر کہاں گیا ۔ اور کہیں وہ لوگ ہمارا تعاقب نہ کر رہے ہوں ۔ جلدی کرو باہر جا کر نگرانی کرو ۔ اوہ یہ تو خطرناک مسئلہ بن گیا" ۔۔۔ ٹسکی نے ڈبے کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا ۔ اور فرینکی کے علاوہ اس کے ساتھی تیزی سے باہر کی طرف لپک گئے۔

"حیرت انگیز ڈبہ ہے ۔ ہر طرف سے بند اور نجانے کس دھات کا بنا ہوا ہے" ۔۔۔ ٹسکی نے ڈبے کو غور سے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ یہ ٹرانسمیٹر" ۔۔۔ فرینکی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر ٹسکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا کرو فی الحال اس ڈبے کو کہیں چھپا دو ۔ اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گے" ۔۔۔ ٹسکی نے چونکتے ہوئے کہا ۔ اور پھر ڈبہ فرینکی کی طرف بڑھا کر خود ٹرانسمیٹر اس سے لیا اور اُسے میز پر رکھ کر اس کی فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ چیف آف آر ۔ ایچ ۔ کالنگ مارش اوور" ۔۔۔ ٹسکی نے مارش کی بتائی ہوئی مخصوص فریکونسی سیٹ کر کے اُسے کال کرنا شروع کر دیا ۔ کچھ دیر تک تو رابطہ قائم نہ ہو سکا ۔ لیکن پھر جب وہ مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر بند ہی کرنے والا تھا کہ رابطے کا مخصوص بلب جل اٹھا ۔ اور دوسرے لمحے دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"یس مارش اٹنڈنگ ۔۔۔ تم کہاں سے بول رہے ہو اوور" بولنے والے کی آواز خاصی کمزور اور مدھم تھی۔

"سر ۔۔۔ میں پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں ۔ ہم ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں ۔ آپ کو فون پر کال کیا ۔ لیکن پتہ چلا کہ آپ کئی گھنٹوں سے کہیں گئے ہوئے ہیں اوور" ۔۔۔ ٹسکی نے کہا۔

"ہاں میں اسی مشن کے سلسلے میں گیا تھا ۔ مشن بھی کامیاب ہو گیا ۔ لیکن بس عین موقع پر وہ ڈبہ ہاتھ سے نکل گیا ۔ میں اس ٹارزن کی باتوں میں آ گیا اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"ڈبہ ۔۔۔ کون سا ڈبہ سر ۔۔۔ آپ کس ڈبے کی بات کر رہے ہیں اوور" ۔۔۔ ٹسکی کو اچانک وہ حیرت انگیز اور چمکیلے ڈبے کا خیال آ گیا ۔ جو پراسرار طور پر ان کے پاس خود بخود پہنچ گیا تھا۔

" ایک چمکیلی دھات کا بنا ہوا ڈبہ ہے - وہ ہمارا اصل مشن تھا..... "
دوسری طرف سے مارشل نے کہا - اور پھر اس نے لانسر کی کال سے لے کر جنگل میں اس ٹارزن کی ملاقات اور آخر میں بندر اور ڈبے سمیت ساری بات بتادی ــــ اور یہ بھی بتا دیا کہ اگر وہ شخص اُسے جھیل سے نہ نکالتا تو شاید وہ کبھی بھی جھیل کی سطح پر نہ ابھر سکتا - مارشل نے بتایا کہ نیم بے ہوشی کے عالم میں وہ کافی دیر تک جھیل کے کنارے پڑا رہا - اس کے جسم میں شدید نقاہت پیدا ہو گئی تھی ــــ اور اب بھی وہ بڑی مشکل سے اپنی کار تک پہنچ کر جنگل سے نکل کر شہر کی طرف آ رہا تھا کہ کار میں موجود ٹرانسمیٹر کال اُسے پہنچی اور علیحدہ جگہ تک کار ٹھہرانے میں اُسے کئی منٹ لگ گئے -

" اوہ سر ویری گڈ ــــ سر وہ ڈبہ ہمارے پاس پہنچ گیا ہے - اس وقت ہمارے پاس موجود ہے اوور " ــــ ٹسکی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا -

" تمہارے پاس ــــ کیا مطلب ــــ تمہارے پاس کیسے پہنچ گیا اوور " ــــ دوسری طرف سے مارشل کی آواز یک لخت تیز ہو گئی - شاید ڈبے کی اس طرح پُر اسرار برآمدگی کا سنتے ہی اس کی ساری نقاہت دور ہو گئی تھی -

اور جواب میں ٹسکی نے چیکنگ سے لے کر ڈبے تک کی برآمدگی کی ساری روئیداد سنا دی -

" اوہ ــــ ویری گڈ ــــ حیرت انگیز اتفاق ہے - انتہائی حیرت انگیز - یہ تو کمال ہی ہو گیا - ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے پاس آ رہا ہوں اور میں لانسر کو بھی کال کر دیتا ہوں - اُسے بھی تمہارے پاس پہنچنے کے لئے کہہ دیتا

ہوں - تاکہ وہاں پہنچ کر وہ خود بھی اس ڈبے کو شناخت کر لے - ایسا نہ ہو کہ یہ کوئی اور ڈبہ ہو - بہرحال وہاں پہنچ کر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کر لیا جائے گا - لانسر کو تو تم جانتے ہی ہو گے - سپر ایجنٹ لانسر فائیو اوور " ــــ مارشل نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا -

" یس سر ــــ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں سر اوور " ــــ ٹسکی نے جواب دیا -

" اوکے اوور اینڈ آل " ــــ دوسری طرف سے کہا گیا - اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا -

ٹسکی نے ہنستے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا - یہ شاید اس کی زندگی کا انوکھا کارنامہ تھا کہ بغیر ہاتھ پیر ہلائے مشن کامیاب ہو گیا تھا - ٹسکی نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر پہلے تو ان سے کسی نگرانی یا تعاقب کی رپورٹ لی ــــ لیکن سب کا جواب یہ تھا کہ کوئی مشکوک آدمی اردگرد موجود نہیں ہے تو اُسے تسلی ہو گئی - پھر اس نے ساری حقیقت انہیں بتائی تو وہ بھی اس حیرت انگیز اتفاق پر حیران رہ گئے -

تھوڑی دیر بعد مارشل کی کار پہنچ گئی - ٹسکی سے مصافحہ کرنے کے بعد اس نے سب سے پہلے ڈبے کا معائنہ کیا -

" بالکل یہی ہے ــــ قطعاً یہی ــــ ویسے ایسا حیرت انگیز اتفاق میرے خیال میں تو یادگار ہی کہلایا جا سکتا ہے " ــــ مارشل نے مطمئن اور مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور ٹسکی نے بھی سر ہلا دیا -

" لیکن سر - اس ڈبے میں ہے کیا - کیا کوئی منشیات وغیرہ ہیں " ٹسکی نے پوچھا -

"نہیں ——— منشیات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم جانتے ہو کہ سپر ایجنٹ معمولی چیزوں کے لئے کسی دوسرے ملک میں نہیں بھیجے جاتے۔ اس میں نارا کی لینڈ کا کوئی بہت اہم راز بند ہے۔ بہرحال مجھے اس کی تفصیلات کا علم نہیں اور نہ ہی مجھے جاننے کی ضرورت ہے" ——— مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹسکی بھی خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد لانسر اور فیلیا بھی وہاں پہنچ گئے۔ لانسر نے ندیدوں کے سے انداز میں سب سے پہلے ڈبے کا معائنہ کیا۔ اور پھر اس کے چہرے پر بھی مسرت کے رنگ بکھر گئے۔ جب اسے ڈبے کی جھیل سے برآمدگی سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی تفصیلات کا علم ہوا تو وہ بھی بے حد حیران ہوا۔ کیونکہ مارشل نے اسے ٹیلی فون کال پر مختصر انداز میں بتایا تھا۔ تفصیل کا اسے علم یہاں آ کر ہوا تھا۔

"سر ——— آپ نے اس نگرانی کرنے والے کا کیا کیا۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کی نگرانی ہو رہی ہے" ——— مارشل نے اچانک ایک خیال آتے ہی چونک کر پوچھا۔

"اس کی لاش رہائش گاہ پر پڑی ہے۔ تمہاری کال ملنے کے بعد تھوڑا سا ڈرامہ کھیلا گیا۔ اور وہ نگرانی کرنے والا احمق اس ڈرامے میں پھنس کر کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ جہاں میں نے اس کی پشت میں گولی مار کر اسے ختم کر دیا" ——— لانسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب سر اس ڈبے کا کیا کرنا ہے۔ میں اسے لے جاؤں" مارشل نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— اب صورت حال بدل چکی ہے۔ وہ ٹارزن جو عمران ہی تھا۔ وہ تمہیں یقیناً پہچان گیا ہو گا۔ اور اس ڈبے کی گمشدگی کے ساتھ ہی انہوں نے سفارت خانے کی نگرانی شروع کر دینی ہے۔ اس لئے اب اسے اس ملک سے نکالنے کے لئے کوئی اور تجویز سوچنا پڑے گی" ——— لانسر نے کہا۔

"جناب ہم لوگ ابھی تک کسی کے سامنے نہیں آئے۔ اگر آپ کہیں تو یہ ڈبہ ہم چھپا کر کافرستان لے جائیں اور وہاں کے سفارت خانے کے ذریعے اسے نارا کی لینڈ بھجوا دیا جائے" ——— ٹسکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ ——— یہ بالکل ٹھیک رہے گا۔ تمہاری طرف تو کسی کا خیال بھی نہ جائے گا۔ ویری گڈ۔ یہ تجویز بالکل درست رہے گی۔ نگرانی کرنے والے کے قتل کا عمران کو پتہ چل جائے گا۔ اس لئے وہ یقیناً اب مجھے بھی ڈھونڈھنے کی کوشش کرے گا ——— اس لئے میں اب یہیں چھپا رہوں گا۔ جب کچھ دنوں تک معاملات سرد پڑ جائیں گے تو نئے میک اپ اور کاغذات کی مدد سے میں اور فیلیا بھی نکل جائیں گے" ——— لانسر نے تجویز پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ریڈ ہینڈز آج ہی پاکیشیا میں داخل ہوئے ہیں اگر یہ فوری طور پر واپس گئے تو ہو سکتا ہے کسٹم حکام مشکوک ہو جائیں" ——— فیلیا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن یہ ایک دو روز یہاں گزار کر بھی واپس جا سکتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے متعلق کسی کو علم نہیں"

لانسر نے کہا۔

اور پھر یہ طے ہو گیا کہ لانسر اور فیلیا بھی یہیں رہیں گے۔ اور دو روز بعد ریڈ ہینڈڈ زگمرڈپ ڈبے سمیت واپس کافرستان چلا جائے گا۔ جب ڈبہ کافرستان کے سفارت خانے کے ذریعے ناراک لینڈ پہنچ جائے گا تو مارش لانسر کو اطلاع دے گا۔ اور پھر لانسر اور فیلیا بھی نئے میک اپ میں خاموشی سے نکل جائیں گے ——— چنانچہ یہ طے ہونے کے بعد مارش نے واپس سفارت خانے جانے کی اجازت مانگی۔

"بس محتاط رہنا۔ کسی صورت میں اس جگہ کی نشاندہی نہ ہو"

لانسر نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ——— آپ بے فکر رہیں۔ ویسے بھی ان کے نظریئے کے مطابق ڈبہ وہ پہلے مجھ سے چھین کر لے جا چکے تھے۔ اس لئے اب ان کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ ڈبے کے متعلق مجھے علم ہے۔ وہ یقیناً اسے شہر میں ڈھونڈتے پھریں گے۔ بہرحال پھر بھی میں محتاط رہوں گا"

مارش نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لانسر اور ٹسکی سے مصافحہ کر کے وہ باہر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"جیپ کا تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ جیپ تھی وہ کار بھی ہو سکتی ہے"

عمران نے کیپٹن بندر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ جوزف کی کال ملتے ہی ہسپتال سے سیدھا رانا ہاؤس واپس آ گیا تھا۔ یہاں کرنل رابرٹ نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

اور کیپٹن بندر نے چیخ چیخ کرتے ہوئے کرنل رابرٹ کو کوئی جواب دیا۔

"وہ جیپ ہی تھی۔ دراصل میرے پاس ایک بڑی ٹرم پار جیپ تھی۔ جسے میں اکثر شکار کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ اور کیپٹن اس کے ایک ایک پرزے سے اچھی طرح واقف تھا ——— اس نے کہا ہے کہ اس کا نچلا حصہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ ہمارے پاس سبز رنگ کی جیپ کا تھا"

کرنل رابرٹ نے ترجمانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرم پار ——— اوہ واقعی۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک ٹرم پار جیپ

جس کا رنگ نیلا تھا اور اس پر سنہری پٹیاں تھیں بالکل نیا ماڈل تھا۔ پولیس کی گاڑی کے ساتھ ہی روانہ ہوئی تھی "۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بس پھر کپتان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہ واقعی ٹرم پار تھی"

کرنل رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میں اسے ڈھونڈھ لوں گا"۔۔۔ عمران نے بااعتماد لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے ٹیلی فون والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ڈبلے کی تلاش کے بارے میں کوئی رپورٹ" عمران نے پوچھا۔

"ممبرز نے ساری جگہوں کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔ لیکن ڈبلے اور بندر کا کہیں پتہ نہیں چلا وہ اب بھی تلاش کر رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بندر رانا ہاؤس پہنچ گیا ہے لیکن اٹیک دن کے بغیر۔ اٹیک دن اس نے ایک جیپ کے نیچے ڈیفرنشل پائپ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ وہ خود بھی وہیں چمٹا ہوا تھا کہ جھٹکا لگنے سے گر گیا اور زخمی ہو گیا۔ لیکن وہ گرتا پڑتا رانا ہاؤس پہنچ ہی گیا۔۔۔ میں نے کرنل رابرٹ کے ذریعے اس سے بات کی ہے تو پتہ چلا کہ وہ جیپ ٹرم پار تھی۔ اور جب میں صفدر کے پاس پہنچا تھا تو میں نے ایک نئے ماڈل کی ٹرم پار جیپ کو جاتے دیکھا تھا۔ اس کا

رنگ نیلا تھا۔ اور اس پر سنہری پٹیاں تھیں۔ اور جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے۔ اس پر کافرستان کی نمبر پلیٹ موجود تھی۔ تم ایسا کرو کہ ممبرز کو فوری طور پر اس جیپ کی تلاش میں لگا دو۔ میں بھی اُسے تلاش کرتا ہوں۔ اگر اس کا پتہ چل جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر کال کر لیں"۔۔۔ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس پر کافرستان کی نمبر پلیٹ تھی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گرداس پور کی سرحد کی طرف سے آ رہی تھی۔ وہاں سے بھی اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے۔ میں پہلے وہاں فون کر کے پتہ کروں گا۔ لیکن وہاں سے ان کی منزل کا ہی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ وہ دارالحکومت میں ٹھہرے گی یا آگے بڑھ جائے گی۔ باقی تفصیلات کا تو پتہ نہیں چل سکتا۔۔۔ تم ممبرز کو کہو کہ وہ فوراً اُسے تلاش کریں۔ اور صدیقی کو کہہ دینا کہ وہ شہر سے باہر جانے والی سڑکوں پر بھی اُسے چیک کرے۔ شاید وہ دارالحکومت سے نکل کر کسی اور شہر جا رہی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا

"ٹھیک ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے انکوائری کا نمبر گھمایا اور انکوائری آپریٹر سے اس نے گرداس پور سرحد کے چیکنگ آفیسر کا نمبر معلوم کر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس گرداس پور بارڈر کراسنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ۔ چیف آفیسر سے بات

کراو "۔۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت تحکمانہ ہو گیا۔

" یس سر ۔۔۔ یس سر ہولڈ آن کیجئے سر "۔۔۔۔ دوسری طرف سے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد رسیور میں ایک آواز ابھری۔

" یس سر ۔۔۔ میں اے۔ آر۔ صدیقی بول رہا ہوں۔ چیف آفیسر۔ حکم فرمائیے "۔۔۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

" مسٹر صدیقی ۔۔۔ آج کسی وقت کافرستان سے ایک ٹرم بار جیپ پاکیشیا میں داخل ہوئی ہے۔ مجھے اس کے متعلق معلومات چاہئیں " عمران نے اُسی طرح سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" ٹرم بار جیپ ۔۔۔ ایک منٹ سر۔ میں پتہ کرتا ہوں سر "، دوسری طرف سے چیف آفیسر نے کہا۔ اور رسیور میں چند لمحے خاموشی رہی۔

" یس سر ۔۔۔ چار گھنٹے پہلے ٹرم بار جیپ نے بارڈر کراس کیا ہے۔ جناب۔ ریکارڈ میں موجود ہے سر "۔۔۔ صدیقی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" کتنے آدمی تھے اس میں "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ایک ڈرائیور اور پانچ آدمی تھے۔ ان کے پاس ٹرانزٹ ویزا تھا جناب۔ وہ سب ناراک لینڈ کے باشندے تھے جناب۔ سیاحت ویزا تھا ان کے پاس "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ناراک لینڈ کا نام سن کر عمران کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔

" سیاحت ویزا تھا تو ان کی آئندہ منزل کی تفصیلات بھی درج ہوں

گی آپ کے پاس "۔۔۔ عمران نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" یس سر ۔۔۔ انہوں نے چند روز دارالحکومت میں رہنے کے بعد واپس کافرستان جانا ہے۔ کیونکہ ان کا مین کیمپ کافرستان میں ہے " صدیقی نے جواب دیا۔

" دارالحکومت میں کس جگہ رہنا ہے انہیں "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" اس کا سر کوئی علم نہیں۔ سیاح لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی رہیں گے۔ سر کوئی گڑبڑ ہے۔ ہم نے تو یہاں جیپ کو اچھی طرح چیک کیا تھا سر "۔۔۔ صدیقی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" نہیں ۔۔۔ فی الحال تو کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ او۔ کے "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ کوئی واضح کلیو تو نہ مل سکا تھا۔ البتہ ناراک لینڈ نے اُسے چونکا دیا تھا لیکن پھر اس نے خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے، ان کا براہِ راست کوئی تعلق اس کیس سے نہ تھا۔ یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔

وہ ٹیلی فون والے کمرے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں دارالحکومت کے ہوٹلوں میں چیک کرے۔ لیکن اس سارے قصے میں ایک بات سیٹ نہ ہو رہی تھی وہ تھا لانسر اور فیلیا کا اچانک فرار ۔۔۔ آخر وہ لوگ کہاں گئے ہوں گے۔ ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ سفارت خانے والوں نے انہیں کال کر کے صورت حال بتائی ہو۔ تو وہ ٹائیگر کو گولی مار کر نکل کھڑے ہوں تاکہ اٹیک وَن کو خود تلاش کریں۔ لیکن وہ کہاں تلاش کر سکتے ہیں۔ کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

ابھی وہ اسی ذہنی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ کار کے ڈیش بورڈ سے

ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی ۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر کے اُسے سائیڈ پہ کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا ۔

" ہیلو ہیلو ——— تنویر کالنگ عمران اوور " ——— بٹن دبتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی ۔

" یس عمران اٹنڈنگ یو اوور " ——— عمران نے جواب دیا ۔

" عمران صاحب ——— ٹرم یار جیپ آسٹر کالونی میں دیکھی گئی ہے ۔ اس میں ڈرائیور سمیت چھ غیر ملکی سوار تھے ۔ انہوں نے ایک دکان سے سگریٹ خریدے ہیں ۔ میں وہاں سے سگریٹ خریدنے کے لئے رکا تو بس اچانک میں نے پوچھ لیا اوور " ——— تنویر نے کہا ۔

" آسٹر کالونی کے کون سے چوک سے انہوں نے سگریٹ خریدے ہیں اوور " ——— عمران نے چونک کر پوچھا ۔

" پہلے چوک سے اوور " ——— تنویر نے جواب دیا ۔

" اوکے ——— تم وہیں رکو میں آرہا ہوں اوور اینڈ آل " ——— عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار آگے بڑھا دی ۔ اب وہ خاصی تیز رفتاری سے آسٹر کالونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔ آسٹر کالونی شمالی حصے میں ایک جدید ترین کالونی تھی ۔ اور اس کالونی میں خاصی بڑی اور مہنگی کوٹھیاں تھیں ——— اس کا مطلب تھا کہ وہ شہر کراس کر کے وہاں پہنچے ہوں گے ۔ اور اس بات سے اس نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ کسی ہوٹل کی بجائے کسی رہائش گاہ کی طرف گئے ہوں گے ۔ کیونکہ تمام قابلِ ذکر ہوٹل راستے میں پڑتے ہیں ——— تھوڑی دیر بعد وہ آسٹر کالونی کے پہلے چوک میں پہنچ گیا ۔ تنویر وہاں اپنی کار سمیت موجود تھا ۔ تنویر کے بتانے پہ وہ سیدھا

سگریٹ کاؤنٹر کی طرف بڑھا ۔ اس پہ ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا ۔

" جناب وہ ٹرم یار جیپ کا رخ کس طرف تھا ۔ اس میں ہمارے دوست تھے ۔ اور ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں " ——— عمران نے ادھیڑ عمر آدمی سے بڑے مؤدبانہ انداز میں پوچھا ۔

" آپ کے دوست میرا خیال ہے وہ بارہ نمبر سٹریٹ کی طرف مڑ گئے تھے ۔ میں نے جیپ کو اس طرف مڑتے دیکھا تھا اس کے بعد وہ کہاں گئے ہیں یہ نہیں بتا سکتا " ——— ادھیڑ عمر آدمی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا ۔

" بارہ نمبر سٹریٹ ——— اوہ وہ تو آگے جا کر بند ہو جاتی ہے " عمران نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" جی وہ تو بند ہو جاتی ہے لیکن سائیڈوں سے تو اور دو روڈ نکلتی ہیں " ادھیڑ عمر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا ۔

" آؤ تنویر ۔ بارہ نمبر سٹریٹ کو چیک کر لیں " ——— عمران نے کہا ۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ۔

اور پھر دونوں کاریں موڑ کاٹ کر بارہ نمبر سٹریٹ میں داخل ہو گئیں ۔ یہ خاصی لمبی اور بڑی سائیڈ روڈ تھی ۔ درمیانی حصے میں دکانیں تھیں ۔ جب کہ باقی تمام کوٹھیاں تھیں ۔ جن میں سے کچھ زیر تعمیر تھیں ——— عمران نے ایک بک سٹال کے سامنے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ دکان کی طرف بڑھا ۔ بک سٹال پہ ایک نوعمر لڑکا موجود تھا ۔ جس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا ۔

" بیٹے ——— کبھی ٹرم یار جیپ دیکھی ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

"ٹرم پار ـــــ جی ہاں دیکھی ہے۔ پہلے تو میں نے اس کی تصویر رسالوں میں دیکھی تھی۔ لیکن آج تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ بہت خوب صورت جیپ ہے۔ اور میں نے تو بالکل نئے ماڈل کی دیکھی ہے" ـــــ لڑکے نے اپنی عمر کے مطابق بڑے پرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ وہ نیلے رنگ اور سنہری پٹیوں والی وہ میرے دوست کی ہے۔ مجھے بتا رہا تھا کہ یہیں کہیں اس کی رہائش گاہ ہے۔ مجھے نمبر بھول گیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں بالکل یہی ـــــ بالکل ـــــ وہ آگے پیلے رنگ کے پھاٹک والی کوٹھی ہے ناں وہ وہاں گئی ہے۔ بس میری اچانک نظر پڑ گئی۔ تو میں اُسے دیکھتا رہا" ـــــ لڑکے نے کہا۔

"شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑا۔ وہ جیپ کو ڈھونڈھ لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ تنویر سمیت پیدل ہی چلتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ قطعاً غیر متعلق ہیں اس لئے ان سے ملنے میں کسی چکر بازی کی ضرورت نہیں اور یقیناً وہ تو اس ڈبلے کی موجودگی سے بھی بے خبر ہوں گے۔

کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ عمران نے کال بیل پہ انگلی رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکل آیا۔ واقعی اس کے چہرے کے کٹ بتا رہے تھے کہ اس کا تعلق نارا ک لینڈ سے ہے۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ٹرم پار جیپ برائے فروخت ہے۔ ہم اس کا سودا کرنے آئے ہیں" ـــــ عمران نے نوجوان کو غور سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

"برائے فروخت ـــــ کیا مطلب ـــــ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کو غلط بتایا گیا ہے" ـــــ نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون ہے فرینکی" ـــــ اچانک اندر سے کسی کی بھاری آواز سنائی دی۔

"چلو برائے فروخت نہیں ہے تو نہ سہی ہم اسے دیکھ تو سکتے ہیں۔ دراصل مجھے ٹرم پار جیپ سے عشق ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس کی درآمد ممنوع ہے۔ اس لئے ....." ـــــ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا

اُسی لمحے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر آگیا۔ فرینکی نے اُسے جب عمران کا مقصد بتایا تو وہ غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہاں ٹرم پار جیپ موجود ہے" بھاری جسم والے کا لہجہ فرینکی سے بھی زیادہ کرخت تھا۔

اور عمران ان کے انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ سیدھے سادھے سیاح نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق یقیناً زیر زمین دنیا سے ہے۔

"محترم یہ پاکیشیا ہے۔ آپ نے گرداس پور سرحد کراس کرتے وقت جیپ کی تفصیلات قانون کے مطابق درج نہ کرائی تھیں حالانکہ ایسا قانوناً ضروری تھا۔ چنانچہ ہمارے محکمے کو اطلاع دی گئی ـــــ میرا تعلق کسٹم سے ہے۔ اس بات سے ہمیں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ آپ اُسے یہاں بیچنے کے لئے لائے ہیں" ـــــ عمران کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"اوہ۔۔۔ لیکن آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں"۔۔۔ بھاری جسم والے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ معمولی باتیں ہیں۔ لیکن کیا آپ ہمیں اندر آنے کے لئے نہ کہیں گے۔ آپ معزز سیاح ہیں۔ اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ اسے بیچنے نہیں آئے۔ اس لئے میں صرف اس کی تفصیلات نوٹ کر کے واپس چلا جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آجائیے"۔۔۔ بھاری جسم والے نے کہا۔ اور اس نے فرینکی کو پھاٹک کھولنے کے لئے کہا۔ فرینکی نے کھڑکی سے واپس جا کر پھاٹک کھول دیا۔ اور عمران اور تنویر اندر داخل ہو گئے۔ پورچ میں ٹرم یار جیپ موجود تھی۔ بھاری جسم والا انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

"تشریف رکھئے اور پہلے اپنا شناختی کارڈ دکھائیے۔ تب آپ سے مزید بات ہو سکے گی"۔۔۔ بھاری جسم والے نے سخت لہجے میں کہا۔

"خبردار۔۔۔ اگر ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا"۔۔۔ اسی لمحے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

اور بھاری جسم والے کے ساتھ ساتھ عمران اور تنویر بھی چونک پڑے۔ عمران یہ آواز اچھی طرح پہچانتا تھا اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔۔۔ کیونکہ کمرے میں لانسر داخل ہو رہا تھا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اور پھر دوسرے دروازوں سے چار مزید افراد مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"کیا مطلب مسٹر لانسر"۔۔۔ بھاری جسم والے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ علی عمران ہے مسٹر ٹسکی۔۔۔ جس کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا۔ یہ اس ڈبے کے پیچھے یہاں پہنچ گیا ہے"۔۔۔ لانسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ بھاری جسم والے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے حق بحقدار رسید۔ ڈبہ تمہارے پاس پہنچ ہی گیا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ وہ ہماری چیز تھی۔ اس لئے قدرت نے ایک اتفاق کے ذریعے ہم تک پہنچا دی۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم اسے کس طرح ٹریس کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے ہو"۔۔۔ لانسر نے خشک لہجے میں کہا۔

"میری ناک بہت تیز ہے مسٹر لانسر۔ میں نے اس کی خوشبو میلوں دور سے سونگھ لی۔ تم نے میرے آدمی کو گولی مار کر میرے دل میں اپنے لئے ساری ہمدردی ختم کر دی ہے۔۔۔ اور اب تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ وہ ڈبہ میرے حوالے کر دو۔ اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو"۔۔۔ عمران کے لہجے میں بلا کا اطمینان تھا۔

"اب تمہاری لاش ہمیشہ کے لئے کسی گٹر میں سڑتی رہے گی مسٹر علی عمران۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم میں غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں۔ لیکن مجھے تم نہیں جانتے۔۔۔ میں ناراک لینڈ کا سپر ایجنٹ ہوں لانسر فائیو۔ میں نے آج تک زندگی میں کبھی کسی مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ میرا مال خود بخود میرے پاس پہنچ گیا ہے"۔۔۔ لانسر نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو مجھے کہا تھا کہ وہ ملک سے باہر جا چکا ہے۔ اور تمہیں شاید یاد ہو گا کہ میں نے تمہیں یہی جواب دیا تھا کہ مجھ میں ہمت ہوئی تو میں اُسے واپس حاصل کر لوں گا۔ اور ایک اور غلط فہمی بھی دل سے نکال دینا کہ ہم دونوں یہاں اکیلے آئے ہیں۔ تمہاری کوٹھی اس وقت مکمل گھیرے میں ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہاری شکل دیکھتے ہی آدمی کو چیکنگ کے لئے باہر بھیج دیا ہے۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اور سنو۔ معمولی سی غلط حرکت بھی تمہاری زندگی کے سانس کم کر دے گی۔ ان سب کے نشانے بے خطا ہیں" لانسر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"باہر کوئی آدمی نہیں ہے۔ یہ دونوں دو کاروں میں یہاں پہنچے ہیں اور بس"۔۔۔ آنے والے نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ میرے خیال میں اب زیادہ دیر اچھی نہیں ہے" لانسر نے ٹسکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔۔۔ نارک لینڈ کا سپر ایجنٹ لانسر فائیو۔ اور اتنا بزدل کہ دو نہتے افراد پر چھ مشین گنیں۔ چ چ چ"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔ زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔ مسٹر ٹسکی ان دونوں کو تہہ خانے میں لے چلیئے۔ وہاں ان کا جسم گولیوں سے چھلنی کیا جائے

گا۔ یہاں فائرنگ کی آواز ہمیں کسی مشکل میں بھی ڈال سکتی ہے"۔۔۔ لانسر نے ٹسکی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ چلو اٹھو تم دونوں۔ اور سنو۔ کسی قسم کی غلط حرکت نہ کرنا ورنہ تم جیسوں کو قتل کرتے ہماری پوری زندگی گزر گئی ہے"۔۔۔ ٹسکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"واقعی پوری زندگی گزر گئی ہے مسٹر ٹسکی۔۔۔ اور جب پوری زندگی گزر جائے تو پھر آگے موت ہی ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ کیونکہ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب ان پر جھپٹنے کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

"چلو اس دروازے کی طرف"۔۔۔ ٹسکی نے سائیڈ دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس طرف چار مشین گن بردار کھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے مڑتے ہوئے تنویر کو آہستہ سے آنکھ ماری اور پھر دونوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے چاروں مسلح افراد راستہ چھوڑنے کے لئے دائیں بائیں ہو گئے۔۔۔ عمران اور تنویر جیسے ہی ان کے قریب پہنچے۔ ان دونوں کے جسم اچانک بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ سنبھلتے۔ وہ دونوں اڑتے ہوئے دروازے کی دوسری طرف جا گرے۔ ان دونوں نے ہی ایک ایک مشین گن جھپٹ لی تھی۔

"فائر"۔۔۔ لانسر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی خود بھی فائر کھول دیا۔ لیکن کمرے میں ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ہی انسانی

چیخیں گونج اٹھیں۔ گو عمران اور تنویر دروازے کے سامنے ہی گرے تھے لیکن چیخیں ان کی نہ تھیں بلکہ لانسر کے اپنے آدمیوں کی تھیں جو فائر کی آواز سنتے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے تھے ـــــ اور اس طرح لانسر کے فائر کی زد میں آکر وہ چاروں ہی دروازے میں ڈھیر ہو گئے۔

عمران اور تنویر نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دائیں بائیں ہوئے۔ اور اُسی لمحے عمران نے سائیڈ کھڑکی میں مشین گن کی نال رکھ کر فائر کھول دیا اور کمرے میں ایک اور چیخ ابھری۔

"تنویر دوڑنا وہ پچھلے دروازے سے دوڑا ہے" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا دائیں طرف بڑھ گیا۔

اُسی لمحے عمران کو سائیڈ میں کھٹکا سنائی دیا۔ تو وہ اچھل کر فرش پر گرا۔ اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے سر کے اوپر سے ہوتی گزر گئی۔ عمران نیچے گرتے ہی پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپا اور ایک بار پھر اس کی مشین گن نے شعلے اگل دیئے ـــــ دوسرے لمحے سائیڈ کے ایک ستون کے قریب سے چیخ سنائی دی اور پھر ایک عورت کٹے ہوئے شہتیر کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی نیچے گری۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔ یہ فیلیا تھی۔ اُسی لمحے دوسری سائیڈ سے مشین گن چلنے اور ایک انسانی چیخ کی آواز سنائی دی تو عمران مشین گن اٹھائے ادھر دوڑ پڑا۔

"عمران صاحب ـــــ وہ لانسر اس کمرے میں ہے" ـــــ اُسی لمحے تنویر نے چیخ کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سائیڈ میں ہو گیا۔ تاکہ اندر سے اس پر فائر نہ کھولا جا سکے۔ ٹسکی دروازے کی سائیڈ میں پڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

"ہتھیار باہر پھینک دو لانسر ـــــ ورنہ میں بم سے کمرہ اڑا دوں گا" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اُسی لمحے مشین گن اچھل کر باہر آگری۔

"ٹھیک ہے اب باہر آجاؤ" ـــــ عمران نے پیر کی ٹھوکر مار کر مشین گن کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے لانسر دونوں ہاتھ سر سے اوپر اٹھائے باہر نکل آیا۔ بے بسی۔ مایوسی اور جھنجلاہٹ سے اس کا چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا اور آنکھوں سے وحشت جھلک رہی تھی۔

"میں نے فیلیا کی چیخ سنی تھی۔ کیا تم نے اُسے مار دیا ہے" ـــــ لانسر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ صرف زخمی ہے۔ اٹیک دن کا ڈبہ کہاں ہے" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ـــــ پہلے مجھے فیلیا کے پاس لے چلو" ـــــ لانسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو لانسر۔ وہ وقت اور تھا جب میں خاموشی سے چلا گیا تھا۔ سیدھی طرح ڈبے کے متعلق بتا دو ورنہ میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کوشش کر دیکھو۔ میں صرف اس لئے باہر آگیا ہوں تاکہ فیلیا کا پتہ کر سکوں۔ ورنہ تم جیسے قیامت تک سر پٹکتے رہیں تو لانسر پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے" ـــــ لانسر کے لہجے میں بھی غراہٹ تھی۔

"یہ مشین گن سنبھالو تنویر۔ میں ذرا اس کی ٹیڑھی دم سیدھی کر لوں" عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن تنویر کی طرف اچھالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانسر پر یک لخت چھلانگ لگا دی۔ لیکن لانسر

بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا اور ساتھ ہی اس کی لات حرکت میں آئی لیکن شاید اُسے عمران کی صلاحیتوں کا علم ہی نہ تھا۔ عمران نے راستے میں ہی اپنے جسم کو موڑا۔ اور پھر لانسر کے قریب جا کر وہ الٹی قلابازی کھا کر اس کے سر کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف جا گرا ۔۔۔ لیکن اسی دوران انتہائی چابکدستی سے اس نے دونوں ٹانگیں لانسر کی گردن کے گرد ڈال دی تھیں۔ اس اچانک اور غیر متوقع جھٹکے کی وجہ سے لانسر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اور اُسی لمحے عمران نے ایک اور حیرت انگیز داؤ لگایا۔ اس نے دونوں ہاتھ جو زمین پر جمے ہوئے تھے ۔۔۔ پھر اپنے جسم کے اگلے حصے کا بوجھ ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کا پچھلا جسم یک لخت اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا لانسر کا بھاری جسم فضا میں اڑتا ہوا سائیڈ کی طرف بڑھا ۔۔۔ اور پھر یہیں سے عمران اور تنویر کی بدقسمتی کا آغاز ہو گیا۔ لانسر نے اپنے اڑتے ہوئے جسم کا زاویہ یک لخت بدلا اور پھر وہ پوری قوت سے اُسی سائیڈ میں کھڑے تنویر کے ساتھ جا ٹکرایا۔ تنویر اور لانسر دونوں ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرے ہی تھے کہ یک لخت لانسر کے جسم نے جھٹکا کھایا ۔۔۔ اور تنویر کا بھاری جسم لانسر کی طرح اڑتا ہوا اٹھ کر کھڑے ہوتے عمران سے جا ٹکرایا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گرے لانسر نے جھپٹ کر ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھالی ۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کی نال ان کی طرف سیدھی کرتا عمران یک لخت اپنی جگہ سے اچھلا اور پوری قوت سے لانسر سے آٹکرایا۔ لانسر دھکا کھا کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا اس نے عمران کو جھٹکنے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن عمران اس سے ٹکراتے ہی یک لخت خالی

ہوتی بوری کی طرح فرش پر بیٹھا اور اس کے ساتھ ہی لانسر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اس کی دونوں ٹانگیں عمران کی گرفت میں تھیں اور اس کی گردن دیوار کی جڑ کے ساتھ پھنس گئی تھی ۔۔۔ عمران کے ایک ہی زوردار جھٹکے کی وجہ سے اس کا جسم یک لخت کمان کی طرح مڑا۔ اور پھر کڑاکے کے ساتھ ہی لانسر کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس نے تڑپ کر سائیڈ میں اپنے جسم کو کرنا چاہا تاکہ اس خوفناک داؤ کے انجام سے بچ نکلے ۔۔۔ لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ٹوٹے اور اس کا جسم مردہ چھپکلی کی طرح یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ مہرے ٹوٹنے کی آواز نکلتے ہی عمران نے جھٹکے سے اس کا جسم چھوڑ دیا اور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا ۔۔۔ اب لانسر فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بازو آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح فرش پر پھیل اور سمٹ رہے تھے لیکن باقی جسم بالکل بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

"بس۔ اس برتے پر سپر ایجنٹ بنے پھر رہے تھے نجانے کون احمق ہیں جو ہر اس آدمی کو جو مارشل آرٹ کے چار داؤ سیکھ جائے سپر ایجنٹ بنا دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔

"کاش! تم میرے داؤ میں آجاتے تو" ۔۔۔ لانسر کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی۔

"تو پھر میں بھی علی عمران کی بجائے سپر ایجنٹ ہی کہلاتا۔ تنویر پوری کوٹھی کی تلاشی لو۔ اور چمکیلی دھات کا ڈبہ تلاش کرو" ۔۔۔ عمران نے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ جو بھیگی بلی کے سے انداز میں دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ تنویر خود کو مارشل آرٹ کا ماسٹر سمجھتا تھا۔ لیکن جب بھی وہ عمران

کو لڑتے ہوئے دیکھتا تو اس کو خود بخود یہ احساس ہو جاتا کہ وہ عمران کے
مقابلے میں طفلِ مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہی وجہ تھی کہ
ایسے موقعوں پر لاشعوری طور پر اس کے چہرے پر مرعوبیت سی چھا جاتی۔

"تنویر عمران کا حکم سنتے ہی تیزی سے مڑا اور ایک کمرے میں داخل ہو
گیا۔ کوٹھی چونکہ خاصی بڑی اور الگ تھلگ تھی اس لئے شاید مشین گنوں کی
آوازیں کسی نے نہ سنی تھیں۔ کیونکہ اب تک پولیس کے سائرنوں کی آوازیں
سنائی نہ دی تھیں ـــــ لانسر کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور چہرہ ہلدی کی
طرح زرد پڑ چکا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ لیکن کوٹھی میں
خاموشی طاری تھی۔

"یہ ڈبہ ہے" ـــــ تھوڑی دیر بعد تنویر نے چمکیلا ڈبہ اٹھائے
کمرے سے نکل کر پوچھا۔

"ہاں یہی ہے۔ سارے فساد کی جڑ" ـــــ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اٹیک دن کا ڈبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے" ـــــ تنویر نے بے ہوش پڑے لانسر
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے بے ہوش ہو کر اپنی جان بچا لی ہے۔ اگر ہم میں سے کسی نے
بے ہوش آدمی پر ہاتھ اٹھایا تو پھر جولیا نے ہم دونوں کی چھٹی کرا دینی ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران ڈبہ اٹھائے مڑ کر ایک طرف پڑی ہوئی ٹسکی کی لاش کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے ڈبہ ایک طرف رکھا اور پھر اس نے جھک کر ٹسکی کی تلاشی

لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ
برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"اوہ ریڈ ہینڈز۔ اچھا تو یہ سرخ ہاتھ تھے۔ چلو سوپر فیاض کے سینے پر
ایک اور تمغہ لگ گیا۔ ویسے دیکھنا تنویر۔ ان میں سے کسی کے ہاتھ پر مہندی
بھی لگی ہوئی ہے یا یہ سب ہم دونوں کی طرح کنوارے ہی ریڈ ہینڈز بنے
ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہندی" ـــــ تنویر نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"بھئی یہ ریڈ ہینڈز ہیں۔ اور ہمارے ہاں تو شادی کے وقت ہی ہاتھ
سرخ ہوتے ہیں۔ آگے پیچھے تو بس رنگے ہاتھوں پکڑے جانے والا محاورہ
ہی کام آتا ہے ـــــ اور اب یہ ضروری نہیں کہ رنگے ہاتھوں کا مطلب سرخ
رنگ ہی ہو۔ نیلے۔ پیلے۔ براؤن۔ سیاہ سارے ہی رنگ ہو سکتے ہیں"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران بھی مسکراتا ہوا بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اسے ٹیلی فون
پڑا نظر آیا تھا۔ وہ اب سوپر فیاض کے سر سہرا باندھنا چاہتا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھیک ہو کر سوپر فیاض
کے ہاتھوں سے نکل جائے" ـــــ تنویر نے لانسر کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض کے ہاتھوں سے بس طوطے ہی نکل جاتے ہیں مجرم نہیں
نکل سکتے۔ سارے شہر کے سمگلر اس کے سوپر ہاتھوں میں پھڑپھڑاتے
رہتے ہیں۔ مجال ہے کہ کوئی آج تک نکل سکا ہو" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کندھے اچکا کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران

کو اس کی مرضی کے بغیر چلانا اس کے بس میں نہ تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس معاملے میں ایکسٹو بھی بے بس ہو جاتا ہے ـــــ اس لئے اس نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

ختم شُد